

تقدیرِ حقانی کا پانچواں حصہ سو وچھ سے لیکر سو و نعل کے آخر تک اچھ پارہ کی تفسیر ہے جس میں پانچوں  
کے اسواقِ قرآن مجید کے لطائف و حقائق کو اردو زبان میں لکھ کر کیا گیا ہے اس نسخی

تفسيح المسكن

110

المشهور

عَمَّا مَقَّانِي  
نَعْسًا يَمِينًا

CHECKED 1998

بعد از این که نظام الملک اصفهانی را در میان پادشاهان و بزرگان  
نمودند و او را جلالت و تکریم بخشیدند و به واسطه آنکه او را در میان  
پادشاهان و بزرگان نداشتند و او را در میان پادشاهان و بزرگان

در مقامی که در این کتاب

# NOTICE





# فہرست مضامین جلد پنجم تفسیر حقایق

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	کافرون کا بعد مرگ کرنا	۱۶۱	بک مع نقشہ و جغرافیہ بلاد شام اور جو جواد	۲۱۳	قیامت میں میزان قائم ہونے کا فیہ میر جواب
۲	مسلمان ہوتے	۱۶۲	سبب المقدس پر گزرنے کے آن کا بیان	۲۱۴	حضرت امیر کا قصہ اور ان کی تفسیر
۳	قرآن مجید کا تبیل و تفسیر	۱۶۳	مضامین مع حرب الصلیبین	۲۱۵	میزان کی بحث
۴	آسمانوں میں بروج	۱۶۴	نقشہ ملکات الحرمین تیرہ احکام و حکم کا بیان	۲۱۶	زنا کی بحث
۵	بنائے ستیا ماروسے	۱۶۵	بیان	۲۱۷	زنا کی فصاحت
۶	قوم میں کی تحقیق اور یک بیان	۱۶۶	نمازوں کی وضاحت اور تمام جملوں کی شرح	۲۱۸	تہمت زنا کا حکم
۷	پیدا ہوا کون تھا	۱۶۷	قرآن کے کیا رنگی نازل ہونے کی وجہ	۲۱۹	انسان کا بیان
۸	حضرت یونس کا قصہ اور تفسیر	۱۶۸	دفعہ مضامین	۲۲۰	حضرت یونس کا قصہ اور تفسیر
۹	اصحاب کربلا کی شہادت	۱۶۹	اسلامیہ کا بیان	۲۲۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور تفسیر
۱۰	اصحاب کربلا کا قصہ	۱۷۰	ذکر حضرت علی کا بیان	۲۲۲	کافریہ
۱۱	قرآن مجید کا روح ہونا	۱۷۱	مقامات کا بیان	۲۲۳	بغیر اجازت کسی کے گھر میں جانے کی
۱۲	والتفہیم کا روح ہونا	۱۷۲	والتفہیم کا روح ہونا	۲۲۴	مناجات
۱۳	ادب و اخلاق کے مشہور کتب	۱۷۳	حضرت موسیٰ کا قصہ اور تفسیر	۲۲۵	پیشین گوئی و بارگہ خلافت امت محمدیہ
۱۴	ملک و ملکوت ملک ایمان اور ملک کفر	۱۷۴	کافریہ کا بیان	۲۲۶	خلافت امیر کا ثبوت
۱۵	کفر کا پھر شرف	۱۷۵	کفر کا پھر شرف	۲۲۷	قرآن و تفسیر کا بیان
۱۶	ہمارے ملک و عہد ہونا	۱۷۶	کفر کا پھر شرف	۲۲۸	حضرت امیر کا قصہ اور تفسیر
۱۷	زینبین رحمت و شفقت	۱۷۷	کفر کا پھر شرف	۲۲۹	قوم عادی کی عادات
۱۸	فنا شدی اعلیٰ الہامیہ	۱۷۸	کفر کا پھر شرف	۲۳۰	قوم نہرو کی عادات
۱۹	کی بحث	۱۷۹	کفر کا پھر شرف	۲۳۱	قصہ صحابہ الایک
۲۰	تفسیر و تفسیر	۱۸۰	کفر کا پھر شرف	۲۳۲	قرآن پر مشہدات کا جواب
۲۱	کفر کا پھر شرف	۱۸۱	کفر کا پھر شرف	۲۳۳	تفسیر فی التفسیر کے صفحہ
۲۲	کفر کا پھر شرف	۱۸۲	کفر کا پھر شرف	۲۳۴	حضرت بلال علیہ السلام کا قصہ
۲۳	کفر کا پھر شرف	۱۸۳	کفر کا پھر شرف	۲۳۵	نطق الہیک کے صفحہ
۲۴	کفر کا پھر شرف	۱۸۴	کفر کا پھر شرف	۲۳۶	بغیر کا قصہ
۲۵	کفر کا پھر شرف	۱۸۵	کفر کا پھر شرف	۲۳۷	مذہبوں کے اعتراضات کا جواب
۲۶	کفر کا پھر شرف	۱۸۶	کفر کا پھر شرف	۲۳۸	دلائل توحید
۲۷	کفر کا پھر شرف	۱۸۷	کفر کا پھر شرف	۲۳۹	دلائل توحید
۲۸	کفر کا پھر شرف	۱۸۸	کفر کا پھر شرف	۲۴۰	وہود واقعہ پر قرآن نے ہی ہر شے
۲۹	کفر کا پھر شرف	۱۸۹	کفر کا پھر شرف	۲۴۱	کو تہنیک کیا
۳۰	کفر کا پھر شرف	۱۹۰	کفر کا پھر شرف	۲۴۲	ادب الارض کا حال
۳۱	کفر کا پھر شرف	۱۹۱	کفر کا پھر شرف		
۳۲	کفر کا پھر شرف	۱۹۲	کفر کا پھر شرف		
۳۳	کفر کا پھر شرف	۱۹۳	کفر کا پھر شرف		
۳۴	کفر کا پھر شرف	۱۹۴	کفر کا پھر شرف		
۳۵	کفر کا پھر شرف	۱۹۵	کفر کا پھر شرف		
۳۶	کفر کا پھر شرف	۱۹۶	کفر کا پھر شرف		
۳۷	کفر کا پھر شرف	۱۹۷	کفر کا پھر شرف		
۳۸	کفر کا پھر شرف	۱۹۸	کفر کا پھر شرف		
۳۹	کفر کا پھر شرف	۱۹۹	کفر کا پھر شرف		
۴۰	کفر کا پھر شرف	۲۰۰	کفر کا پھر شرف		

سُورَةُ الْحَجِّ مَكِّيَّةٌ اَرْبَعٌ وَاثْنَانِ

الْحَجُّ الْاَكْبَرُ

اَسْمَيْنِ تَاوِيْلًا سَجْدَتَيْنِ هَيْتٌ

الْوَقْتُ ذَلِكِ الْكِتَابُ قُرْآنِ مَبِينٍ دَعَا يَوْمَ الدِّينِ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرَهُمْ يَكُونُوا يَتَمَتَّعُوا وَيَلْهَوْا بِالْاُمَلِ

پس آیتیں کتاب اور کھلے قرآن کی منکر پڑی حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے انکو چھوڑ کر کتابیں اور برت لیں اور انکو آرزو بھلا کر رکھے فسوف یعلمون وما اهلكتنا من قریۃ الا وکلهما کتاب معلومہ ما یستوفون انما اهلما وما یستأخرون وکلا لولاینا

پھر آئندہ تو معلوم ہی کرینگے۔ اور ہم نے کسی کو بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسے لینے (اور اسے) وقت مقرر نہ لگایا ہو کوئی قوم اپنے وقت سے ذرا گئے بڑھ گئی یا اور پیچھے رہ گئی یا اور کمال سے اٹھ گئی نزل علیہ الذکر انک لکجھون لوما تاتینا بالملک لک انک من الصر قین کما نزلنا لک بالملک لک لایستوفون وکلا لولاینا

وہ شخص کہ پھر نصرت نازل کی گئی تو ضرور وہ امن ہو جائے گا اس فرشتے کیونکہ میں اس کو اگر تو ترکیب رب بالتخفیف التشدید و نعم الراد و قضا کا فیہ لک رب یکن ان کیوں نہ کر موصوفۃ ای رب شئی یوہ الذین رب عرف بر لایعل فیہ باجحدہ و الغافل مخدوف تقدیر

رب کا فریود الاسلام الاولہا جملہ نعمت ہو قرآنیہ کی تو ما بمعنی تھلا یہ تفسیر یہ سورہ بھی مکئیں نازل ہوئی یہیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عرب ترناک بابت ہو یعنی قوم ثمود کا حال اور جر شام اور مدینہ کے درمیان کی کھدائی

الک سے مبینہ تک قرآن کا جانب الہیہ بیان کر کے دنیا کی لذت شہوات میں مبتلا ہونے والے کھٹاکا انجام کار بیان فرماتا ہے کہ یہ مصلوہ کہ قیامت کے دن یاقوت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان لائے جو تب کے کسی نبی کہتے ہیں کہ بت حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کہ تم کے میں محمدا دیہا بیت ہی عرب کی عادت ہو کہ

کسی کثیر الوجود چیز کو تعین لایکے لیے لفظ قیل کرتے ہیں جیسا کہ اس شخص کی نسبت کہ جس سے ہر وقت یا اکثر اوقات یا اکثر اوقات ہو کہتے ہیں کہ کہیں نہیں ہوا کہ لوگ کھٹکے شکر کثرت صلعم کے مقابل میں مشرق و مغرب اس جملہ پرستش کہ اگر پیغمبر بھی تو پیغمبر کوئی آسمانی عذاب کیوں نہیں آتا ہم تو دیکھتے ویسے مکار اظلمے پھر بتے ہیں یہ انکی حالت تھی جبکہ رسول اللہ

القرآن آج میں اشارہ ہے کہ یہ قرآن دافعه السنہ بوسطہ رلام جبریل (ار) رسول اللہ پر نازل کیلئے یہیں کئی دفعہ نہیں دہم اس سورہ حجر کی نسبت جو قرآن مجید کی ایک جڑو ہے فرماتا ہے کہ یہ قرآن عین اور کتاب الہی کی چٹا کات ہیں انہیں کے مطالب میں غور کرو۔ آپ معلوم ہو جائیگا کہ یہ مضمون اس فصاحت و بلاغت کیسا

جس میں ان کی تکمیل کا پورا نقشہ ہے میں اللہ ہی پھر مبین کے لفظ سے اشارہ ہے کہ قرآن کی سب باتیں واضح ہیں۔ کوئی بھی خلافت قبول نہیں اس کے ماننے میں کیوں تردد ہو۔ سوئم مرتب کے وقت جو قرآن مجید پر مبنی بعد یہ اس جہل و نادانی پر افسوس کریں گے اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے

چنانچہ مہلت کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ چند روزہ ہے اس میں ان کو مرنے کر لینے دو۔ ان کی لمبی چڑی آرزو میں دنیاوی کاروبار کی بابت کہ یوں کر نکلے انہیں خود غفلت میں ڈالے ہو ہیں۔ اور یہی طول ان غفلت کا پردہ ہے پھر انکو جلد معلوم ہو جائیگا کہ مائے کس غفلت میں پڑے ہوئے تھے خصوصاً انکے اپنے افعال بد کا نتیجہ

و یکھیں گے اپنے سچے ہی بہت قویں تباہ ہوئی ہیں مگر انکا اپن وقت مقرر تھا اسلئے آگے یا کچھ نہیں ہو سکتے تھے مصلحت الخبئی وقت عین جو چنانچہ بدترین نقطہ شدہ ہیں انکے پیشینگوئی صادق آئی وہ کھا انحضرت صلعم کو دنیاوی مشاغل سے بیگہ و آخرت کی طرف متوجہ کیلئے تھے کہ انکو محمد جو کتاب کی پھر نصرت یعنی قرآن نازل ہوا ہی ضرور دوا دے دے

یہ قول دوا انوکھ لکھا جاوے گا جو دنیا کا گروہ ہے جو کہتے ہو کہ اگر تو سچا ہے تو ہمیں فرشتے کیوں نہیں لا کر دکھاتا اسکا جواب یا کہ فرشتے تو جاتے ہیں فیصلے ہی کے لیے آتے ہیں خواہ عامہ ہلاکت کے وقت یا موت کے وقت پھر جبر وہ آئی تو مہلت تو یہ کہاں ہے



Checked 1987

مکتبہ اسلامیہ دارالافتاء  
کراچی  
پیشینگوئی کی بابت  
قرآن مجید کی روشنی میں  
تفسیر سورہ حجر





وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّظِيرِينَ وَحَفَظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيزٍ إِلَّا مِنْ أَسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور ہم نے آسمان میں برج بنائے اور اسکو دیکھنے والوں کے لیے سنکا کر دیا اور اسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ مگر جو کوئی چوری سے سن گیا تو

فَاتَّبَعَهُ شَرُّهُابٍ مُبِينٍ وَالْأَرْضُ مَكْدُومًا وَالْقِينَا فِيهَا دَوَاسِي وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا

اُسکے پیچھے دھنسا ہوا اگلا چرگیا اور ہم نے زمین کو پہیلیا اور اُسپر بوجھے ڈال دیے اور اُس میں ہر چیز انداز سے اُکائی اور اُس میں تمہارے لیے

مَعَايِشٍ وَمَنْ لَكُمْ مِنْهُمْ فَبْنِ كُونِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عَجْدًا أَخْرَجْنَاهُ وَمَا نُنْزِلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ وَإَرْسَلْنَا الرِّيحَ

روزانہ کے سامان کے اور اُسکے لیے بھی کہ جسکے تم روزی بندہ نہیں اور یہی کوئی بھی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم مفسد کو ایک انداز میں نازل کرتے ہیں اور ہم نے

لَكُمْ فَا تَزْكُوا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاسْقِينَا كُومًا ۝ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۝ كُنَّا لَكُمْ خُفًى وَنَمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۝

پہرہ والی ہوائیں چلائیں پھر آسمان سے پانی اتارا پھر ہمیں پلایا حالانکہ تمہارا ہاتھ اُسکے خزانے نہیں اور ہم ہی تو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور اخیر الگ ہم ہی ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝ وَلَنْ رَبَّكَ هُوَ يُخَشِّرُهُمْ رَبَّكَ هَكَيْمًا عَلَيْهِمُ ۝

اور ہم کو معلوم ہیں تم میں سے اگلے اور پچھلے تیرا رب اُنکو جمع کرے گا وہ حکمت والا خبر دہرے

### ترکیب

الامن منصوب ہو سکتا تھا منقطع ہونے کی وجہ سے اور جو بھی ہو سکتا ہے امن استرق سے بدل ہو کر اور رفع بھی ہو سکتا ہے مستند ہو کر والجر ناتجربہ

وخل الفاء فیہ لتضمن لبس مدنی الشرط والادخ منصوب ہے من المستند منصوب ہے جملنا سے والوا من لبس بدو البہام فاما خلو

لنا ففنا۔ اور مجرور بھی ہو سکتا ہے۔ اسی لکم ولمن لستم

### تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہے کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سننے والے کے دل پر بار نہ معلوم ہو اس جگہ جبکہ مسئلہ نبوت میں

کلام کر چکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا جو اس پر کہ اثبات نبوت موقوف ہے اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوت نبی کو اُس کے اثر سے مشاہدہ

کر دینا ہے کہ جسکے منہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنے والی نکلی وہ قطعی نبی ہے نہ کہ مجنون۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ تَوْحِيدَ ثَبُوتٍ مِّنْ دَلَالِ سَادِیْہِ

یہ اول دلیل ہے کہ ہم نے آسمان میں بُرج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیا طین سے اُسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان اُن

تک جانیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور پر آسمانی بات سننے کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب قبیلین یا شہاب ثاقب یعنی

آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹا کہتے ہیں اُسکے پیچھے دھنسا ہوا ریحہ رحم سے شوق ہے جسکے معنی پتھر اور کرنا یعنی پتھر چھینک چھینک مارنا گلی گلوں اور پتھروں

لگانے کو بھی اسی لیے رحم کہتے ہیں کہ گویا یہ وہ ہاتھوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ منہ قولہ لا یجذلک اسی لاسینک اور اسی مناسبت سے تمہیں افریے کی بات

کو بھی رحم کہتے ہیں منہ قولہ رجا بالحب گویا شیا طین پر اتنی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں

مقدارہ تفسیر میں بیان ہو چکا ہے کہ شیا طین کو لطافتِ مادہ کی وجہ سے ملائکہ کی باتیں سننے اور اُن کے دیکھنے اور اپنے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے

ہر صبح ہر جمع ہے اس طرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہر تبارک الذی جعل فی السماء مہرجا اور ایک جگہ ہر والسماء ذات البروج اس سے یہ اور نہیں کہ جس طرح

عجلہ  
چن کا  
زین کا  
نیل کا

اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیواروں پر اور دیگر جگہ ہوتی جو اس طرح آسمان پر بچ بنے ہوئے ہیں بلکہ یہ مراد کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمونے اور  
سے خریزے کی پچانوں کی طرح آسمان کے بارہ حصے ایکٹھے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔ اور انکی زبان عربی میں یہ نام مشہور تھے۔ محل نور جوارہ سلطان احمد سنبھلہ  
میرزاں عقیب قوس جدی ولوحوت۔

جبکہ طبیعت فکریہ ایک تھی اور اسی لیے حکما کے نزدیک اسکی شکل کردی اپنی گول بنی تو پھر یہ بروج مختلف الطباع اور آسمان میں یہ گونا گوں چیزیں کسے بنائیں ان کی  
ویشی کسے کی اور ان احوال کو کسے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار و جبار نے۔ پھر کسے نہ صرف ستاروں کو آسمان کی زیست زینت بنایا بلکہ انکی انتظام لائق بھی کیا  
چرے شیطانوں کے لیے شہاب جبین کو کو قوال بنایا تو پھر کیا وہ ہتھیار کو بھی انتظام بنی آدم نہ کرتا؟ اور نیز شیطانین کو تو عالم علوی کی طرف رسانی نہیں پھر اگر خدا کا اہم  
اور جبریل میں کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہو گئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ سے کس قدر باتیں ثابت کر دیں۔

والارض من ہما یہ عالم سفلی کے حالات سے **دوسری دلیل** ہو۔ اول زمین کو پہلانا باد جو کردی ہونے کے اس کا ایسا سطح کہنا کہ جس پر مخلوق پس  
سے اُسی کی صنعت ہو۔ دوم القینا فیہا کہ اسی مغز راسی اور اس کی جم کیمیات اسکی جم یعنی جم الجمع رواسی ہے۔ رواسی ٹھیرنے اور جمنے والی چیزیں  
جس سے مراد پہاڑ ہیں۔ یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے نہجلاً ان کے وفی الارض رواسی ان قلیل دیکھ اور کبھی ان پہاڑوں کو اودناد یعنی زمین کی سفینیں  
بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں اوجھڑو سر سے ٹپی گر کے اودنے نیچے مختلف صورتوں کے ٹیلے  
جو رہ گئے تھے متحجر ہو کر پہاڑ بن گئے یا یوں کہو کہ بدولت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگر ان کا زمین کے لیے تیج اور بار اور تھاؤ ہونا کلام تشبیہی ہے  
گویا فرمیش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر جسے کہیں کہہ لیں نہ پاوے۔ اس میں بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور ان کے  
معاون اور نباتات کے منافع پر آواز بلند اپنے خالق بیکار کی توحید و ستائش پر گواہی دے رہے ہیں۔ جن کی طرف و انبتنا فیہا من کل شئ موزون

میں اشارہ ہے۔ موزون سے مراد اتقانہ کی ہوئی چسبیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ سبے انتہا جو بڑی ہوشیاں اس کے انداز سے علی سے باہر نہیں۔  
یہ مراد کہ وہ وزن کہتی ہیں یعنی سبے خاندہ اور جبرٹ نہیں سمجھ اور متناسب چیز کو موزون کہتے ہیں جیسا کہ کلام موزون و جعلنا لکم فیہا معاش  
سوم نہ صرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستہ لہ بین الذین چار پاسے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جن کو اپنے زعم  
میں تم روزی دیتے ہو ان کی روزی بھی اُسی نے پیدا کی نہ تم نے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو چار پاسے تمہارے غلام وغیرہ انکو  
بھی خدای نے تمہارے لیے پیدا کیا۔

وان من شئ ہماں سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدر حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ  
ہمارے ہاں اس قدر تھا بلکہ اُس کے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنی ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ یا من غنیمہ سبکی سی حال ہو وادسلنا الیکم  
لنوفیہ تیسری دلیل ہے کہ ابراہیم نے والی ہواؤں کا چلانا اور مسندہ برساتا اور بندوں کو دفع ہچاننا اسکی کام ہے وانا نحن نھی ونبیت الخیر  
چوتھی دلیل ہے کہ باوجودیکہ اپنی تقاضیں کوئی کیسی ہی کوشش کرے مگر ہم ہمارے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسیں کیونکہ بھی دخل نہیں اور لگے  
جو ہو چکے ہیں اور آئندہ جو ہوں گے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کر لیں گے۔ یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں۔ اسیں  
دارا حضرت کا بھی کس حدی سے اثبات ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ وَالْجِبَانِ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مَرْفَعِ الشُّمُورِ وَإِذْ قَالَ رَبُّنَا لِلْمَلِكَةِ

اور البتہ جیسے انسان کو خشک شی سے خمیر کر بنایا اور چآن کو اس سے پچنے لگ کے شعلہ سے بنایا تھا۔ اور جب کہ تیرے رب سے فرشتوں سے

إِنِّي خَالِقُ بَشَرٍ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ فَإِذَا أَسُوْبُهُ وَكَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رَوْحِي فَفَعَّلَا لَهُ سُبْحَانَ ۝ فَبَيَّنَّا

کہ ہم اس کیسا بشر بنائیں گے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر میں جب اُسکو شیک بناؤں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سجدہ میں گر جاؤ۔ پھر کیا

الْمَلِكَةِ كَالهَامِاجِجِ ۝ قَالَ كَلَيْسَ ابْنِي أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ كَلَيْسَ طَالِكَ إِلَّا تَكُونُ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا خدا نے فرمایا اسے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا

لَمْ أَكُنْ لَا سَجْدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجُوعٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ

میں ایسا نہیں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تو نے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا خدا نے فرمایا اس سے دو پہر شیک تو بھٹکا رکھا جاوے اور ایک پہر لعنت ہو

إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يَبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَى يَوْمِ الْوَفَىٰ أَلَمْ تَعْلَمْ ۝ قَالَ رَبِّ

قیامت تک اے کھانا رب مجھے ملت دے اسدن تک کہ نہ میری نفس خدا نے فرمایا البتہ تجھے ملت ہے وقت معلوم کے دن تک اس نے کہا یا رب

يَسْأَلُونَ نَبِيَّكَ لِأَيِّ دِينٍ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ ۚ لَا نُغِيبُ عَنْهُمْ سَرًّا ۚ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا عِبَادَ اللَّهِ ۚ وَهُمْ الْخَالِصُونَ ۚ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ

تو نے مجھے انسان کی خاطر غراب لکھا ہے میں ہی انہیں پر نہ رکھاؤں اور کہے گا وہی نہ کر ڈالوں تو سہی گمان میں سے تیرے خاص بندے خدا نے فرمایا یہ طاعت کی راہ

عَلَيْكُمْ سَبْعَةُ ۚ لَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ فَكَرِهَ الْغَوِيُّ ۚ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا عِبَادَ اللَّهِ ۚ وَهُمْ الْخَالِصُونَ ۚ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ

مجھ تک یہ سچی پہنچتی ہے میرے بندوں پر تیرا کچھ نہیں چلیگا مگر اس سب جو تیرا کچھ ہوگا سرکشوں میں سے اور جنم سب کا ٹھکانہ ہے جس کے سات دروگاہیں

الْحُكْلُ ۚ يَأْتِيَهُمْ مِنْ حَرِّ ۚ وَهُمْ لَا يَصُدُّونَ ۚ

ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک فرقہ بنا ہوا ہے۔

ترکیب۔ سن حاصو مع جر میں صفت ہے صلصال کی باعاده الجار۔ والجان منصرف علی شرطہ التفسیر۔ انی الجملة قولہ قال کا فاذا شرط نفخت

عطف ای سو تیرے پر فقط واف جواب شرط میں اور قولہ امر ہے وقع وقع سے تمام جملہ جر میں ہے قال کے الالبیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان الزکیۃ

متصل ہوگا اسے و لکن اور اگر متصل مانا جاوے گا قید کلام ہوگا سائل کا جواب۔ الجار الطین الاسود قال ابو عبیدۃ الجاء بسكون الهمز والتحریک الجمع الحما

مثل قمرۃ و قمر و الجار صدر مثل الهمز والجر والسنون قال الفرار بالتغیر و جملہ من سنن اللج علی الجواز احکمتہ و اخرج منها يقال لہ اسانفہ۔ فیصل صله لسن

لما اذا تغیر قولہ منہ قولہ لم یثبہ و قولہ لسن ما رخی لسن و قال ابو عبیدۃ اسنون المصوب لسن الصب و قال سیبویہ اسنون المصوب طین یا بنیہ متصل

اذا حرک و اذا طین بالان و فوا القار اسنہ

## تفسیر

یہ پانچویں دلیل ہے توحید پر۔ پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی۔ ان آیات میں انسان اور جن کے پیدا

کرنے کا ذکر کر کے اپنی توحید ثابت کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ حوادث کا سلسلہ غیر تنہا نہیں ضرور اس کی ابتدا ہوتی ہے تو اب انسان کا



سلسلہ کہ جس کی پیدائش پہلے از دیگرے ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہوگا کہ جو اسے پیدا نہ ہو اور چونکہ انسانین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کی کیف رکھتا ہے اور اسی لیے اس کو بشر کہتے ہیں (اما تفسیر کو نہ بشر کا ظاہر اور منہ کو نہ جہاں کاشیف غایب بشر و یاقی۔ تفسیر کبیر)

اس لیے ضرور ہو کہ اس کا مادہ غالب خاک ہو و لہذا خلقنا الانسان من صلصال۔ مگر خاک سے بغیر خیر کے اور گار بنائے اس کا پتلا نہیں بن سکتا۔ حسان حسانون۔ لہذا اس سلسلہ کو جس کا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا اور پھر اس پتے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدہ تقطیبی کر لیا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا ازواج جمع ہونا اور اس میں روح پڑنا از خود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و عظیم کا کام ہے۔ اور صرف آدم ہی کو ہم نے قدرت کا ملکہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ واللہ ان خلقنا من قبل من اللہیم اس سے سیکڑوں ہزاروں برس پیشتر جنات کے سلسلہ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں \*

جان۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہوگا بعض جان سے مراد ابلیس لیا ہے۔ جان کے معنی انت میں ساری بچھنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن النبی اذ اسرو۔ چونکہ آدم کے خلاف اس کا غالب مادہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اس لیے یہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھائی نہیں دیتی اور اس لیے اس قوم کو جن اور اس کے باپ کو جان کہتے ہیں \*

خدا تعالیٰ لطیف و خبیر نے اول ملائکہ کو بنایا انکے بعد جن کی قوم کو جن کا مادہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا۔ پھر انسان کو جس کا مادہ کیٹیف ہے۔ یہ قوم ان کے دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کو بے بنائے آدم سے پہلے یا پہلے لیکن یہیں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سلسلہ ہو جس سے یہ انواع پھیلے ہوں گے۔ اس آیت سے یہ بات تو صاف صاف معلوم ہو گئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اس سے پہلے بنی ہے اور اس کا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہو چکی وجہ سے یہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا کاکا کرتا ہے اور تو جیہ باطل کر کے ان کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے \*

ان جنوں کا سلسلہ جان ہی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قوم میں جو کافر سرکش ہیں جن کا پہلا پیشوا ابلیس ہے ان کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کیسے قدر ہم مقدمہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہ بنائے گئے تھے۔ سورہ بقہر کی تفسیر میں آچکی ہے \*

ہر چند آدم خاک سے بنایا گیا مگر اس میں وہ ہر حرکت رکھتے تھے کہ جن کی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو نہ جبر تعالیٰ اس لیے اسے پیدا ہونے سے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دے دیا کہ جب وہ جن کے تیار ہو تو سب کے سب اس کے آگے جھک جانا تعظیم کے لیے۔ فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اسے مادہ خاکی پر لحاظ کر کے اس کو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تجسہ کی راہ سے حکم اتنی نہ بجالایا اس کی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے ہرکانے کا بیڑا اٹھایا۔ ایسے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہ اس سے وقت معین دینے سے صورت چھوٹنے تک کی منظوری ہوئی تو سے چارہ نہ ہوا اور فرما دیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلے گا اور جو تیرے کہنے میں آئے گا جہنم میں جائے گا جس کے سات دروازے یا صیغے ہیں یعنی جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی نیا کر رکھی ہے \*

لَا تَقْبَلُونَ فِي الْجَنَّةِ وَعُقُوتَهُ اَدْخُلُوْهُمُ الْاَسْلَامَ اَمِنِينَ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِِذَا فَاكَلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ قَبِلُوْا

میں نہ لیں گے اور چشموں میں ہیں گے دکھانا ایسا کہ ان باغوں میں سلامتی اور امن سے جا کر رہو اور جو کچھ ان کے دلوں میں ریش ریش ہوئی اسکو کر دیجئے وہ تنہوں پر اپنے سامنے بھائی بھائی بنے  
لَا تَقْبَلُونَ فِي الْجَنَّةِ وَعُقُوتَهُ اَدْخُلُوْهُمُ الْاَسْلَامَ اَمِنِينَ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِِذَا فَاكَلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ قَبِلُوْا  
اور

يَكْنُتُمْ عَنْ ضَيْفِ اٰرَافِهِمْ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا اَسْلَمْنَا قَالْ اِنَّا كُنْمُكُمْ وَجَلُوْنَ قَالُوْا لَا تَقُوْلُوْا اِنَّا بَشَرٌ لَّا نَبْشُرُكَ بَعْلًا عَلِيْمًا  
ابراہیم کے مہمانوں کا حال کو سننا وہ ان کے پاس آئے اور سلام کیا ابراہیم نے کہا مجھے تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے وہ بوجھ خوف نہ کھائے تم کو شرفہ و تیر کی باتیں

قَالَ اَبَشْرُ تَقُوْنِيْ عَلٰى اَنْ مَّسَّتِ الْكَبِرُ فَمِنْ تَبَشُّرُوْنَ قَالُوْا بَشْرُكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاِلِيْنَ قَالِ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ

ابراہیم نے کہا مجھے اب بڑھاپے میں شرفہ دیتے ہو سو اب کا ہے کا شرفہ دیتے ہو انہوں نے کہا آپ کچھ شرفہ دیتے ہیں پر آپ نا امید نہ ہوں ابراہیم نے کہا انہوں نے جسک نا امید نہ  
رَبِّهِ الْظَّالِمُوْنَ قَالِ فَمَا خَطْبُكُمْ اِيَّاهُمْ اَلَمْ يَرْسَلُوْنَ قَالُوْا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْ قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ اِذْ اَكَلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ

ہو تا ہو بیکر مگر ابراہیم نے کہا اے خدا کے فرستادہ تمہارا کیا قصدا؟ انہوں نے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

اَجْمَعِيْنَ اِذْ اَمْرًا نَّهَ قَدْ نَاہَا اَمَّا لَمْ يَكُنِ الْعِلْمُ لِيْ

بجائیں گے بجز انہی کی بھیجی کہ اپنے شان لیا ہو کہ وہ بھیجے رجائز اولوں میں

ترکیب۔ سلام حال جو فاعل و مفعول اسے ای سالمین اور مسلما علیہم اخوانا حال ہی ہم سے علی سر بھی حال ہو اور متقابلین بھی ر علی ان موضع حال  
ہو اے بشر توئی کیے اور تبشرون کے نون کو کسو پڑھا ہے نون و قایہ ہے۔

تفسیر۔ توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں ان آخرت کا ذکر کیا اور وہاں گناہگاروں کے لیے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اس کے بعد نیک لوگوں کا حال اور نجات  
کا بیان کرنا گویا بیان کو تمام کر دینا ہے فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک کفر سے بچنے والے یا کجا سے بھی حتی القدر باز رہنے والوں کو باغ اور ان میں نہر رواں

ملیں گے اور فرشتے ان سے استقبال کر کے کہیں گے ان باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن و دخل ہو جاوے یا سلام علیکم کہیں گے اور بشیون کے دلوں میں باہمی کدورت  
اور بے نگو کا دنیاوی دشمنی ان سے نکال دیا تو کجی بھائی بھائی بنے ہو سو نیکے تنہوں پر اپنے سامنے کھائے بیٹھے ہوں گے کیونکہ کوئی ہمارے غری کی تکلیف نہ ہوگی

و وہاں سے نکلیں گے اس لیے فرماتا ہے کہ نہوں کو کمد و کین غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دو گنا اور میرا عذاب بھی سخت ہو۔

توحید اور آخرت کا ذکر کر کے انبیاء سابقین اور کئی قوموں کے عبرت ناک اخلاقیات شروع ہوتی ہیں تاکہ ناظرین کو عبرت اور نصیحت ہو۔ یہاں سب سے اول حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنے کا ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز غیر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس چند

سافرائے بھائی کے طور پر حضرت ان کے لیے تیار ہوئے پھر کھانے کو لائے وہ دراصل فرشتے تھے کھانے سے انہوں نے ہاتھ روکا ابراہیم مجھے کہ یہ دشمن ہیں نہ  
اُس جہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا بخا ہی سلامت عدوت تھی کھنے لگے مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیم کی تسلی کی اور حضرت

اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوط کی قوم کے ہلاک کرنے کا قصد بیان کیا۔ یہ لوط کے کتا سے قوم لوط کی کئی بیستیاں انھیں جنمیں  
افلام کی عادت تھی فرشتوں نے کہہ دیا کہ ہم اس ناپاک قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر لوط نبی اور اس کے خاندان کو بچاؤ انکی نبوی کے کہ وہ قوم میں پیچھے رہ جائیں گے





وَقَدْ كَانَ

وَأَن كَانَ أَصْحَابُ الْأَنْدَادِ كَاطِلِينَ ۖ فَانْتَقِمْنَا مِنْهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۖ وَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُسْلِمِينَ ۖ وَأَنزَلْنَاهُمْ آيَاتِنَا

اور ایک کے لوگ بھی بڑا کرتے تو میں بھی ہنسنے انتقام یا اوروں دونوں شہر کھلے شاع نام برونق میں اور البتہ جو کے لوگوں میں رسولوں کو جھٹلاتا۔

فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَكَانُوا يَخْنُتُونَ مِنَ الْجِبَالِ يَبُوءُ الْإِيمَانُ فَأَخَذْنَاهُمُ الصَّيْحَةَ مُصْبِحِينَ ۖ فَذُكِّرُوا وَعَنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

دی تھیں پہر پہر اُسے دوگردانی کرتے تھے۔ اور وہ پہاڑوں میں، غاطر جمع سے گھر راشتے تھے۔ پہر کو سب جوتھوہتے کوکھ نے آیا۔ پہر تو جو کہہ دو (اپنی حفاظت کے لیے کرتے تھے) کچھ کام کیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَأَتِيَةٌ ۖ فَاصْبِرْ الصَّبْرَ الْجَمِيلَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۚ وَقَدْ أُنْزِلَتْ

اور مجھے آسمان اور زمین کو اور ان کے اندر کی چیزوں کو بغیر محکمہ نہیں بنایا اور قیامت نہ ضرور بنیوالی ہے پس آپ اپنے خوش خصلتی سے درگزر کیجئے۔ بیشک آپ کا رب یہی پیداکرنوالا اور پالنے والا ہے جس نے آپ کو

سَبْعًا مِّنَ الثَّلَاثِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ لَا تَمِدَّنْ عَيْنُكَ إِلَى مَا مَتَعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ

سات تشریحیں دہری (دھند) اور قرآن عظمتِ الہامی آپ (ان اقسام اقسام کی چیزوں کی طرف جو غصے کو برتنے کے لیے پیس ہیں) اپنی نظر دوڑائیے اور نہایت سیر کیجئے اور ایمان داروں کے لیے جھک جائیے

وَقُلْ إِنَّا نَدْعُو لِلْبَيْنِ ۖ كَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمُتَّبِعِينَ ۖ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۖ فَوَرَّكَ لِنَسْتَلْهُمْ أَجْمَعِينَ ۖ كَمَا كَانُوا

اور کہدہ میں کلمہ کھلاؤ اور انبیاء اچھوں دہتے اسطرح نازل کیا جس طرح تعظیم کے نیرولوں پر نازل کیا وہ کہ جنہوں نے قرآن کو مستغرق کر دیا تمہارے رب کی قسم میں اُن سے پیش کرینگے کہ وہ کیا کچا

يَعْمُونَ فَاَصْدَعْ يَا قَوْمُوا عَرَضَ غَرِ الشُّرَكِيِّ ۚ اِنَّا كَفَيْكَ الْمُسْتَهْمِينَ عَيْنِ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اٰلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

کرتے تھے ہر جگہ آپ کو حکم ہے وہ کھول کر لکھو اور شکر کو اس کا تھانہ کرو ہم کافی ہیں آپ کی طرف سے شہنشاہ کرنے والوں کو ان کو جو اس کے ساتھ دوسرا خدا مقرر کرتے ہیں پس وہ ابھی معلوم کر بیٹھ گئے

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۚ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝

اور ہم جانتے ہیں کہ اگر آپ کے دل گھٹکتا ہے  
ان کی باتوں سے  
ہیں آپ باتوں سے رب کی تسبیح کیجئے  
محمد کے ساتھ اور عہدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے

الايكة جل الشجر جميع الشئ والجمع الايك في الاصل اسم للشجر الملتف الزاد بها الموضحة التي هي محل الشجار وضجة قبل اسم قرية قال ابو عبيد ايكه وليكهم فتيتم كلمته وكبره وانها

توم شیعہ کا ان اہل مدین ائمہ علیہ السلام والہجو بادشہو قال ابن جریر بن ارض میں لکھنا و الثام ۛ کا اترنا کاف موضع نصب میں ہو گشت ہو مصدر مخوف کی ایسی لغت اقبال سیدنا اہل الشیخ

ایسا ہمارا انزلنا لان آیتنا کہ بعضی انزلنا۔ وقیل یہ وصف المنفصل النذیر اقیم مقامہ ایشل العذاب الذ انزلنا علیہم عصفین اچرا جمع فضیۃ واصدا اعضقۃ۔ ہما قوم ماصدقۃ

تو خوف نہیں اور جو مجھے اللہ کی تعالیٰ عزت سے محفوظ - و الشافی جمع ثناء من الثناء وہی التکریر قبل جمع ثنیۃ وہی القراءۃ بعد قرۃ قال الزیج ثنی یا قمر بعد ما سمعہا - اللانویج الاضاف

تفسیر: وان کان یبیس اقصہ اصحاب یکا ہو ایک دھتور کن کہتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جو حوالی مدین میں تھی بیس کہتے ہیں اہل مدین ہی کو اصحاب یکا کہتے ہیں

یعنی ان لوگوں کے ہیں۔ اس سبب کہ ان کی بستی کے پاس منجھوک بہت جھنڈ تھے۔ مدین قلعہ کے مشرقی کنارہ کی طرف عرب کے گوشہ مغرب شمال میں آباد تھا وہاں اس لوگ بڑے بدکار

حضرت شیعہ علیہ السلام کا کہنا نہیں ملتا ہے کہ تجھے نے اس قسم کا بد انتقام دیا پہلے نزلہ کی سیدہ بنا کہ آواز محسوس ہوئی اور زمین مادہ آتشین اور گرم تجارت ٹکڑوں میں ٹکڑوں میں

ابو کثیرؓ طرح منورہ اور ہوا اسی لیے انہی ہلاکت کچھ دن کو یوم الغلہ کہتے تھے اس حادثہ میں یہ قوم نیست نابود ہو گئی۔ یہ قصہ بھی عرب میں مشہور معروف تھا و انہما یعنی سہم و غیرہ

بستیایں جو شام کے جنوبی حصہ میں آجیل مردار پر واقع تھے اور شیب کی کتبہ میں بدین بعض کتبے میں انہما سے مراد بدین اور ایک کتبہ جس کی اس ایک دو سری لہستی تھی اسکے لکھ لکھ

حضرت شعیب میں تھے اور وہ بھی بدکاری میں مدینہ النور کو لے آئے تھے اسی حادثہ میں کہ یہی وہ بھی ملاک پہنچے یعنی انہوں نے مقامِ حجرت خیز لہا نام حسین کتاوہ مستندہ پرچہ لے آئے

جائے میں قریش کہہ کر وہ مانگے اُٹھا باقیہ نظر آئے میں عبرت عبرت!! واللہ کذب اصحاب البحر چوتھا قصہ اصحاب حجر کہنے نبی حجر کے بہنے والوں کی جبرائیل دے کر کوٹھنے میں

[illegible]

\_\_\_\_\_



سُوْرَةُ مَكِّيَّةٌ هِيَ اَسْمٰنٌ اِكْسُوْهُ اِيْسٰلِيَا تُ سُوْرَةُ رُوْعٌ هِيْنَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَنَّىٰ اٰمَرَ اللّٰهَ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهُ وَاَعْلٰى عَمَّا يَشْرِكُوْنَ ۝ يَتَزَلَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالْاَسْفَلَ مِنْ اَمْرِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ اَنْ اَنْزِلَ رِزْقًا

خدا کا حکم کیا پس اس کی جلدی نہ کرو وہ پاک اور بری ہے ان کے شریک شریعت سے وہ اپنے بندوں میں جسے پاس چاہتا ہر فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے منسب کردہ

اِنَّكَ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَا فَتَقْوِنَ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ تُطْفِئَةٍ فَرَادَاهُ اٰهَرُ حَسْبِمْ

مُسَيِّنٌ ۝ وَلَا نَعْلَمُ حَقَّهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا نَفْعٌ ۖ وَمِنْهَا نَكَلٌ ۚ لَّكُنَّ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ ۚ خُبْرُ رُحْمَىٰ وَسَخِطُ حَمِيمٍ ۚ

اور چار بیوں کو بھی سنے بنایا تمہارے ان میں چڑاولی اور فائدہ بھی اور بعض کو انیس تم کھاتے بھی ہو اور تمہارے ان میں نیریت بھی ہوتی ہے جبکہ تم کو شام کو چر کر واپس لے کر دیکھو اور چار بیوں کے

وَتَجَلَّيْنَاكُمْ إِلَىٰ بَدَنِكُمْ ثُمَّ تَنَكَّلْنَا بِعَبِيدِهِ إِلَّا شَيْقَ الْأَنْفُسِ إِنَّ رُكُومَكُمْ رُءُوفٌ رَحِيمٌ وَالْحَيْكَلُ وَالْبِعَازُ وَالْحَمِيرُ لَا تَرْكَبُونَهَا وَأَوْرَثَهَا قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَوْمًا بِمِثْلِهَا فَمَكَّهُمُ اللَّهُ فَمَا يَمْلِكُونَ وَتَجَلَّيْنَاكُمْ إِلَىٰ بَدَنِكُمْ ثُمَّ تَنَكَّلْنَا بِعَبِيدِهِ إِلَّا شَيْقَ الْأَنْفُسِ إِنَّ رُكُومَكُمْ رُءُوفٌ رَحِيمٌ

[illegible]

کے

اتنی صیغہ ماضی مگر معنی میں مستقبل کے ہے۔ 'ضمیمہ امر' اسم کی طرف راجع ہے بالروح لے بالوحی موضع نصب میں حال ہو کر ملانگہ سے ای و متعالیٰ روح میں امرہ روح سے حال ہے۔ ان اندر و اسم معنی لے لان الوحی بدل علی القول فی نفسہ بان۔ اند الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول اندر و اسم ہو کر۔

**تفسیر**۔ یہ سورہ بالافتاق مکہ میں نازل ہوئی ہے حسن عکرمہ جابر بن عبد اللہ بن عباس ابی قتادہ کا بھی یہی قول ہے اس کا ایک سہو خطا میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب ڈرا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی عنقریب آگے والہ منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو میں

آیا اگر تو سچا ہے تو جلد ہیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ ایسے اس سورۃ میں سب سے اول انکی اس لیری اور جلد بانی کا جواب آیا کہ امر اسدینی خدایا ہی عالم غیب میں تم پر قرآن پکا اور تم پر آج کا گو نور اسکا کس حکمت و رحمت سے وقت معین پر ہو گا پھر کس لیے جلدی کر رہے ہو نصحاء بلخہ تظنی ہو والی اور

قرب تر ہونے والی بات کو اَضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان افعال پر کوئی بلا بھی لگے تو کیا برا ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں یوتا کہ جو خدا کے ہاں کارِ مختار ہے اور اس کے ساتھ قضا و قدر میں شریک ہم اُن

کی موت میں پوجتے ہیں مذرونیٰ ذکر کرتے ہیں وہ ہماری ہلاک کو دفع کر دیں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے سب جانہ و قناعے اٹھائیں شرکوں کو نہ جہن کو تم اُس کا شریک بناتے ہو اُن سے بری ہے یعنی اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہ بھی

کہتے تھے کہ اگر ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں تو ہم کو خدا فرشتے کے ذریعہ کیوں نہیں مطلع کر دیتا۔ اے محمدؐ تجھ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے نزل الملائکہ الخ کہ یہ اللہ کے نغمہ ساز کی بات ہے جس کو نبوت کے قابل دیکھتا ہے۔



اس کے پاس فرشتوں کو وحی دے کہ بھیج دیتا ہے کہ لوگوں کو مطلع کرے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو  
مجھ سے ڈرو۔ الملائکہ جمع کا صیغہ ہے مگر ہر اس سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے یہ ابن عباس کا قول ہے اور واحدی اس کی تائید کرتے ہیں  
کہ ہر اس اور رئیس کو محاورہ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اس کے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور قرآن  
ہو قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن وحی پر یہ لفظ بولا گیا ہے انا نوحہ قولہ تعالیٰ وکنا لک اوصینا ایک روحاں امرنا۔ وہ اس  
کی یہ ہے کہ روح فوری چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظہانی چیز ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب انہیں روح انسانی  
ڈالی تو نور کے آثار اس کے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اس میں بھی کس قدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھ ہلکونہ کیا لیکن عقل بے نوا کھ کے  
ہے اور آنکھ جب تک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہ ہو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تو اس کی ظلمت آفتاب وحی والہام کے ساتھ دور کی پس  
قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیات ابدی قائم ہوتی ہے۔ انہیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفی نہیں  
وہ نہ صرف اند میرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیات ابدی سے بھی محروم ہیں جب کہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بندہ وحی توحید پر بقولہ  
ان لا اله الاہ اور تعالیٰ پر بقولہ فاقفوا مطلع فرمایا تھا جو باعث ہر تکمیل قوت نظریہ و عملیہ کے سعادت و ایزد کے دور کن تھے اب  
خلق السموات والارض الخ میں اپنی صفائی اور یقینی پرد لائل قائم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جن میں اسکا بندوں پر بے حد انعام و لطف  
پایا جاتا ہے جن کے سنسنے سے دلہند کا دل اپنے مولیٰ منیم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تو  
تمہارے حال پر اس قدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کرتے جاتے ہو اور اس پر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار خداوند کے لیے  
مقرر ہے۔ چنانچہ بدی لڑائی میں ان کا خاتمہ ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور مشکبہ انواع و اقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر گریٹے پڑ پڑ کر  
مرے اور آخری سزا جہنم کی طرف روانہ کیے گئے۔

ان دلائل کے چند قسم ہیں **اول قسم**۔ آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک انداز ہے پر پیدا کرنا بہ آواز بلند اس کی یکتائی پر  
گوہی دے رہا ہے اور زمین و آسمان کا ہر جزو و باجز بند ہی کہ رہا ہے تعالیٰ عزائش رکون +

**دوسری قسم**۔ خلق الانسان من لطفہ فاذا ہو خصیم سین۔ آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان  
ہے۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے اول بدن دوم نفس۔ اب اس کی دونوں چیزوں سے استدلال کرتا ہے۔ اول سے  
یوں کہ انسان کے بدن کی بنیاد لطف یعنی مٹی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانے کے بعد خون بن جاتے ہیں پھر  
گوشت کا نوٹھ پھر اعضا نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اس میں سے کسی کے ہاتھ  
پاؤں۔ ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضا۔ پھر وہ اعضا بے ذول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بال آنکھ  
کی جگہ آنکھ۔ اب دیکھو کس کا کام ہے۔ ماں باپ کو تو یہ بھی جسم نہیں کہ اندر کیلے اور کیا ہوتا ہے؟ اگر کچھ طبیعت یا مادہ کا  
جیسا کہ بعض سمجھتے ہیں تو پوچھنا چاہیے کہ اول تو افعال طبعیہ کیساں ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انسان کی شکل گڑی  
ہوتی۔ آدمی ایک گول مول گتا سا ہوتا جیسا کہ حکماء آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت سمجھتے ہیں اور مان لو کہ طبیعت کا فعل ہے

تو پھر پوچھو کہ طبیعت کسے پیدا کی اس کل کو کسے چلایا۔ آخر وہی حکیم و حکیم کر ٹھیرے گا۔ دوسرے جزو سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو اندھے سے نکلتے ہی دوست و دشمن کو پہچاننے لگتا۔ قلی جیل سے بھاگتا مال کے پیچھے ہو لیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انھیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی۔ پھر وہ کوئن ہے کہ جس نے اس کو چالاک اور صاحب اور اک کر دیا کہ صاحب اور اک ہوتے ہی آسمانوں اور زمین کے قلابے ملائے گئے۔ دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اس نے ایجاد کی ہی تھیں بارے اب پیغمبروں سے متقابلاً کرنے گئے قیامت اور خدا کے منکر بن گئے۔ فاذا ابجسیم مبین میں یہ عبارت اشتہار والا فاعلم غلغلا لای قولہ ان بکم لرووف رحیم یہ تیسری قسم ہے۔ اس میں انعام کے پیدا کرنے سے اور ان سے انسان کے لیے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے۔ الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں۔ اول تو ان کی پیدائش میں غور کیجئے کہ ہر ایک کو اس کے مناسب حال پر بنایا۔ اگر اونٹ کی لمبی گردن نہ ہوتی تو بوجھ اٹھا کر اس سے اٹھانہ جاتا۔ علیٰ ذلک القیاس پھر چرنے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں فکر کیجئے۔ پھلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشت میں اس بہت مستعمل ہوتی ہے۔ دفن گری کو کہتے ہیں۔ دوم اور بہت سے فائدے ہیں و منافع۔ سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں۔ چوبیسویں فائدہ ہے اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ و کتم فیہا جمال الہ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور ان کے مالک ان گلوں اور یوٹوں کے انتظار میں گاؤں کے کنارے کھل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اس وقت ان کو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے انہیں کے دل سے پوچھنی چاہیے۔ اسی طرح جب سچ کو چرنے جاتے اور غل و شوریہ جاتے ہیں تو وہ بھی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمھارے قابو میں کر دیا۔ ورنہ زور و طاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس کے سوائے ان پر بوجھ لا کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہو کہ اگر خود اٹھا کر لے جاتے تو حقیقت معلوم ہوتی۔ یہ سب باتیں اس کی رحمت سے ہیں۔ ان بکم لرووف رحیم۔ اس پر بھی غلاب کی جلدی کرتے ہو۔

و الخیل والبغال والحمیر النہج چوتھی قسم ہے چار پایوں میں سے بالخصوص ان کے ساتھ استدلال ہے کہ جب بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ہوتے ہیں۔ ان چند چیزوں کو شمار کر کے اجمالاً سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو منورہ طور میں نہیں آتی تھیں یا آئندہ آئینگی جیسا کہ ریل گاڑی اور دفاعی جہاز یا جن کو عرب جانتے نہ تھے۔ و یخلق مالا تعلمون علیٰ المد قصد البہیل و منہا جاکر و لو شاء لمدکم جمعین دلائل توحید بیان فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا راستہ بیان فرمائے چنانچہ اس نے نبیاء بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر کوئی کہے اسے ایسا کیوں ہونے دیا۔ اس کا جواب دیتا ہے کہ اس کی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کرتا مگر نہ کی۔ بعض مفسرین و علیٰ المد الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو نبیاری کی معرفت و دنیا میں قائم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے یعنی شریعت انبیاء پر چلنے والا اللہ تک یعنی اس کی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں و لو شاء الخ میں

قدریہ کا صاف رد ہے

اور ہر قسم کے میٹھی باتیں سنائی گئیں۔ البتہ اس میں ایک نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور کرتی ہے اور خدا کے لیے رات اور دن کو سوچ کر دیا اور آفتاب اور چاند کو بھی

وَالْجُحُومِ مَسْكَنَاتٍ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا ذَرَأْنَا فِي الْأَرْضِ حَبْلًا مَّعِينًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ

سند شریک جملہ اوزیر منہ شجر دونوں جگہ مار کی صفت ہیں واڈرا (پریگیب) محل نصب ہیں یہ خلق یا بنت مخدوف سے مختلفا حال ہے وصل السلام بعد

عبداللہ علی بن حیوان کے بعد شرف الاحیاء بنا تا کہ جس سے کمال و ترقی حاصل ہو۔

تات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ نباتات کے پیدا ہونے کا سبب مینہ ہے اسلئے سے اول فرماتا ہے کہ سورہۃ النحل میں ہے: ﴿وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنٌ لَهُ﴾

یعنی بادل سے پانی اُتار لینے برسیا جسکا پہلا فائدہ یہ ہے کہ تم اسکو پیتے اور پیکر جیتے ہو جہاں کنوؤں اور نہروں کا پانی ننیں ملتا تو اس پر زندگی حراؤ

میں کہیں کوئی بھی برسات نہ ہو تو حشاک ہو جائے۔ دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخیر کہ اس سے شجر بینی گھاس لگانا جو جس سے تمہارے چار پائیوں کی زندگی

انسان کی روزی جو حیوانات کی روزی بیان فرما کر اس پر پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا کو فرماتا ہے اور جو کلمہ اللہ سے ضروری ہے جس پر پانی سے

سب سے اول اس کا ذکر کیا تو نسبت کم بہ الزرع یہ تیسرا نام ہے، والذین ان کے بعد بہت کا رتا چیسے، واخلیل والاغشاب پھر کھجور اور انگوٹھ سیویں میں ہے

تو کہ کہ کو بادلوں میں باقی کا ہونا اور پھر اس سے یہ چیز تیار اس کا نا پھانکے تیار اور مصلحتوں کے لئے اور یہ کہ کون کون سے طریقے

یہ لانا کیا بغیر کسی قلابہ مختار حکیم عظیم کے ہو سکتا ہے؟ آپ آپ یہ چیزیں اس سلوب کھینچ سکتے ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ بڑے حکیم کا کام ہے۔

[illegible]

لگاتار تھا ہے و سخن کرم اللیل الخ اسی قادر مختار نے کہہ کر آفتاب ہمتاں سے اجڑا دیا اور تیرے گھر پر نہ رہ سکا۔

سے ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اس میں سب برابر ہیں۔ پھر آخر اور کوئی ہے جس نے یہ تفاوت کیا اس کو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں،

فلا الایات لقوم یعلمون۔ اچھا اگر انہیں کی تاثیر سے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہیے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی اہر ہے

کہا کرتے ہیں:۔





اسباب دور دراز ملکوں سے کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالدار کی کا جلد باعث ہو جاتی ہے وہ نسبت خواص فیہ منہلہ میں بھی مراد ہے کیونکہ فضل ربی اور فرخ دستی کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تفسیر بھر ہو گی اسی نے یہ تبراہیم کو تعلیم فرمائیں لعلکم شکر و ناکہ تم اسکا شکر کرو مگر شکر تو درکنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاری پر مانتاں ہو کر خدا سے تعالیٰ ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بحکم الخ (المید الحکمة والاضطراب میدنا و شمالا بقال ما مید میدنا یعنی مید کے معنی ادھر ادھر ہونے کے ہیں) غنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ چسپر کرہ یعنی آدم خور کرتے ہیں اور بعض تو سرے سے خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہیں اور بعض اس کے ساتھ اور مجبور قرار دیتے ہیں۔ جمہور منفرین کے نزدیک آیت کے معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی ادھر ادھر ہلا کر قتی ہے اور جب اس میں کچھ بوجھ ڈال دیتے ہیں تو اس کے دباؤ سے نہیں ہلتی۔ یہی حال زمین کا تھا پہر جب خدا نے اس پر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا تو ہلنے سے ٹک گئی۔ زمین ازہب لڑہ آمد ستودہ + فرو کوفت بردانش رخ کوہ +

مگر کس تفسیر کے ظاہری معنی چنپدا اعتراض ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جسطرح پانی اپنی بچہ پیل طبع کی وجہ سے ٹھیرا ہوا ہے تو زمین جو اس کی بچہ پیل ہے درجہ اولیٰ اپنے خیر طبعی پر ٹھیری ہوگی پہر اس کے ہلنے کے کیا معنی۔ کچھ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اس پر ہے اس کے ارد گرد ہمنہ لپٹا ہوا ہے دوئم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر پھوٹے اور ٹھنسیاں ابھرتی ہیں ایسا ہی پہاڑوں کو سمجھ لو پہر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا؟ اور یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ پہاڑ بعد میں زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اس کا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کتاب الحروف کے نزدیک سحر سے اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا کیونکہ صاف معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین پر پروراسی بوجھ ڈالے یعنی اس کی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن رکھا۔ اور پہاڑ چونکہ اس کے اجزا میں سے سخت اور ثقلیٰ اجزا ہیں اس لیے یہ ثقل ان کی طرف منسوب کیا گیا اور ان کو زمین کی میخیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنیٰ سے سبب حرکت کرنے لگتی اس لیے اس پر سکون مشکل ہے بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا۔ جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہ مسئلہ بھی حکما بحال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس کی یہ حرکت اپنی یا وضعی جو کچھ ہو وہ نہیں کہ جس سے اس کے رہنے والے ہلنے لگیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو جائے جیسا کہ اس کی رویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہ کیا احسان باری ہے۔

وانہما را و سبلا و علامات یتین اور بیان فرماتا ہے جو اس کی قدرت کاملہ کی دلیل اور بندہ وک حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جسے آبادی ملک اور ستے بھی پہاڑوں اور دروں میں اُسنے رکھے اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کر دیں اگر سب میں یکساں ہوتی تو بڑی مشکل پڑ جاتی۔ و بآلہم ہم ہستون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں ٹھکے لیے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو قوق ووق یا بانوں میں ستاروں کی سیدھیں ہر نقطہ چلتے ہیں انہم الخ پھر جس نے یہ چیزیں بنائیں کیا وہ تھا کہ جس کو برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے تان رب کے بعد فرماتا ہے کہ میری اور مینا رعتیں ہیں جو کہ تم شمار نہیں کر سکتے۔ اس پر بھی تم ناشکر اور غیر مہود و مکیطر مائل ہو چکی سزائیں یہ نعمتیں چھین لینا بجا تھا مگر اس پر بھی ہم بڑے غفور رحیم ہیں درگزر ہی کرتے ہیں۔

اس میں  
نہی کی حالت  
نہی کی حالت  
نہی کی حالت

نہی کی حالت  
نہی کی حالت  
نہی کی حالت

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَمَا يُعْلِنُونَ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ اَمْ اَتَىٰ اَصْنَافٌ اٰلِهَةٍ غَيْرٌ اَحْسَنَ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ یہہر جنکو خدا کے سوا دیکھتے ہیں وہ تو کچھ ہی نہیں پیدا کر سکتے حالانکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں۔ وہ تو مڑوسے ہیں چنانچہ

وَمَا يَشْعُرُونَ اِيَّاكَ اِنْ يَبْغُثُوا لَكَ الْهَكَرَةَ وَاحِدَةً فَاَلَمْ يَكُنْ لَآيُوتُ مُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّغْتَرِكَةً وَهُمْ يُمْسِكُ بَيْتُكَ بِمِشْكَاةٍ لِّئَلَّا يُبْذِرَ لَكَ الْاَمْوَالَ

اور انہیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ کب لوگ زندہ کئے جاویں گے۔ نہہارا یہود تو خدای واحد ہے۔ پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ مکرش ہیں۔ ضرور

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا كَيْدُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ اِنَّهٗ لَا يَخِيْبُ الْمُشْكِكِيْنَ وَازِ اَقْبِلْ لَهُمْ مَّا ذَا اَنْزَلَ رُكْعًا قَالُوْا اَسْأَلُكَ الْاَوْفٰى لَيْتَ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک اوسکو غور کرنے والے پسند نہیں اور جب اللہ بوجھا جاتا ہے کفار سے رہتے کیا انکو اپنی کھالوں کے لئے لگاتے تھے

لِيَعْمَلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَالْمِغْلَةِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ زَاوِرُوْنَ اَوْ اَرَادَ الَّذِينَ يُفْسِدُوْنَ لَهُمْ بَعْضٌ مِّنْ اَلْاَسْءَا مَا يَنْزِرُ رُبُّكَ

ماری کیا بہت کئے دن اپنا بھی پورا لگانا تھا پسند اور انکا بھی کچھ نہ لگتا سمجھی سے گمراہ کر رہے ہیں۔ دیکھو کیا بڑا بوجھا ہے کہ جسے اپنے اوپر لا دے چلے جا رہے ہیں۔

### ترکیب

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا غیری کی اہمیت خبر ثانی فیہ ارجحاً تا کی ہے۔ بیان منصوبہ بیعتوں سے فالذین مبتدأ قلہم خبر ان اللہ جل جلالہ لہم یعنی حق ثابت کا

فاعل جلال اللہ عالم استنبہا بہ ہذا و ما یصلہ العالم بحرف و اساطیل الا ولین خبر ہے مبتدأ محذوف کی لیسجوا ای قالوا ذلک لیسجدوا لام العاقبتہ یوم

انفخش کے نزدیک آمد ہے۔ والا اساتیر میں اسطورت کی حدیث جمع وحدوثہ واضاحیک جمع۔ انھو کہ واعاجیب جمع عجبو تبغیر علم حال من افعال فی یضطلعون التاجیلین۔

### تفسیر

واللہ اعلم الخ اس میں ایک اور فرق الرق اور فرضی معبودوں میں بتلایا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودوں کو نہیں۔

والذین یؤمنون و اولی الشیخ جمہومفسرین کے نزدیک اللہ مراد انکے بہت ہیں کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پیش کرتے تھے حالانکہ میں ہے

وہم الا صنم تفسیر کہ میں اس جملہ کی شیخ یوں کی ہے فاعلم انہ تعالیٰ وصف نہہ الا صنم بصفت کثیرۃ العلم پھر کہے یوں کی قدرت کو یوں ہل کرتا ہے

لَا یَخْلُقُونَ شَيْئًا وہم یخلفون کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں۔ زندگی کا بطلان

یوں کرتا ہے اموات غیر جیسا کہ ہے حال میں جس حرکت بھی نہیں انکو علم و دانائی کو یوں ہل کرتا جو مالیشعرون کہ نہیں جو ضروری بات ہے وہ بھی حلونہ ہیں

کہ انسان مرکب زندہ ہونگے پھر جب زمین باقین نہیں تو انکی خدائی کسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلیئے فرمایا الہسکام واحد کہ خدا صرف

ایک ہی خدا ہے مخالفین ان لہلال انوحد سے بند ہو جاتے تھے اور وہیں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسوم عادت سے انکی پریش نہیں چھڑتے تھے ولیقویٰ جنہیں

سوائی قبی اور انکا اکثر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت نہ تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لایجب التکبر میں تک بیان فرمایا ہے۔

والا تمسل ہم اب انکی پیغمبر اور خدا کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب انے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیا ہے تو اس کے

الہامی مطالب سے قطع نظر کہے طعن کی راہ سے اسکے چند کیر قصوں کو لگے لوگوئی کہا بیان کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لیے۔ لیسجدوا الخ

والانزرو الزرق و زراخر ہے کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ مراد نہیں کہ دوسرے گناہ اٹھا کر انکو بری کر دیں گے بلکہ یہ کہ ایک اپنا

ذاتی گناہ اٹھا دینگے دوم کہ گمراہ کیا ہے انکی گمراہی کا گناہ بھی انہیں کے سر پر رہیگا اور ولا تنزرا الخ میں یہ مراد کہ ایک دوسرے کو بری نہ کرے گا۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ يَنْهَوْنَ فِتْنَتَهُمْ فَأَنَّى اللَّهُ بُنِيَ مَرْحُومِينَ الْقَوَارِعَ عَلَيْهِمْ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَنْهَرُوا الْعَذَابَ مِنْ حَيْثُ

انہ پہ لوگوں نے بھی نہ کیا تھا۔ پر اللہ نے انکی عارت کو جہنم سے اٹھایا پھر انکی جنت انہیں پراد سے گر پڑی اور انہیں دہان سے عذاب آہنچا کہ جس قدر کی

لَا يَشْعُرُونَ تَفَرُّؤُهُمْ الْفِتْنَةُ يُخَيَّرُ لَهُمْ وَيَقُولُ آيُنْ شَرٌّ لَكَ ذِي الْذِينَ كُنْتُمْ تَشْأَقُونَ فِيهِمْ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّا

انکو خبر ہی نہ تھی پھر نجات میں بھی انکو خدا رسوا کر گیا اور پوچھ گیا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ جنہیں تم جھگڑا کیا کرتے تھے (انکو تو جواب بھی نہ دیا گیا لیکن علم والے انہیں کہ

الْجَزَى الْيَوْمَ وَالشَّوْءَ عَلَى الْكَافِرِينَ الَّذِينَ تَقْتُلُهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ شَيْءٍ بِسَلَا

آج کے دن رسوائی اور فزنی پر ناز کریں وہ لوگ میں کٹھی فرشتوں نے ایسی حالت میں زمین نکالی تھیں کہ وہ اپنے اوپر ستم کر رہے تھے پھر تو سر جھکا دیں گے کہ ہم تو کچھ بھی نہ کر رہے تھے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِمْ كَمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ كَادُ خَسَلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِيدِينَ فِيهَا فَلْيَسْ مَثْوًى الْمُنْكَرِبِينَ

(فرشتے کہیں گے) ان ان اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ پھر انکو ہوگا کہ دوزخ کے دروازے میں داخل ہو کہ وہ ان ہیئت رہا کر دے پھر شکران کا بھی جہر اٹھاتا ہے

### تبرکب

فَأَنَّى اللَّهُ قَصْدٌ مَنْ فَوْقَهُمْ مُتَقَاتِلِينَ خَرَّ سَ وَبِجُزْآنِ يَكُونُ سَنَ لَا تَبْدَأُ الْغَايَةَ وَانْ يَكُونُ حَالًا لَكَ نَاسٌ مَنْ فَوْقَهُمْ لَوْ الْيَتَامَاةَ

خلف ہے بجز یہ کہ کا ایوم کا عا بل الخری الذین جلا الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر متو قہم سے السلم یعنی القول جیسا کہ

دوسری آیت میں ہے فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ السَّلَامَ کی۔

### تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ وہ کافر قرآن کو کفر و فیس سے قصہ کہانیاں تلاتے ہیں لوگوں کو بہکانے کے لیے اب فرماتا ہے کہ کچھ انہیں پخص نہیں انہی پہلوں میں بھی حق کو

متقابل میں بہت کچھ کفر ہے جسے کہنے کو خدا نے فرما دیا۔ فَأَنَّى اللَّهُ لَمْ يَضَعْ فَرْسَهُمْ مِنْ تَوْبَتِ آيَةٍ كَ تَاسَرِي سَمْعَ مَرْدِينِ كَازَاهُ مَكْرُكَ قَدِيمٍ زَادَ بِمُتْلَقِ لَافِ

نقبات بنا بنائے تھے خدا نے انکو چڑس گرا دیا جنت انکو پر پڑی دیکھا ایک گئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد ہال شہر میں ایک نیا ت بنا دیا تھا بعض

کہتے ہیں یہ ایک نماز کی بات ہو کہ انکے مندریوں کو ڈھار یا جیسا کہ کسی مضروب کے پور نہ ہو سکے موقع پر کہتے ہیں کہ کچھ بچا یا گھر گر پڑا تم لوہا لیا مائتہ

پھر فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پخص نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کر گیا کہ ان سے پوچھ گیا کہ وہ میرے شر کیسے نئے اپنے نزدیک قرار دے

کئے تھے کہاں میں؟ اور صریح تو بیچ کے طور پر اہل علم زمینیں۔ یا ابیاد۔ یا ملائکہ) نہیں کہیں گے کہ آج کفار کی رسوائی اور جہائی ہے۔

الذین تَقْتُلُهُمُ الْمَلَائِكَةُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ الْقَوْلَ الْفَسَادَ كَبْنِ كَابِ كَسَرُ دَرِائِشَ خَدِوْجِيَا كَجَلُو كَنَفَ دِيَا سِمْزَا بَرَكَا كَحَا تَوَاهُ كَهَا نَ بِنَ جَوَابُ لَ كَا

سز جوں ہو جائیں گے انکی سزائیں کیلئے عمار۔ ابیاد۔ ملائکہ کہیں گے کہ میرے بے نصیبے قابل سزا نہیں مرتے دم کہ یعنی اسوقت تک کہ فرشتے جان کا لے لے گئے

انہی اسی بت پرستی اور بدکاری میں اپنی جانوں پر ستم ڈھائے تھے اسوقت بھی انکو توبہ نصیب ہوئی اسپر وہ بد بخت سزا نہیں کہ ان اہل علم کے جواب میں

کہیں گے تم تو دنیا میں کوئی بھی جہاں کام نہیں کرتے تھے انکی اس وعظائی پر ملائکہ کہیں گے کہ تم جو ٹے ہو تھائے لعل خدا کو معلوم نہیں کہ بعد انکو فیصلہ کیا جائیگا

کہ چلو جہنم کے دروازوں میں گھس جیال تکو سدا رہا ہوگا یعنی عرقیہ اس کے بعد خدا فرماتا ہے کہ کیا ہو اٹھکا نا ان تکلوں کا یعنی یہی بہت ہی سزا مستوجبین

سے کہاں ہے وہ پخص فرشتوں کا انکار کرتا ہے اور انکو بھی انسانی قوتیں اور کبھی صفات ہادی اور کبھی نباتات کی قوتیں عطا فرماتا ہے (۱۸)



فَعَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ عَلَى الرَّسُولِ الْأَنْبَاءُ الْمِثْلَ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

ہم نے بھی ایسی ہی کیا تھا جو رسولوں پر اس کے سوا اور کئی اصناف حکم پہنچا دیں اور ہم ہر قوم میں ایک ایک رسول بھیجے تھے کہ اللہ کی عبادت کرو اور جنوں سے بچو۔  
فَعَمِلُوا صَالِحًا ۚ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَاتَّبِعُوا مَا نُزِّلَ إِلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ

پھر ان میں سے کسی کو تو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی سوار ہو گئی۔ پھر ملک میں پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔  
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَاغْلِبَ اللَّهُ الْكَاذِبِينَ ۚ

جو کس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہ جیتے ہی جہنم میں ہے۔ اور جو ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں لڑے وہ جیتے ہی جنت میں ہے۔

تفسیر: نبی علیہ السلام جب کفار کو ان کی بُری باتوں سے منع کرتے اور غلبہ الہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہ بھی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہ شرک کرنا بہت بوجہ اور ایسی طرح بتوں کے نام کی چیزوں کو تعظیم کرنا تم جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ ہے کچھ آج سے نہیں بلکہ باپ دادا کے زمانہ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو نہ انہیں کرنے دیتا نہ میں خود کرنے دیتا کیونکہ نہ ہر اُس کے پس میں ہے اب اسکو ہی رسول تمہاری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت؟

کذا کہ فعل اللہ میں جو کہ یہ خبر فہرہ کرنا کہ اس سلسلہ میں بل نہ تھا کہ جس کو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندہ کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز ان کی یہ جہت حائدانہ تھی جس سے انکار نبوت قصہ مختصا اس لیے فرمایا کہ ان سے پہلے پہلا بھی یوں ہی جہت کرتے آئے ہیں انبیاء کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف

اسمحاء دینے کا اور ہر قوم میں رسول اکبرت پرستی سے منع کرتے آئے ہیں اور توحید کا حکم دیتے آئے ہیں جس طرح آج تم میں سے جو ان کی نیک میں رسول کے طریق اور پیروی ان کی رسول کے نافرمان ہیں وہ بھی ایسے ہی تھے پھر تم نے یہ کہاں سے ثابت کر لیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عبادت یوں جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیج کر بُری باتوں سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضا مندی پر محمول کرتے۔ حال یہ کہ ہمیشہ سے ہر جگہ رسول

بُری باتوں سے منع کرتے آئے ہیں انکا کام حکم پہنچانا تھا پہنچا دیا لیکن اگر یوں نہ نہانا سو تم بھی ان کی پیروی کر رہے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہیں اب تم زمین پر پھر کر دیکھو کہ وہ رسولوں کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ کسی پر کچھ نصیب آئی کسی پر کچھ کاٹا اور پھر اچھے بڑے ہیں ان کے آثار اور لقیہ علامات

ان کے حال نا پر آشوب حسرت بہا رہے ہیں۔ یہ پہلے ہی ہے اس بات کی کہ ہملوں کی بُری باتیں بھی قابلِ سزا نہیں۔

اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کچھ ہملوں ہی برد بالی ہی کا ناما منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ غصہ کا دہیہا اور بہت فروگزاشت کرنا لا ہے جھٹ پٹ انسان کو دنیا میں اس کے بڑے کام پر سزا نہیں دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا میں عذاب آتے رہا ہے کیسکو تم کی

شیخ بیدریج کا لفظ کرتا ہے کیسکو فلاں لفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی قوم کو بیضہ سے کسی کو زلزلہ سے کسی کو پہاڑوں کے آتش نشان مادی سے کسی کو فحش شدید سے ہلاک کرتا ہے۔ العباد باللہ۔

إِنْ تَخُوضُوا فِي الْخِلَافِ فَتَنْقَلِبُوا عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَانْقَلِبُوا عَلٰی أَعْقَابِكُمْ ۚ إِنَّكُمْ عَنِ اللَّهِ كَافِرُونَ ۚ

اگر آپ اُسی ہدایت کی حرص کرتے ہیں تو کیا اس لیے کہ اللہ جب کو گمراہی پر رکھنا چاہتا ہے اسکو ہدایت نہیں کرتا اور نہ ان کی مدد کر سکتا ہے اور اللہ کی سمت سخت تعین لگا کر رکھنے میں اللہ کو کوئی

بَلَىٰ ۚ وَاعْدُوا لَهُمْ ۚ وَلَٰكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ لَيْسَ بَيْنَهُمْ لَٰكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ لَيْسَ بَيْنَهُمْ لَٰكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ لَيْسَ بَيْنَهُمْ لَٰكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ

بالاں کا بکا و صدمہ ہے۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ (وہ ضرور زندہ کر لگا) تاکہ جو اس میں اخلاص رکھتے ہیں انکو معلوم کر دے اور اس سے بھی کہ کافروں کو معلوم ہو جاوے کہ جھٹلانے



اِسْمَاوُتَ الشَّيْءِ اِذْ اَرَادَ اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

ہم جس چیز کے کرنا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لیے ہمارا لانا کہنا ہی اس ہے کہہ کہتے ہیں ہوا پھر زندہ ہی جاتی ہے۔

**ترکیب** ان تحریر شرط۔ لائنہ جواب محدود فان اللہ اسکی حکم نامہ ہے۔ یعنی فعل ہے لا یبدی کا لیکن بیعت مفرد سے متعلق قولنا مبتدا الشیء موصوف ارادہ صفت قولنا سے متعلق ان لقول خبر جہد یا نہم سجد لیلیم لیلیم۔ ونصبہا الطاقہ ونصبہ علی المصدرۃ والمعنی حلفوا جاہدین غایۃ اجتہادہم وذلك انہم کانوا یفسونون یا باہم والہتم فاذا کان الامر عظیما افسو بالمدح والے وعدا مصدر وکد لمداد لعلیہ علی

تفسیر بچلی آیتوں میں غالوں اور ہی کے شکوک کا انجام کار بیان فرمایا تھا اب آنحضرت صلعم کو تسلی دیجاتی ہے کہ اچکی ہدایت و تلقین میں کوئی قصور نہیں لیکن جی طرح پہلے نامین ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے آپ کی قوم کے ازلی گمراہوں کا بھی حال ہے یہ سب انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے اب آپ تبلیغ کر چکے انکی ہدایت پر حرص نہ کریں نامہ مند ہو گا کیونکہ یہ ازلی گمراہ ہیں انکو کون ہدایت دے سکتا ہے۔ وانفسوا باللہ جہد یا نہم یہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جسکا ذکر کرنا یہاں مناسب ہے وہ یہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسین کھا کھا کر کہتے تھے کہ مر کر کوئی زندہ نہ ہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب ہی مر گیا اور اس کے اجزا اربین ریزے ریزے ہو کر خاک میں مٹھ چل گئے کہ جبکا ہم کرنا انکے خیال میں محال در محال تھا تو پھر انکا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن تھا اور انسانی کو یہ خیال پیدا ہو جاوے کہ مر کر نیست ہو جاتا ہے تو یہ بھی شکی اور بدی کی اسکو کچھ بھی پروا نہیں ہتی دنیا ہی کی کامیابی اور نامی کو بہر نجات اور خدا کی گناہ ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں۔ ہاں وعدا علیہ حق سے انکے خیال میں بطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کوئی ہے اسلیے سکھائی وعدا سے لیکر انہم کا لاؤ کا فہم تک تمام کیا عرب کے مشرکین انبیاء سابقین کے حقیقی ادا وعدے پر یوں سے یہ سنتے آئے تھے کہ خدا نے پہلی کتابوں میں پہلے انبیاء کی معرفت مر نیکی بعد زندہ کر نیکی وعدہ کر لیا ہے تاکہ وہ ان انسان کے نیک و برکام کی کمال سزا و جزا لے لیکن ولعلیم میں سیطرہ اشارہ ہے پس خلا ہے وعدہ کو ضرور پورا کر لیا خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ انما قولنا انہم یبدی علی عقلی ہے کہ ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ اس عالم کو ناگوں کو ناخوش کرنے بنایا ہے اور نیزہ کسی بات میں عاجز نہیں جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہوسو وہ اسوقت ہو جاتی ہے اسکا سبب بھی ساتھ ہو جاتے ہیں پھر انسان کا بارگاہ زندہ کرنا اور وجود کرنا اس کے نزدیک کیا محال ہے؟ وہ تاویز مطلق ہے جسے انسان کو نظر حسنی سے نہایا وہ اسکو بارگاہی بنا سکتا ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَنُوبَهُمْ ثُمَّ يَمُوتُ فِي الدِّينِ حَسَنَةً وَلَا جَزَاءَ الْآخِرَةِ إِلَّا الْكِبْرُ وَلَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝۱۰

اور جنہوں نے اللہ کے لیے گھر چھوڑ دیے ظلم اٹھانے کے بعد اللہ ہم کو دنیا میں بھی اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا بدلہ تو بہت ہی بڑا ہے کاش انہیں معلوم ہو جاتا کہ انکو جنہوں نے

صبر و اعلیٰ ربہم یتوکونون ۝۱۱ وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوحِيْ اِلَيْهِمْ فَيَسْأَلُوْا اَهْلَ الدِّمَارِ اَنْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۱۲

صبر کیا اور اپنے رب ہی پر پیر و سر کے رہے۔ اور ہم نے آپ سے پہلے ہی تو انسان ہی بھیجے تھے انکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے پھر انہیں معلوم ہو تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ دیکھو

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۝۱۳ وَاتُوتُكُمُ الْيُسُفٰۤىنَ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُشْكِكُنَّ ۝۱۴ وَلَئِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۱۵

میں بھیجے تھے بظہر اور کتابیں دیکر بھیجا تھا اور آپ کے پاس بھی تھے قرآن بھیجا تاکہ جو کچھ لوگوں کے لیے حکم بھیجا گیا ہے انکو اسان کو دین اور انکارہ خود ہی میں

**ترکیب** والذین ہاجرہم خبر جہد لنبوہم کا مفعول ثانی کیونکہ لنبوہم بمعنی اعطینہم ہے۔ اور ممکن ہے کہ معنی نزل انہم ہوا تاکہ تفسیر نزل انہم

فی الدین والاحیۃ الدین صمدوا موضع رفیعین ہے علی اصنام رحمہم بالینیات متعلق ہے ارسلنا محمد و آتہ

تفسیر یہی آیتوں میں تھا کہ کفار قسم کھا کر قیامت کا انکار کرتے ہیں پھر جب دایرہ اسے بجا اسقدر لگا تھا تو ایسی حالت میں کہ میں انہیں کا غلبہ ضرور تھا  
وینذر رسولنا انہیں پر کیا کچھ ظلم و ظم نہ کرتے ہوئے چنانچہ ان عیاشیوں سے منقول ہے کہ یہ آیت چھ صحابہ کے بارہ میں نازل ہوئی جو قریش کے کلام تھے اور  
اسلام لانے کی وجہ سے انہیں بڑا ظلم ستم ہوا تھا انھیں ان کے صبیح بلال و عمار میں رک (اسلئے والدین باجوہ اسے لیکر و علی بہم بیو کلون تک ایمانداروں کو پیشتر دیا  
اور توکل کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور دنیا اور آخرت میں اس کے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔ والدین باجوہ والی اللہ من بعدہ ما ظلموا یعنی اول کفار کی انیائیں سہنا  
انکی مار پیٹ سب و ستم پر برداشت کرنا پھر لاچار ہو کر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جبکہ وہ ان رہنما مشکل ہو جاوے جیسا کہ انہیں اسلام میں ہوا تھا ایسے لوگوں کے  
لیے دودھ کے کرنا ہے اول الذین ینہم الہم یہ کہ ہم دنیا میں بھی جہان سرگردان نہیں رہنے دینگے بلکہ انکو اچھے طور سے جہنم دینگے جیسا کہ صحابہ کو دین میں جہنم دینگے  
دی (حسن شیبی) قتادہ) دوم والہ الاخرۃ اگرمیں دانت آخرت میں ان کے لیے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاوانی اور حیات ابدی کی بادشاہت ان دونوں صفوں کے  
مقابلہ میں دو انعام کا وعدہ ہوا پھر ان دونوں صفوں کی عام طور پر تفسیر فرما ہے الذین صمدوا یعنی مخالفوں کی انیائیں سہارنا اور حق پر ثابت قدم رہنا  
و علی بہم بیو کلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی امید پر ہجرت کو شکی ترغیب دلاتا ہے۔ صمدوا ظلموا سے متعلق ہے اور توکل باجوہ اسے اس میں یہ بھی  
اشارہ ہے کہ کچھ کفار کے ستم اٹھا کر ہجرت کرنے ہی پر یہ وعدہ آہلی منصفین بلکہ غیر توکل پر جہاں کہیں ہوا کسی بات میں ہر خواہ گناہوں کے ترک کرنے پر انھیں  
ظالم کے صدقات اٹھا کر اسکو انکی بری خواہشوں سے روکنے پر یا جن آہلی میں کوئی محنت و مشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج و افشار پر خواہ کفر و بت پرستی  
چھوڑ کر خدا کی طرف انہیں گویا یہ آیت طرح طرح کی راہ میں غیر توکل کرنا والوں کے لئے انعام آہلی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لئے بھی اعلان ہے کہ  
خدا تعالیٰ سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہیں اس سنیہ میں بڑا ستم ہو کر مصائب پر صبر کرنا چاہیئے و ما ارسلنا من ظلمک الہم ان آیتوں میں پھر ایسی بات کی  
طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانوں اور نبی علیہ السلام کو تکلیف دینے لگے تھے خبر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت میں حکم دیا گیا تھا  
اور وہ بات یہ تھی کہ عرصے کو گزر کر صبر صبر کا جو خط نہ کہرجیں سلم و زنا پاک اور مکروہ افعال کی مذمت اور بت پرستی کی قیامت اور کارم خلاق کی  
ناکید تھی یہ کہتے تھے اگر خدا کو ہمیں جھٹانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیوں نہیں بھیج دیا؟ چنانچہ یہ شہادت کا معراج اچھا تھا  
اور مقامات پر بھی ذکر ہوا ہے۔ اب اس شبہ کا اس میں بین ہوا ہے کہ چند در چند اہل و مصالحوں کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہیں اور ہی  
خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہیں اگر تمہیں بات معلوم ہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو ساورسی لیے کہنے کے محمد آپ پر بھی ذکر ہے قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کو آپ  
احکام آہلی بتا دیں اور آیات قدرت سے نصیحت حاصل کرنا سکھا دیں اور تاکہ وہ خود بھی نہ گمراہ رہیں۔

فوا تم

- (۱) فسئلوا اہل الذکر من علماء کئی قول میں ان عیاشیہ میں اہل تورات یعنی یہود و ملحدین۔ زجل کہتے ہیں عموماً اہل کتاب جلد میں کیونکہ وہ سب جانور ہیں  
کو پٹنے انبیاء بھی نشان تھے۔ اور عرب کے مشرک اہل کتاب کو اہل الذکر یعنی اہل علم سمجھتے تھے ایسے لوگ دریافت کرنا سکھیں کہ وہ انہیں کچھ بین عموماً اہل علم راہ ہیں۔  
(۲) اس آیت سے یہ ہر زمانہ ثابت نہیں ہوا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہل کتاب کے پاس بلا تحریف موجود تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔  
(۳) بالینیات والدین ارسلنا کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ آیت کا سیاق اور سابق جانتا ہے نہ کہ فاسلو اسے۔



(۲) اویا تہم العناب سن حیث لا یسترون کہ پڑھتے ہو یا ایسی جگہ سے غذا کھا لے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہ ہو آسمان سے دفعہ اولے کیا بلکہ ٹہری بڑی سلیس سے لیکن چنانچہ ایسی کئی سال کا عرصہ گذرا کہ مرد آباد اور انکے لواح میں بڑے بڑے اولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صد ہا آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے اور کھڑے درخت گریڑ خاص میں میرے ایک دوست نے جو ایک اولاد تو لاؤ دھیر کا تھا اور پہلی استون میں بھی اولے مائیت سے سخیل ہو کر حریت میں آگئے تھے اور بڑے بھاری پتھر بند کرے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی سستیوں پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعہ روا کر غارت کر دے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدمی رات کے قریب جبکہ لوگ خواب راحت میں تھے شہر پٹیا لین ایسی رو آئی کہ کانوں اور بازوؤں میں گزروں پانی تھا جس سے صد ہا آدمی ڈوب مرے صد ہا مکانات گر گئے یا ایسی تہ ہوا جائے جو ربادی کا باعث ہو مافرض خدا کی صد ہا بلاتین بن جو دفعہ آجاتی ہیں جس بادشاہ سے لیکر پت تک کیا کچھ زمینیں چلتا (۳) اویا خذ ہم فی قلبہم فاجہم بجزین اسکی کئی طور پر تفسیر ہو سکتی ہے اول یہ کہ انکو مغربیں مبتلا ہلا کر کے ہلاک کر کے کیونکہ جو وطن میں ہلاک ہو سکتا ہے وہ مغرب میں بھی اور وہاں کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہاں نہ کوئی بار ہوتا ہے نہ عسکرا و راجی بخت ہوتی ہے اور قریش کہ منہر کے عادی تھے اور لفظ طلب بمعنی سفر بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں الغیر تک القلب الذین کفر وانی البلاء و قوم کما لکو حالات انقلابات اور تدایر میں کامیاب نہونے سے اور ہلاک کرنے اور یہ بھی اس آیت سے ماخوذ ہیں و قلبہم الگ الامور (۴) اویا خذ ہم علی نخوت فقل ہے خوف سے (بقال خوفناشی و نخوتہ) یہ سخی کر دفعہ بلانا زل نہ کرے بلکہ اسکے پہلے علامات و آثار نمایان کرے اور لوگوں میں ہلاک سے پہلے خوف اور بریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہو جاوین جیسا کہ قسط شندیہ اور واریا و شونو کے غلبہ میں ہوتا ہے مگر خدا رتوف ہے اس لیے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ما خلق اللہ الخ پنا رتوف رحیم ہوتا ان آیات میں ظاہر فرماتا ہے کہ جن لوگ اسکے آثار پر توجہ اور قدرت کا کمال کیا بیان ہے جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے منحرف ہے تاکہ یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اسکو دفعہ یا تدبیر کیا ہلاک کر دینی بھی قدرت ہے پھر اس سے ظہر ہوتا اور باوجودیکہ رتوف اور جمیع سایہ دار چیزوں کے سامنے اسکو سجدہ کرے ہیں انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے اور اسی طرح آسمانوں اور زمین کے تمام پہنے والے چار پائے اور فرشتے اسکے آگے سرسجود اور اس کے فرمان و ارادے خائف ہیں پھر بندہ کا مافران ہونا اور جنتیں کرنا اور اسکے بادلوں اور انکے بیروں کو ستانا کیسی انوبات ہے۔

تفسیر و تفسیر العنابین و التنازل تفسیر و تفسیر من الی کہتوں فاما الظلال فی الذبوع و عادتی کے معنی پہلی جوں عکس نہ کریں جیسا کہ آقا جو فان فاء انان اللہ حضور رحیم انہر کہتے ہیں تفسیر و الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں گریہاں عالم راہ ہے بوجہ گرمی اور سردی اور آفتاب ہتھاب و خطا ستوا کے قریب جدا و شام و صبح کے لحاظ سے کبھی سایہ اسی طرف سے کبھی بائیں طرف سے جاتا ہے۔ میں مفر و انشا ل جمع لانے میں کئی باتیں ہیں یا تو یہ کہ میں کو غلط مفروضہ مگر دو جمع ہے جیسا کہ یونان الدنوب یا یہ کہ کوشی جو کہ غلط مفروضہ ہے اسکے لحاظ سے اسکے مخالف جمع ہے اسکے لحاظ سے شمال مشرق یا گویا دو لکی رعایت کی۔ یا یوں کہ کو عرب جو صیغہ جمع کے لانا تھا ہیں تو ایک غور کر کے لائے ہیں جیسا کہ اصل الظلمات والنور اور تفسیر علی قلوبہم و ہم میں سجد گناہ و ہم و خارجوں سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا و سجدہ کہتے ہیں سجدہ لکھنا کہ وہ ہوا ہو نیکی و تگڑوں جھکا دیوے جو کہ خدا تعالیٰ نے آفتاب ہتھاب و ستاروں کو کہ جن سے اجسام کشیفہ پریا پڑتا ہے ایک خاص حال پر مامور کر رکھا ہے جسے اول سا یوں میں فرق نہیں تا سو یہ فرق نہ آنا اور کیا خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنوں میں یہ آیت ہے و اجہم و انہر سجدان و تولد و ظلالہم بالغد و الاصل یا یوں کہ کو سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جس طرح باد زمین پر سر رکھ کر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہ مراد ہے۔ اور غرض اس کلام سے اسکا جہوت و تسلط عالم پر ظاہر کرنا ہے اور میں سطوف بھی اشارہ ہے کہ عالم حسی میں یہ اشارہ جو حقیقی کا ظل میں اسکے حکم کے پابستہ ہیں۔











بَصُكُم عَلَىٰ بَعْضِ فِي الزَّرْقِ ۚ فَمَا الَّذِي يُفَضِّلُ بَعْضَ رِزْقِهِ عَلَىٰ الْأُخَرِ إِنَّهُمْ مُفْتَرُونَ ۚ

ایک کو دوسرے پر روزی میں فضیلت دی ہے۔ چھوڑ کر فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دیتے۔

يَجْعَلُونَ ۖ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَكُونُوا مِنْ أَزْوَاجِكُمْ حَافِظِينَ وَخَفَاءَ ذُورٍ ذَكَرَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ط أَفَبَا

انکار کرتے ہو۔ اور اللہ نے تمہارے لیے تمہیں میں سے چڑے (بیویاں) پیدا کئے اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو بھی چھین کر کھانیکوین بھرا کیا

الْبَاطِلِ يُنْصِفُونَ وَبِغَيْبَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ۚ كَيْفَ يُعْجِلُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رُفْقَانِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَفِيدُونَ

جہوٹے مہوہ و دون پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا انہی عبادت کرتے ہیں جو اساتون اور زمین کی روزی کا انکے کچھ بھی اختیار نہیں کر سکتے اور نہ کسی کو

ترکیب۔ شیطان بھریوں کے نزدیک مصدر سے منصوب ہے اور کو فیوں کے نزدیک لیعلم ہے ہم فیہ سوا مبتدا خبر سے ملکر یہ جملہ واقع ہے موع میں فعل و

فاعل کے فالفعہ خبر فالذین فضلو برادری روزی ہم علی مالکت ایمانہم فیتنوا اور یہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہو کر اور مفعول بھی ہو سکتا ہے شیطان رزق سے

منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر مفعول مروق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے۔

تفسیر ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے اول اللہ خلقکم لکمالہ ہی نے تم کو پیدا کیا لطف کا رحم میں انسان بنانا اور اس کے موافق اسکو

اعضاء عطا کرنا یہ ضروری درجہ کم کام ہے طبیعت اور بارہ تو خود ہے اور اچھا بھی سی تو پھر یہ طبیعت میں کنز کی ہے؟ ثم یتفکرم بھی

اس کے آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کی علم کی صوف سے موت کا بندوبست نہیں ہوا نہو کا وکلم میں یہ دلائل ایسی طری عزتک پہنچا حسین کہ تمام علوم فہم بھول ادا

پھر وہی اول کبریا جاوے؟ سیکام ہوان العظیم قدیر میں ان امور کی حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے وہم واللہ فضل پر کون کی غنی ہے کوئی فقیر

بھی کی سکتا ہے اگر یہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی جتھل جاہل مالدار اور عالم و دانا خوار نہ ہوا حالانکہ حاملہ بکس ہے پھر خال الذین سویہ بات ثابت کرنا جو حیدر

روزی رزق ہم دیتے ہیں گمراہانہم تم اپنے لوگوں کو غلاموں کو اپنا سادی اور برکرا امین نہیں کرنا جو پھر خدا تعالیٰ کیوں کر بی مخلوق میں سوس کی کو اپنے برابر کرنا؟

لیکن تم اللہ کی نعمتوں کا انکار کر کے ان نعمتوں کو خود ہی مہوہ و دل کی طرف منسوب کرتے ہو کہ تندہی غلام دیوانے عطا کی بیضا ظان بزرگ نے دیا یہ کام فہم شانہ

کی تاثیر سے ہوا۔ یا یہ بھی کہ یا وجود دیگر دوزی میں تمام و دہا سے غلام برابر ہیں کچھ انکو تم نہیں سیتے بلکہ ہم سیتے ہیں اگر کچھ سیتے تھو نہ ہیست دے کہی ہے اس کا

شکر یہ ادا نہیں کرتے۔ سوہم واللہ جملہ کم من انفسکم لکم اللہ نے تمہاری لیے بیویاں بنائیں اگر وہ عورت نہ لے تو دنیا کا عیش تلخ ہو جائے اس کی حکمت اور

علم اور طبیعت کو کیا دخل ہے؟ پھر عورتیں بھی کیسی تمہاری جنس اور قبیلے کی جنکی جماعت میں نہیں پوری موانست ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اول قربات کام قبول کرتے

تو بھی شکل پر جاتی اس لیے نہیں و خفہ بیٹے پوتے انار بھی پیدا کئے اس پر زلم من الطیبات اچھی چیزیں کھانیکوین بھرا پھر بھی اگر سچوٹے مہوہ و دون پر ایمان آتا

اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہونے میں کیوں کر ان نعمتوں کا دوروی طرف نسبت کرتے ہیں واللہ کچھ کر اور دینی عبادت کرتے ہیں مخلوق نے روزی میں غنی و فقیروں میں غنی و فقیر

فَاذْكُرُوا لِلَّهِ الْأَمْنَلِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ رَأْسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُعَلِّمُ الْكَتِبَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُعَلِّمُ الْكَتِبَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُعَلِّمُ الْكَتِبَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُعَلِّمُ الْكَتِبَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُعَلِّمُ الْكَتِبَ ۚ

پس اللہ کے لیے کوئی مشکل ہے۔ مثالیں دیکھو و کیوں کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور کچھ ہی نہیں جانتے۔ (دیکھو) اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے مالدار کی بیوی پر بھی تو غنی و فقیر کرتا ہے

سے انسان کے ہونے کے پیش سے وہی پہلی منزل ہے اور دوسری منزل میں ہے امتحان لے کرنا جلا جاتا ہے اعلیٰ عری بل گاڑی کس رحمت کے ساتھ رات دن کے پیشہ فہم کو لے کرے کوئی جاسی ہو۔ بلکہ جاسی ہو

چند روز لوگوں یا چرائی کے ملک میں ٹھہر کر کبھی ٹھہر سکتا ہو۔ لائی جرات آتی تھا اعلیٰ چلے۔ اپنی خوشی نا کے ذرا ہی خوشی چلے۔ جس کی منزل تصور ہو جتنی کے ان جانا ہے۔ پھر کوئی جلدی کوئی دیر میں ایسا

پڑھا ہو کہ جاتا ہے کہ کوئی ان کی طرح پھر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ پھر تھو است میں اگر دوبارہ زندہ کرے تو کیا توب ہے پھر کتنا توب کرتے ہیں ۱۱ آمد

سہ  
عہد و حق و حقیقت و  
اسماء و اسامی و  
نہایت و لا حقیقت  
کرنا و لا حقیقت  
یعنی کی حقیقت  
و حقیقت  
ایمان اس کا  
اطلاق و تامل و  
ہو یا نہ ہو  
پڑنے میں نہیں  
بھول سکتا  
چاہے وہ کتنی  
بہتر و دلالت  
۱۱ جہد و حقیقت









تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عِنْدَ اللَّهِ عِندَ ذِكْرِكَ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عِنْدَ اللَّهِ عِندَ ذِكْرِكَ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عِنْدَ اللَّهِ عِندَ ذِكْرِكَ

اِس عورت جیسے نہ چو جائے کہ جو اپنا سوت مضبوط دھات کرکھوے مگر اسے نہ کہوے کہ تم کو اپنی قسم کو پس میں جلدانے لگو (مہر بھیج کر) کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زبردست ہے اللہ تمہاری

یُتْلِقُ كُمُ اللَّهُ بِهِ، وَلَيْسَ بَيْنَكُمْ وَتَوْمَرِ الْقِيَمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

اس میں آواز نہ کرتا ہے۔ اور جس چیز میں تم اختلاف کرتے ہو اسکو ضرور قیامت میں ظاہر کر دیا

ترکیب۔ انکا تاج نہ کٹنے کا معنی انکو شک سے محفوظ رکھنا ہے کیونکہ نقصت بمعنی صدمت۔ اور حال بھی ہو سکتا ہے غزلباسے متخذون جملہ حال ہے ضمیمہ تلو نو اسے ان تکون لے مخافت ان تکون۔ امۃ اسم کان ہی اسنی جملہ خبر کان۔

تفسیر۔ روزِ حشر کی کیفیت کیلئے۔ وہ باتیں ذکر فرماتا ہے کہ جب پر عمل فرمائیے شہ میں کامیابی ہو۔ ان اللہ ان اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق اور تدبیر منزل سیاست بدن کے سب مسائل گئے جنکی تفصیل کو ایک فقرہ ذکر کر رہا ہے انسان کے یا تو وہ معاملات میں جو خدا تعالیٰ سے متعلق ہیں مفاد پر مبنی و محال صالحہ یا وہ ہیں جو باہر ہیں ایک دوسرے کے متعلق ہیں بچ خوار سیاست ملک والہ بزین اولاد و انوارب کے ساتھ برتاوہ ان دونوں قسموں کچھ حصہ اقسام میں پس ان سبکو پر بار و بار اور ادا کرنا عدل ہے یہ عبادات معاملات سب میں ہے یہ کم سب پر فرض ہے اسکے بعد اگر ایک عمر کی کامرتہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں۔ عبادات میں احسان کی تفسیر یہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تعبد اللہ کا نام تروہ (الحديث رواہ البخاری) کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کر کہ میں اسکو دیکھ رہا ہوں اگر کچھ ہو تو یوں خیال کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور حالات میں احسان اپنے حقوق اور انتقام سے درگزر کرنا غیر کو اسکے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچا دینا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص گالی دے تو اسکو دعا دے جو تجھے لوٹے تو اس سے رشہ نہ محبت جو طرہ سے نکال اس احسان پر زیادہ تر مشغول نظر آئے ظہر میں اللہ سولہ کی نیکی بھی تیسری مرتبہ میں تصریح فرمائی بیطرح ان تینوں باتوں کو متبادل میں تین چیزیں منع کیا اول فحش سخاوت وہ بات ہے جو گالی دینا پیشگی کی باتیں یا افعال جیسا کہ زنا و لواطت وغیرہ یا یہ قوت نہوانہ کا اثر ہے پھر شر سے یعنی مالہ بنہ بالون سے جو قوت غضب کا اثر ہے پھر نفی یعنی کفری سے جو قوت نہوانہ کا اثر ہے اور یہی تین قوتیں انسان کو مالک میں ملتی ہیں۔ یہ الہی جامع آیت ہے کہ کوئی بات اس میں رہ نہیں لگی چھان بن منطوقان جو بہت سی لوگ اس آیت کی وجہ سے مشرف اسلام ہوئے۔ اسکے بعد قوم اور عہد کی باندی کی تاکید فرماتا ہے جو تمام دینی و دنیاوی کاموں کا مدار ہے اور فرماتا ہے کہ قسم کھا کر نہ تو طرہ و طرح کوئی جو قوت عورت سموت کا تکرار کر ڈالے بعض کہتے ہیں قریش میں ایک ایسی عورت تھی بعض کہتے ہیں حمض تمثیل مقصود ہے کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہیں۔ جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب اسکے مقابلہ میں دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم تو طرہ لے لے ساتھ ہو جاتے تھے اس سے بھی منع کرتا ہے کہ یہ آزمائش کا مقام ہے عہد۔ ہر عہد معمولاً مرد و مگر اس بالخصوص اس عہد اہل بیت اور اسکے بعد اس عہد میں جیت کی طرف بھی آیا ہے جو مسلمانوں نے رسول کریم سے بوقت قبول اسلام باندھا تھا کہ کچھ پوپر ثابت رہنا اور اسکے مقابلہ میں جو کفار اسلام سے پھیلنے میں نہایت دشمنوں میں کہیں انکی طرف التفات نہ کرنا کیونکہ وہ سب اہل کاری ہے جسکو قیامت میں سخت عداوت کے سامنے کھول دیا۔ ان آیات میں کس خوبی کے ساتھ معاد کے مسئلہ کو احکام مفید کے بعد بیان فرمایا ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَجْعَلُ مَنِ يَشَاءُ وَهُدًى وَمَنْ يَشَاءُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ كَلِمَةٌ تَعْمَلُونَ ○ وَلَا تَسْتَحْذِرُوا

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کون کون سی چیزیں

سورہ نحل  
آیت ۱۰۳  
تفسیر

اَيْمَانَكُمْ دَخَلْنَا بَيْنَكُمُ الْقُرْآنَ لَمَّا بَعَثْنَا مُحَمَّدًا وَتِلْكَ السُّورَةُ بِمَا صَدَقْتُ عَنْ سَيِّدِ الْاَلَمِينَ وَكَرَّمْنَا عَدَدَ عَظِيمٍ

ایمان کے لیے قریش بنایا اور ان کے درمیان میں بھیجے ہم کو محمدؐ جائے اور تم کو برائی کا مژہ پہنچا دے کہ لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکا جائے

وَلَا تَسْتَوُوا فِي عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى قَلِيلًا كَثِيرًا لَمَّا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لِّكَرَّانٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ مَاعِنْدُكَ يُنْقَلُ وَمَاعِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ط

اور خدا کے ہند کو تمہارے سے دامن پر نہ بھیجے جو کہ اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس ہے وہ تو کام ہو جاتا ہے اور اللہ کے پاس ہے باقی رہتا ہے

وَلِكُلِّ زِينَةٍ الْاَيْنِ صَبَوُ الْاَجْرُ بِمَا حَسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ مَنْ يَعْمَلْ صَالِحًا يَنْزِلْ ذِكْرًا وَتُؤْتَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلْيُحْيِ نَفْسَهُ حَيَاةً طَيِّبَةً

اور ہم صبر کرو لوگوں کو ان کے اجر کا مژہ بدل دیں گے جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم دنیا میں بھی اسکی زندگی بھی بسر کرائیں گے

وَلِكُلِّ زِينَةٍ الْاَجْرُ بِمَا حَسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور آؤ تین میں بھی لکھے گا مومن کا مژہ بدل دیں گے

ترکیب - مختل جواب ہے نبی لاتخذ واکا و تمذ و قوا جواب پر سطوف انما متصل لکھا جاتا ہے ورنہ میرا ان اور اصول ہے جو تفسیر اسکی طرف راجع منی کرانج من کا بیان ہے - وہ مومن جملہ مال ہے من سے فلیحیہ جواب ہے من عمل کا و لکن نہ ہم اس پر موقوف ہے -

تفسیر - پہلے فرمایا تھا کہ جس چیز میں تم اختلاف کر رہے ہو اگر بعض تم میں سے اپنے طریقے کو اچھا اور بعض تم کو برا کہتا ہے اس پر سوال ہوگا انہما فیہ من کون تسلی و تیار کر دیا کہ یہ اختلاف بھی قضا و قدر سے ہے ورنہ خدا چاہتا تو سب کو امامت و احدۃ لہی متفق العقائد و المذہب کر دیتا مگر یہاں تک کہ ہر ایک کو اپنا مذہب میں ہے پھر اس سے کون سوال کر سکتا ہے کہ تو نے نبیوں کیوں کیا بلکہ تم سے سوال ہوگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟ موت کے بعد ہی اس سوال و حساب کا وقت آجائے اور لاتخذ و لاتخذ والہم یانے پھر تم ہی قسم و عہد پر قائم رہنے کی تاکید فرمادیں فرما ہاں - دستور تھا اور اب بھی ہے کہ قسم کھا کر دوسرے کو فریب دیتے تھے اس سے منع کرتا ہے اور نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بعض قبائل عرب لیا کیا کرتے تھے - فرمایا کہ اگر قسم توڑ کر بدعہدی کو لگے اور قدم کا کھسلا لگے تو دنیا ہی میں جہنم پہنچو گے اور آخرت میں بھی عذاب الیم ہاؤ گے - لاتخذ والہم عہد الہی دین اور خدا کے رسول کی فرمانبرداری کا اقرار ہے جو ان میں ہر ایک نے کیا تھا اور نیز دنیا میں بھی زبان سے لگے حضرت سے عہد کرتے تھے اور خدا کے نام پاک کی قسم کھا کر اقرار کیا یہ بھی عہد الہی ہے پھر اس عہد کو بشیر و نیکو نیادی طبع میں آ کر یا سہترام نہ تو میں ال کا نقصان جا کر توڑ ڈالنے لگے اسکو تھوڑی سی دامنوں پر فروخت کرنا فرمایا اور اس سے منع کیا اور پھر دنیا کی بے ثباتی بیان کی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ تمہارے جانا ہی اسکو فنا ہے خود تم کو ہی فنا ہے اور خدا کے ہاں جو کچھ اجزائے ہے وہ ہمیشہ رہیگا - اور جو اس میں تکالیف و سائر مال کی برداشت رکھتا ہے وہ بھی پرانم دیکھا خدا کے ہجوم کو اچھا بلا دیا - سن عمل الہ سے عام بندوں کو بشیر و نیک و مومن ہوں اطلاع دینا کہ نیکو و نیالیں بھی خوش رکھینگے اور آخرت میں بھی اجر نیک دین گے -

فَاذْكُرُوا الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ اِنَّهُ كَانَ سَاطِطًا عَلَى الْاَلَمِينَ اَمَّا وَعَلَىٰ دَهْمٍ مِّنْ شَيْءٍ كُنْ

پھر جب آپ قرآن پڑھتے ہو تو شیطاں مردود کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کہ وہ کہہ دے کہ اگر کچھ بھی تمہارے ہاں نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

اِنَّمَا سَاطِطُهُ عَلَى الْاَلَمِينَ يَتَوَلَّىٰ ذَا وَالَّذِينَ هُمْ بِمُشْرِ كُنْ

اسکا ہوا تو نصیب پر چلتا ہے کہ جو اسکو دوست بنائے کہ تو میں اور خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا کرتے ہیں -

ترکیب - فاذا قرأت اے اردت قرآن شرط فاستعذ جواب - ساطط لے الشیطان مبتدأ علی اللمین خبر متوہل لے الشیطان والذین سطوف ہر الذین ہر

یہ تفسیر سورہ بقرہ ہے جس میں ۲۲۸ آیات ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمدؐ کو بھیجا ہے کہ تم لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکا جائے۔ اور تم کو برائی کا مژہ پہنچا دے۔ اور اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور وہ مومن بھی ہو تو ہم دنیا میں بھی اسکی زندگی بھی بسر کرائیں گے۔ اور آؤ تین میں بھی لکھے گا مومن کا مژہ بدل دیں گے۔

محجور ہے علی کا تہا ہے اللہ ہے سلطان الشیطان علی الذین یشرکون باللہ۔

تفسیر پہلے فرمایا احتساب عمل صالح الخ اورینکاموئیں قرآن مجید کا پڑھنا ایک اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔ اور انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو اسکی قوت لکیو کو غلبہ دے بہرہ دے کہ (جو شیطان الملبس یا اسکی ذریت کا کرب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اسکی اعانت کے لیے اس فعل میں تشویشات و تہاویر اسلئے کہ دفعہ کیلئے خدا تعالیٰ سے پناہ لینی چاہئے مجاہد تو شینت شیطانہ کے ایک پیچھے ہڑکدہ ہنسا کو حکیمانہ کام پھر درود بخون کی طرف اُبھارتا ہے مولا فانا قرا صا قرآن آیت ہرگز خطاب کھضر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہرگز اور سب لوگ میں کیلئے کرب الیہ پڑے حلیل القدر بنیاد کو پناہ مانگئے کا حکم جو تواور دیکھو بدرجہ اولیٰ حکم ہرگز اس طرح جب آت قرآن کی وقت استفادہ کا حکم جو احکام قرآن کی حفاظت کا باگاہ آہی نے فرم بھی لیلیا جو بقولہ لا یتبدل الباطل من میں بدیدہ ولا من خلفہ وبقولہ انما نحن نزلنا الذکر وانما نحن نقولون تو اور کاموں میں بھی استفادہ بدرجہ اولیٰ ہونا چاہئے۔

بجہور کے نزدیک کھیک حکم نہ ب کیلئے ہے غواہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے یا نہ اسے باہر تو ازل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا سنا و ب یعنی بہتر اور عبادات ہے اگر عطا کرنا ظاہر الفاظ پر خیال کر کے اس حکم کو موجب پھچول کرنے میں یعنی استغاذہ واجب خصوصاً جبکہ قرآن نماز میں پڑھا جائے شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت میں قرآن کا پڑھنا ایک ایک مستقل پڑھائی ہے اسلئے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑھا جاوے اعوذ کہنا چاہیئے مگر حنفیہ غیر فرائض میں کہ رکعت کا حکم ایک ہے مستند و قرآن نہیں بلکہ کھیک ای ہی قرآن ہو سلام پھیرنے تک اسلئے ایک بار اعوذ کہنا ایک کافی قرآنی فائستد کی ق تعقیب کیلئے ہے اسلئے ظاہری سنی پڑخال کر کے اہل علم کی ایک جماعت جنہیں ابو ہریرہ اور امام مالک اور دارقطنی اور ہرئی وغیرہ میں یہ کہتے ہیں کہ قرأت کے بعد جو کوئی پڑھا جائے تاکہ جو سکواس نیک حکم سے عجب پیدا ہو اور پڑھا جاوے مگر بجہور اسکے برخلاف ہیں کہوں کہ محاورہ کے موافق فحالی تو مردان فعال کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ آیا جو اذا اکلتم فقل بسم اللہ واذ انتقم الی الصلوۃ فاغسلوا وجہکم پس یہ راوی نہیں کہ جیسا چاہتے ہیں کہ کہو کہ جب کھیا نیک قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو ہی طرح یہاں حکم ہے اور اسکی عقل جانتی ہے۔ اس حکم سے یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں میں قدرت تصرف ہے نیک بد سب پر اسکا زور چلتا ہے اس شے کے سبب اس کی قوت سے یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ سلطان الم لک یا مداروں اور غلابہ بھر و سر کہو لالوں پر اسکا کچھ بھی زور نہیں چلتا کبھی شریعت سے جو سوسہ پید ہوتا ہے دفع ہوجاتا ہے وہ اسپر وضع کر دیا اندیس اس سلطان الم لک یا مداروں اور غلابہ بھر و سر کہو لالوں پر اسکا کچھ بھی زور نہیں چلتا کبھی شریعت سے جو سوسہ پید ہوتا ہے دفع ہوجاتا ہے وہ اسپر جیتے نہیں اور جو گناہ بھی سرزد ہوجاتا ہے اسکے سوسہ سے تو اسکے بعد وہ توبہ و استغفار کر کے اسکو وھو ڈالتے ہیں۔ ہاں اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں یعنی قوت بہیمیلہ و رلڈا اندیشہ وانیہ میں گرتا ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اور دن کو شریک کرتے ہیں۔

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت دے تے ہیں تو بلاشبہ یہ خوب جانتا ہے جو ازل کو تو کہتے ہیں کہ تو از عوگلہ لیتا ہے نہیں نہیں بلکہ انیس سے جانتے ہی نہیں آپ کہیں کہ اسکو تو بیع اللہ سے  
مِنْ تَرَكٍ بِالْحَقِّ لِيُبَيِّنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُولُوْنَ اِنَّمَا يُعِطُهُمْ كَشْفُ لِسَانِ الَّذِي  
میرے سب کہ اس سے جانتا ہی کیا سمجھ لیا ہے اگر جو ایمان لاچکے ہیں کہ کلمات کہے اور فرما رہا ہوں کہ حقین ہاربت اور غیفری مولوی غی کہ کفر سے بڑے کفر کوئی آدمی کھلا کر ادا کرے  
بَلَدُؤْنَ اِلَيْهِ وَهٰذَا لِسَانُ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ هٰذَا الَّذِي نَذَرْتُمْ لَكُمْ فَادْعُوْهُنَّ بِاِيَةِ اللّٰهِ لَا تَلْعَنُوْهُنَّ لَكُمْ اَللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اِنَّمَا  
جسکی طرف ہی نسبت کرتے ہیں اسکی زبان بھی ہے اور یہ (قرآن) تو فصیح صوفی ہے۔ بیشک جو اسکی آیت پڑھاں نہیں لے لند بھی انکو ہدایت نہیں تیار کرے لے آخرت میں سخت عذاب ہے



يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَاؤُمْنُونَ بِاللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

جو منافق ہیں یا کافر ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور دراصل وہی جھوٹے ہیں

تفسیر کبیر اذا شرطہ واللہ اعلم بما یُنزل جملہ مترشحہ شرط اور ہر ان میں قالوا جملہ جواب شرط۔ مترشحہ صیغہ ماضی فعل انفرجی انفرجی سے ی اگر لگی منفرد تھا۔ وہی انفرجی و نولعل نصب میں ہیں مفعول نہ ہونے کی وجہ سے ان کا یثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت۔ تجھی لسان الذی کی خبر بلا یہدیم خبر ہے ان کی الذین انفرجی کا فاعل یا خبر کسی پر جو بٹ سے کوئی بات بنانا۔ الجحۃ الاحقاد وہی ضد البیان والعرب۔ نعال حال اعجمی وامرۃ اعجمیۃ رجل اعجم وامرۃ عجم والے لایضاحان۔ قیل العجمی منسوب الی العجم والاعجمی من الایضاح والاعجم الذی من العجم قال الراغب الاصفہانی بالعکس یعنی الاعجمی الذی من العجم والاعجم من فی لسانہ عجمۃ وان کان من العرب۔

تفسیر اس مقام سے سکون موت کے شہادت کا جواب شروع ہوتا ہے (۱) اس عیاش کہتے ہیں کہ جب ایک آیت میں کوئی صفت نازل ہوتا اور اس کو کجی کی کیفیت نازل ہوتی ہے اس علم میں ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمدؐ متحرک رہا ہے از خود جو چاہتا ہے بنا کر سنا دیتا ہے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی رکھیں یعنی ایک آیت کی تکلیف دہی آیت بلغۃ سے مراد کلام آیات میں نسخ واقع ہونا ہے جو کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم بما یُنزل جملہ مترشحہ کہ انہیں کیا خبر ہی حقیقت قرآن مصلح نسخ اللہ ہی جانتا ہے پھر کجا جواب دینا ہوگا کہ وہ میں از خود نہیں بناتا بلکہ جبرئیل خدا کے ہاں سے لیکر نازل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو کر نسخ کی ہمت نہ کرنا چاہیے (۲) ولعللکم یہدیکم اور یہ ہودہ شہدیکم چاہئے جو کفار قریش کرتے تھے۔ کہ میں بعض غلام غازی یا رومی بھی تھے جو کجیاں طور سے عربی میں بات بھی کرتی نہیں تھی تھی چونکہ وہ عیسیٰ یا یافا ہی مذہب کے تھے مگر واقفیت رکھتے تھے کہ کجیاں میں ہی لائق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیسا کہ وہ بات میں ادنیٰ ملا کوٹہ مولوی بھی جوتی ہیں قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم ہوتی تو یہی کہہ دیا کہ اس کو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر نہیں وہی غلام تعلیم کرتا ہے اس کے جواب میں فرماتا ہے اس کو تو عربی میں صاف طور پر بات بھی کرتی نہیں تھی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اس کو خود کیا لیا نیت ہی جو وہ اور کو ایسے مضامین الہامیہ تعلیم کر لیا اور پھر ٹکوس بالکیرہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لاویگا کہ کجیاں شل کر کے تمام فصحا سے ہو سکا۔

فالعاقیل محدودی لذلک ان عن القصص اور صحیح جو قبر میں ایک فلسفی مائل وسط سے ہوتی ہے اس لیے اس کو محدود کہتے ہیں۔ محدودین سے اکل یعنی بر طرف ہونا ہے اس کے اسباب اور اس کے فعل کو الحاح کہتے ہیں۔ ح۔ ج۔ م۔ کا مادہ کلام عرب میں ابہام اور انشا کے لیے موضوع ہے جس کے بیان میں صفاتی ہوا اس کو اعجمی کہتے ہیں اور اسی لئے چار ہائے کو حجام اور عرب کے سوال اور ملکوں کے رہنے والوں کو اعجام کہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ لَا مَنَ لَهُ وَلَا مَوْلَا لَهُ وَلَا مُنْقِذَ لَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۚ وَلَٰكِنْ شَرٌّ بِالْكَافِرِ صَدْرًا ۖ أَهْلَكَهُمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ

جو کوئی ایمان لائے پیچھے اللہ کا منکر ہو جائے (کہ وہ جو بھی ہو گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو نہ ہو) لیکن جو بدل کو لکر منکر ہوگا) تو اس پر اللہ کا غضب ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اشْتَبَعُوا النَّارَ عِلًّا الْآخِرَةَ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۚ وَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

انہیں کے لیے بہت بڑا سخت عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کے جینے کا آخرت سے عزیز سمجھا اور نیز اس لیے کہ اللہ رائے کا فروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ یہ وہی لوگ ہوں گے جن کے قُلُوبُهُمْ وَسَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۖ لَا جُرمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۖ هُمْ فِي النَّارِ ۖ

دونوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ مہر کر دیا کرتا ہے اللہ جو بھی غیر نہیں ضرور وہی لوگ آخرت میں لگائے ہیں رہیں گے



ترکیب - ان ربک کی خبر لغفور جیم اولان دوسرا اور اسکا اسم تاکید کر آیا اور ممکن ہو کہ ان تائید کی خبر سیر وال ہے  
فتنوا جہول کا صیغہ یعنی لوگوں نے انکو فتنہ میں ڈالا مار پیٹ کر کلمہ کفر منہ سے نکھلوا یا صیغہ معروف بھی آیا یعنی انہوں نے ایسا کیا تھا اور کچھ تھے  
تفسیر عہد اچھے توڑنے والوں کی سزا اور انجام کار بیان فرما کر انکے مقابلہ میں ان لوگوں کی جزایاں فرماتا جو ایمان پر ثابت قدم رہے کفار کی ایذاؤں کو برداشت کیا  
آخر الا حضرت کے ساتھ جائے اور وہاں بھی جا کر جان توڑا سلام میں کوششیں کیں اور طینان دلا یا کچھ قصور دار سے اطاعت میں ان سے اس حالت مصیبت میں  
ہو گیا یہ خدا غفور جیم ہے اور اگر فتنوا معروف پڑتا جائے تو یہ بھی ہوتے ہیں کہ عہد شکنوں میں سے یکفار میں سے کہ جنہوں نے نویسلوں کے ساتھ طرح طرح کی  
بدسلکیاں کر کے انکو فتنہ میں ڈال دیا تھا تو یہ دہشت گرد کر کے سلام میں معافی کرنے اور مصائب پر ثابت قدم رہنے پر مغفرت اور رحم کا خزانہ دیتا ہے۔  
بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت عیاش بن ابی سبیہ البقیل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سہیل اور ولید بن المغیرہ و سلم بن ہشام و عبد اللہ بن ابی سیدہ کے باب  
میں نازل ہوئی ہے مشرکین نے انکو فتنہ میں ڈال کر شر پر برا بھلا کیا تھا لیکن لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے انکے  
گناہ معاف ہو گئے (رحالم) ابن عامر فتنوا کو بفتح التاء والفاء پڑتے ہیں انکے نزدیک یہ آیت ان مشرکین کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی  
مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہو گئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن الولید - الغرض یہ آیت تو ہر کرنے والوں کے لئے خزانہ ہے  
اسکے بعد اس ہولناک دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ یوم تھا فی الاخر جند ان کو کسی کے کام نہ آئیگا اور ہر ایک کو پٹی ہی پٹی ہوگی۔ اسدن جو کسے کیلئے  
مغفرت اور رحمت الہی ظہور کرے تو کسی بڑی چیز ہے۔ اسیں طرف بھی اشارہ ہے کہ آج جو قبیلہ کی حایت اور اپنے معبودوں کی عبادت کے ہر وسیعہ کچھ افرامانی  
اور بدکاری کر رہے ہیں اسدن ان میں سے کوئی بھی کسی کے کام نہ آئیگا۔ نجا دل تناسم و تہج اپنے ہی لئے برأت کی محتیش کش لگا۔ ضرب اللہ یہاں سے  
لوگ کے بدست مشرکوں کو جو کعبہ کے طفیل اسن سے تھے اور ہر طرف سے انکے لئے رزق آتا تھا ایک ایسی مثال سے سمجھایا جاتا ہے جو ہر ایک ایسی صفت کی  
بستی پر صادق آتی ہے جہاں کے لوگ خدا کی نعمت کی ناشکری کریں اور رسول بھانے آئے تو اسے بھی نہ مانیں اسی بدکاری کی حالت میں عذاب الہی آ پڑے  
نہنتوں کے بدلے بھوک اور پیاس اور اسن کے بدلے خوف ہراس ابز ایسا طاری ہوا کہ لباس کی طرح ہر طرف سے گھرے پھر بتاؤ انکا کیا حال ہوگا کہ کے  
مشرکوں کی اس اونیست پاکر رسول کی تکذیب کا مقابلہ کرنے میں ہی حالت تھی اب صرف اپر عذاب الہی آنے کی دیر تھی چوہد میں آیا بدتر میں بڑے بڑے سردار  
ارے گئے گھر گھر ماتم چھا گیا اور ہر سات برس کا سخت قحط پڑا اور اکر وارا اور بھڑیوں اور کتوں کے کھانے کی نوبت آگئی اور اسن بھی جاتا ہر دم آنحضرت صلعم کی  
پڑھائی کا دغدر ہنے لگا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قریہ سے مراد خاص کہ ہے اور انہیں کی حالت موجودہ اور آئندہ کی تصویر دکھائی گئی ہے بعض کہتے ہیں  
کہ اس صفت ماضیہ کا تم ماضیہ میں کوئی شہر تھا جنہاں کی ناشکری کے سبب ایسی مصیبت بھوک اور خوف کی پیش کی تھی کہ شہر میں جو قریہ ہے وہ سب کو شامل ہے  
تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں لباس الچع یہ ہتھارہ ہے کہ لباس کو جو انسان کو ہر طرف سے ڈھانک لیتا ہے انسان کی اس مصیبت ناک حالت کے لئے  
استعارہ کیا ہے جو اسر لباس کی طرح چھا جائے یہاں دو چیزیں ہیں ایک مستعار یعنی لباس دوسری ہتھارہ انسانی زبانوں حالت بھوک ہراس سیکے اسکے اندر کے لئے  
لفظ ذوق ہتھال ہوا ایسی حالتوں کے اور اگر متعل ہوتا ہے یہ ہتھارہ مجروحہ ہے جیسا کہ اس شعر میں عمار اور اذاتہم منہا کجا خلقت اضلکۃ تباب السال  
فُکُلُوا مِمَّا زَكَا اللَّهُ حَلَا طَبِئًا مِّنْ وَاشْكُرُوا لِمَنَّمَا اللَّهُ إِنَّكُمْ تَعْبُدُونَ ۝ اَلَمْ نَحْرَمْ عَلَيْكُمْ اَلْمَيْمِثَّةَ وَالسَّامِرَ  
پہر نکالنے پر کچھ حال طیب روزی دی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو مگر تم کسی پریش کرتے ہو تمہرے ملام تو مرن

وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ إِنَّكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ فِي عَذَابٍ مُّتَسَاوِينَ ۚ

اور نہ کہ گواہی دے کہ تم نے کچھ نہیں سنا ہے اور وہ چیزیں جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو پھر ہو کر ان کی جگہ کے مارے پڑتا ہے یہی ہو جاوے نہ تو وہ باقی ہونے والی چیزیں ان کے برابر ہو جائیں گی اور ان کے عذاب برابر ہوں گے۔

حَلَّالٌ وَهَذَا إِخْرَاجُهُ لِقَوْلِهِمْ إِنَّ اللَّهَ الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِينَ يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ لَا يَفْعَلُونَ ۚ مِمَّا تَشْتَعِبُونَ قِيلَ لَهُمْ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ۚ  
حلال اور حرام ہے کہ خدا پر اٹھے بہتان باندھنے لگو کیونکہ جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں ملاح نہیں پاتے دنیا تو ٹھوٹا سا اسباب ہے اور آخرت ان کے لئے عذاب ہے اور اس کے  
تشریب و تالال سے منع الصوت بغیر الصوت والا لہلال رفع الصوت عند ریتہ اللہ والی الصبی والتلبیۃ بغیر مانع منصوب علی الحال من فاعل اضطرر الی اللہ  
بفتح الکاف والباء کے لزال یہ منصوب ہے نصف کی وجہ سے و اما مصدر یاضطرر ہے کہ جنہی الذی ہوا اور عائد محذوف اور الی اللہ اس سے بدل  
اور بضم الکاف والذال رفع الی اللہ یا ہے یہ جیسے کہ کتاب و کتب اور بضم بار اسنتہ کی صفت ہوگا۔

تفسیر: کفار کہہ رہے تھے کہ ان نعمت اور نعمتوں پر نازل نعمت اور نازل عذاب بیان فرما کہ مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کے کھانسی اجازت دیتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو شوق سے کھاؤ  
یہو کہ شکر کرو کیونکہ نازل عذاب نعمتوں کے کھانے سے نہیں بلکہ اگر ناشکری کرنے پر واجب ہے۔ لیکن نعمتوں کے کھانے میں شکر ہے مہار نہ ہو جاوے لکن غلامان  
چیزیں جو ضرر ہیں انکو حتی المقدور کھاؤ اسکے بعد منوع اشیا کا حال بیان فرماتا ہے اسکے بعد جو پہلے انبیاء کی معرفت اشیا ومنوع کی گئی تھیں انکا اسلئے ذکر  
فرماتا ہے کہ یہ قید معافت کوئی نئی بات مسلمانوں کے لئے نہیں اور کبھی بعض اشیا کسی جرم کی سزا میں بھی حرام کر دی گئی ہیں جیسا کہ بعد کے ساتھ ہوا بعض ضررین  
کہتے ہیں کہ کھانا کا خطاب ان کفار کی طرف ہے جنکو ناشکری میں سزا ہوئی تھی۔ بار بار دیکھو کہ تم قسم کی روزی عطا کر کے فرماتا ہے کہ تو خدا کا شکر کر کہ وہ خدا کی نعمتوں  
حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اُسکا شکر کرو۔ حلالاً طیباً سے سجلا ا پاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت بھی جاتی تھی مگر اسکی تفسیر کہی۔ بقول انا حرم علیکم الذکر والذکر  
اور نوحان اور شکر کا گوشت اور وہ چیز جو نوح علیہ السلام کے نام سے پکاری جاوے یا دقت سے فرما کہ نام سہرا لیا جائے پھر یہ چیزیں بھی بحالت اضطرار درست ہیں۔

انما حصر کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار کوا لہات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۃ الخاتم میں بھی بقول لا اجنبوا اشیاء الی اللہ علی عامہ  
اور یہ دونوں میں کیے ہیں پھر سورۃ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورہ مائدہ میں احلت لکم بہرہ الا ما لا تاتی علیکم سے اور اشیاء علیکم کہ حرام تھیں  
الہیتہ والدم وحمل النفس ذریۃ والامال براۃ اللہ میں کھول دیا۔ اور یہ دونوں میں مذنیہ ہیں۔ پس طیبہ اور تزویہ وغیرہ حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ پہلے کہتے ہیں  
بیان کر دے ہیں انا حرم فی اذان سے منع کیا تھا کہ شکر تیرے چہرہ نہ ہو جاوے پاک اور گندمی چیزیں نہ کھاؤ اسی طرح ولا تقولوا سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نہ  
یہاں فرما تو غریب ناشکری ہے یعنی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔ ناشکری کر کے جو اسکی نعمتوں سے مزا اٹھاتے ہیں اور منعم سے غافل و سرکش رہتے ہیں  
ایسے نفس پروروں کے لئے خاتمہ آیت میں یہ یہ کہہ دیا کہ متاع تلیل یہ دنیا کے مزے چند روزہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم اور حقیر  
ہیں انکو بہت لو آخر مرنے کے بعد تو ایسے ناشکروں اور منکروں کے لئے عذاب الیم بڑی دیکھ دینے والی سزا ہے ان الوان نعمت کے بدلہ تو قوم ہے اور  
ان عمدہ کپڑوں کے بدلہ رال اور گندہ پاک کا لباس ہے

(قوا لہ)

(۱) حلالاً طیباً حلال کے بعد طیب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جو چیزیں حلال ہیں وہ طیب بھی ہیں یعنی پاکیزہ اور مستحرمی ان میں حرامی یا روحانی کوئی بھی نہ پائی نہیں  
اور جنہیں ناپاکی یا خبیثہ کو حکیم مطلق نے بندوں پر اس طرح حرام یعنی منع کر دیا ہے کہ غذا کا اثر محمد سے میں ضرر و برہنہ پڑتا ہے جسکا اطباء انکا نہیں کر سکتے حال کے

اس کے بعد کہ حلال اور حرام ہے کہ خدا پر اٹھے بہتان باندھنے لگو کیونکہ جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں ملاح نہیں پاتے دنیا تو ٹھوٹا سا اسباب ہے اور آخرت ان کے لئے عذاب ہے اور اس کے تشریب و تالال سے منع الصوت بغیر الصوت والا لہلال رفع الصوت عند ریتہ اللہ والی الصبی والتلبیۃ بغیر مانع منصوب علی الحال من فاعل اضطرر الی اللہ بفتح الکاف والباء کے لزال یہ منصوب ہے نصف کی وجہ سے و اما مصدر یاضطرر ہے کہ جنہی الذی ہوا اور عائد محذوف اور الی اللہ اس سے بدل اور بضم الکاف والذال رفع الی اللہ یا ہے یہ جیسے کہ کتاب و کتب اور بضم بار اسنتہ کی صفت ہوگا۔ تفسیر: کفار کہہ رہے تھے کہ ان نعمت اور نعمتوں پر نازل نعمت اور نازل عذاب بیان فرما کہ مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کے کھانسی اجازت دیتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو شوق سے کھاؤ یہو کہ شکر کرو کیونکہ نازل عذاب نعمتوں کے کھانے سے نہیں بلکہ اگر ناشکری کرنے پر واجب ہے۔ لیکن نعمتوں کے کھانے میں شکر ہے مہار نہ ہو جاوے لکن غلامان چیزیں جو ضرر ہیں انکو حتی المقدور کھاؤ اسکے بعد منوع اشیا کا حال بیان فرماتا ہے اسکے بعد جو پہلے انبیاء کی معرفت اشیا ومنوع کی گئی تھیں انکا اسلئے ذکر فرماتا ہے کہ یہ قید معافت کوئی نئی بات مسلمانوں کے لئے نہیں اور کبھی بعض اشیا کسی جرم کی سزا میں بھی حرام کر دی گئی ہیں جیسا کہ بعد کے ساتھ ہوا بعض ضررین کہتے ہیں کہ کھانا کا خطاب ان کفار کی طرف ہے جنکو ناشکری میں سزا ہوئی تھی۔ بار بار دیکھو کہ تم قسم کی روزی عطا کر کے فرماتا ہے کہ تو خدا کا شکر کر کہ وہ خدا کی نعمتوں حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اُسکا شکر کرو۔ حلالاً طیباً سے سجلا ا پاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت بھی جاتی تھی مگر اسکی تفسیر کہی۔ بقول انا حرم علیکم الذکر والذکر اور نوحان اور شکر کا گوشت اور وہ چیز جو نوح علیہ السلام کے نام سے پکاری جاوے یا دقت سے فرما کہ نام سہرا لیا جائے پھر یہ چیزیں بھی بحالت اضطرار درست ہیں۔ انما حصر کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار کوا لہات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۃ الخاتم میں بھی بقول لا اجنبوا اشیاء الی اللہ علی عامہ اور یہ دونوں میں کیے ہیں پھر سورۃ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورہ مائدہ میں احلت لکم بہرہ الا ما لا تاتی علیکم سے اور اشیاء علیکم کہ حرام تھیں الہیتہ والدم وحمل النفس ذریۃ والامال براۃ اللہ میں کھول دیا۔ اور یہ دونوں میں مذنیہ ہیں۔ پس طیبہ اور تزویہ وغیرہ حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ پہلے کہتے ہیں بیان کر دے ہیں انا حرم فی اذان سے منع کیا تھا کہ شکر تیرے چہرہ نہ ہو جاوے پاک اور گندمی چیزیں نہ کھاؤ اسی طرح ولا تقولوا سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نہ یہاں فرما تو غریب ناشکری ہے یعنی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔ ناشکری کر کے جو اسکی نعمتوں سے مزا اٹھاتے ہیں اور منعم سے غافل و سرکش رہتے ہیں ایسے نفس پروروں کے لئے خاتمہ آیت میں یہ یہ کہہ دیا کہ متاع تلیل یہ دنیا کے مزے چند روزہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم اور حقیر ہیں انکو بہت لو آخر مرنے کے بعد تو ایسے ناشکروں اور منکروں کے لئے عذاب الیم بڑی دیکھ دینے والی سزا ہے ان الوان نعمت کے بدلہ تو قوم ہے اور ان عمدہ کپڑوں کے بدلہ رال اور گندہ پاک کا لباس ہے

ڈاکٹر وراثت کیا ہے کہ سور کے پنج بھر گوشت میں ہزار سی زیادہ کھڑے خوردبین سے دکھائی دیے ہیں جو صحت جمالی کے لئے سخت مضر ہیں۔

(۳) ناپاک و قسم پر ہے ایک جہانی کہ وہ جانور یا وہ چیز گندری چونکہ کھانے سے طہالعی سلیم نہرت کیا کرتی ہیں جیسا کہ گوہ موت پیسپ جانوروں میں سور اور ہر قسم کے درندے شیر بھڑیا وغیرہ پرندوں میں بچوں اور کنگل سے شکار کرنے والے یا رقیل وغیرہ یا زمین کے شرارت سناپ بچھو وغیرہ۔ یہیں مردار جانور بھی شامل ہے کہ جو از خود مر جاوے جس علمائے غیر مذہب جانور مردا لیا ہے بسبب ان تشریحات کے جو شیخ علیہ السلام نے فرمائی ہے چنانکہ ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ اسی طرح خون بھی جسکو جاہلیت میں تو لوں پر پکا پکا کر کھاتے تھے کیونکہ جطر ح غیر مذہب کے گوشت میں وہ لطافت نہیں رہتی جو مذہب کی ہوتی ہے یہاں مکہ کو دونوں کی کھال میں بھی بڑا نفاذ ہوتا ہے۔ مضبوطی اور غیر مضبوطی کے لحاظ سے سیاح خون کے کھانے یا پینے بھی صحت میں فرق آجاتا ہے اور دل پر بھی ایک قسم کی درندگی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ شاہدہ سے معلوم ہوا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جنہیں جہانی ناپاک ہے اور صحت و اخلاق پر بھی بڑا اثر پیدا کرتی ہیں ان سب کی حرمت اس طبیب کی قید سے ثابت ہے۔ حکیمانہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اسی لئے علماء کا بھی انکی حرمت پر اتفاق ہو گیا ہے۔ دوسری قسم کی نجاست روحانی ہے وہ کیا؟ کلاس جانور یا اس چیز میں مبت پستی کی نجاست سرایت گئی ہو اس کا ذکر اس جملہ میں ہے۔ واما لغير العبد یہ جگہ کہیں لفظ یہ کی تعلیم کہیں تاخیر سے قرآن مجید میں لکھا جگہ وارد ہے۔ بعض مفسرین نے اس کے بعد عند الذبح کی تفسیر فرمائی ہے کہ ذبح کے وقت چہرہ غیر اللہ کا نام پکارا جاوے وہ حرام ہے مگر مطلق کو قید لگا کر متعذر کیا جاوے تو خاص کوئی لکھا سا کام نہیں کس لئے کہ یہ بھی ایک قسم کا نسخہ ہے اور آیت کو کسی کا قول نسخ کر نہیں کر سکتا اس کے لئے یا تو کوئی آیت ہونی چاہیے ورنہ کس سے کوئی ایسی حدیث ہو کر جو صحیح اللہ بھی ہو اور اسکے ثبوت میں بھی کیوں کو کام ہو جسے ہر چند غرور و بہت تلاش کی مگر اس قسم کا کوئی مخصص ہو نہیں سکتا۔ بعض مفسرین کی اس قید سے یہ آیت کیوں کر متعذر یا خاص ہو سکتی ہے ان مفسرین نے بھی جہاں تک ہماری سمجھ میں آیا یہ قید تہترائی نہیں لگائی ہے بلکہ ایک بیان واقع کیا ہے یعنی اس وقت اگر نہت پرست ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ تہتر جانوروں کو ان کے نام سے ذبح کیا کرتے تھے۔ اب یہاں ایک کو لفظ مقابل جنت دوم اہل بدسوم غیر اللہ کا لفظ بھی عام ہے اس میں جانور کی کوئی تخصیص نہیں جانور ہو یا کھانا یا پٹر ہو جو جو کچھ نام سے پکارا جاوے یا ان پر چڑھا جاوے حرام ہے۔ اہل لغت میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد پکار کر کہتے ہیں ہذا لال یعنی یہ چاند ہے پھر اسکا استعمال لڑکے کی آواز پر بھی ہونے لگا جو وقت ولادت ہوتی ہے کہتے ہیں اس لہجہ میں اور حج میں تلبیہ پکار کر کہتے ہیں اور پھر اور واقع پر آواز بلند کرنے پر بھی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز پر قصد عبادت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے عام ہے کہ ذبح کے وقت یا دوس سے پہلے کہ یہ جانور ذبح کے لئے ہے تو وہ حرام ہو گیا خواہ وہ جانور اصل میں حلال تھا بلکہ بکری گائے بھینسا اونٹ وغیرہ یا نہصاب وہ نجاست اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے دور نہیں ہوتی جیسا کہ نجاست اظہار ہے۔ اگر کوئی سویرا کہے کو اللہ کا نام لیکر ذبح کرے تو کیا وہ گوشت حلال ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر نجاست روحانی تو اس سے بھی زیادہ عند اللہ مکروہ ہے وہ توجیبی لڑائی ہو سکتی ہے کہ جب وہ شخص توبہ کرے اور پکار کر کہے کہ میں اس سے باز آیا تب اگر وہ لیسہ المیکر ذبح کیا جاوے تو درست ہو سکتا ہے نیز لیسہ ہی مطلق ہے اللہ کے سوا کسی کے نام سے بدینت اور بکری چیز پکاری جاوے حرام ہے۔ بدینت تقرب نہیں بلکہ نیک وغیرہ کا اظہار مقصود ہے تو اس سے مشتق ہے مثلاً شکاری کر کے لئے کوئی پکار کر کہدے کہ یہ غلام کا ہے یعنی اسکا وہ مالک ہے یا اپنے اسکو یہ کہدیا تو اس سے وہ حرام نہیں ہو جاتا کسلے کہ لال لیسہ لیسہ میں تقرب ہی مقصود ہوتا ہے۔

(۴) اگرچہ حلال دنیا کی قید سے ہلکا ناپاک اور گندمی چیزیں جن میں نجاست جہانی ہو یا روحانی سب حرام ہو گئیں مگر ان میں سے ان چار چیزوں کو ان میں زیادہ تر نجاست تہتری

تفسیر سورہ نحل  
۱۔ سورہ نحل  
۲۔ سورہ نحل  
۳۔ سورہ نحل  
۴۔ سورہ نحل  
۵۔ سورہ نحل  
۶۔ سورہ نحل  
۷۔ سورہ نحل  
۸۔ سورہ نحل  
۹۔ سورہ نحل  
۱۰۔ سورہ نحل  
۱۱۔ سورہ نحل  
۱۲۔ سورہ نحل  
۱۳۔ سورہ نحل  
۱۴۔ سورہ نحل  
۱۵۔ سورہ نحل  
۱۶۔ سورہ نحل  
۱۷۔ سورہ نحل  
۱۸۔ سورہ نحل  
۱۹۔ سورہ نحل  
۲۰۔ سورہ نحل  
۲۱۔ سورہ نحل  
۲۲۔ سورہ نحل  
۲۳۔ سورہ نحل  
۲۴۔ سورہ نحل  
۲۵۔ سورہ نحل  
۲۶۔ سورہ نحل  
۲۷۔ سورہ نحل  
۲۸۔ سورہ نحل  
۲۹۔ سورہ نحل  
۳۰۔ سورہ نحل  
۳۱۔ سورہ نحل  
۳۲۔ سورہ نحل  
۳۳۔ سورہ نحل  
۳۴۔ سورہ نحل  
۳۵۔ سورہ نحل  
۳۶۔ سورہ نحل  
۳۷۔ سورہ نحل  
۳۸۔ سورہ نحل  
۳۹۔ سورہ نحل  
۴۰۔ سورہ نحل  
۴۱۔ سورہ نحل  
۴۲۔ سورہ نحل  
۴۳۔ سورہ نحل  
۴۴۔ سورہ نحل  
۴۵۔ سورہ نحل  
۴۶۔ سورہ نحل  
۴۷۔ سورہ نحل  
۴۸۔ سورہ نحل  
۴۹۔ سورہ نحل  
۵۰۔ سورہ نحل  
۵۱۔ سورہ نحل  
۵۲۔ سورہ نحل  
۵۳۔ سورہ نحل  
۵۴۔ سورہ نحل  
۵۵۔ سورہ نحل  
۵۶۔ سورہ نحل  
۵۷۔ سورہ نحل  
۵۸۔ سورہ نحل  
۵۹۔ سورہ نحل  
۶۰۔ سورہ نحل  
۶۱۔ سورہ نحل  
۶۲۔ سورہ نحل  
۶۳۔ سورہ نحل  
۶۴۔ سورہ نحل  
۶۵۔ سورہ نحل  
۶۶۔ سورہ نحل  
۶۷۔ سورہ نحل  
۶۸۔ سورہ نحل  
۶۹۔ سورہ نحل  
۷۰۔ سورہ نحل  
۷۱۔ سورہ نحل  
۷۲۔ سورہ نحل  
۷۳۔ سورہ نحل  
۷۴۔ سورہ نحل  
۷۵۔ سورہ نحل  
۷۶۔ سورہ نحل  
۷۷۔ سورہ نحل  
۷۸۔ سورہ نحل  
۷۹۔ سورہ نحل  
۸۰۔ سورہ نحل  
۸۱۔ سورہ نحل  
۸۲۔ سورہ نحل  
۸۳۔ سورہ نحل  
۸۴۔ سورہ نحل  
۸۵۔ سورہ نحل  
۸۶۔ سورہ نحل  
۸۷۔ سورہ نحل  
۸۸۔ سورہ نحل  
۸۹۔ سورہ نحل  
۹۰۔ سورہ نحل  
۹۱۔ سورہ نحل  
۹۲۔ سورہ نحل  
۹۳۔ سورہ نحل  
۹۴۔ سورہ نحل  
۹۵۔ سورہ نحل  
۹۶۔ سورہ نحل  
۹۷۔ سورہ نحل  
۹۸۔ سورہ نحل  
۹۹۔ سورہ نحل  
۱۰۰۔ سورہ نحل



اور عرب کے شکرین زیادہ تر مثال کرتے تھے مخصوص کر کے حرام ہونا بیان کر دیا اور کلمہ نما جو صر کا نام دے دیتا ہے تو یہ صر انسانی ہے یعنی حلال طیب چیزوں کے مقابلہ میں بائفل بصرحت یہی چار چیزیں حرام ہیں کیونکہ غیر حلال جو طیب سب چیزیں حرام ہیں انھیں میں سے بہہ چار چیزیں بھی ہیں جس کا اس آیت میں ذکر ہوا اور دیگر چیزوں کا وقتاً فوقتاً قرآن مجید نے یا حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اظہار فرمایا جیسا کہ غرضی شراب اور ٹیبلٹ و مندریہ اور درندوں کا کھانا ہوا جانور اور مٹیوں پر فوج کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ جمہیں بھوک کے مارے ہلاک ہو جانے یا سخت بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو جس کا اندازہ تین روز کا فاقہ عام حالت پر قیاس کر کے کیا گیا ہے ورنہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ سات روز میں بھی اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہیں اور بعض کسی مرض یا سجدہ کی حرارت کے سبب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک دن کا کھانا نہ لے تو غشی طاری ہو جانے ان کے لیے وہی حالت اضطراب ہے مگر اس اجازت میں بھی قید ہے وہ یہ کہ باغی اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو جس کے سنے اکثر علما نے یہ کہتے ہیں کہ کھانے میں سدق کھاوے پیٹ بھرنے کا قصد نہ کرے نہ عادی ہو کہ پھر ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ کرے امام ابوحنیفہ اور ان کے اتباع کا بھی یہی قول ہے بعض کہتے ہیں کہ باغی بناوٹ کے متعلق ہے کہ امام برحق سے اٹھنے میں اسکو یہ بھوک پیاس میٹھ لے وے تو اس کے لیے اس حالت میں بھی رخصت نہیں فرض حالت مصیبت میں رخصت نہیں کس لیے کہ رخصت رحمت و عنایت ہے جس کا عامی متقی نہیں اگر کوئی چوری کے لیے چلا ایل بائق کے لیے یا دکان کرنے کے لیے یا ادھی جڑے کام کے لیے پس نہ اس کے لیے حالت اضطراب جسکو بخود کہتے ہیں ان منوع چیزوں کے کھانے کی رخصت ہے نہ سفر میں قصور نماز اور افطار کی رخصت ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے پہلے قول کے موافق عامی کو بھی رخصت ہے کیونکہ مصیبت اور چیز ہے باقی احکام میں تعزیم ہے اس کے بعد فرمایا فان الله غفور رحيم کہ یہ کوئی بھی بات تھی بات تو بری تھی مگر اسکو خدا معاف کر دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ کھانے میں سدق سے زائد اس حالت میں نظر میں کھا یا جانے کا معمولی بات ہے اس لیے غفور رحیم فرمایا ورنہ رخصت کے بعد ان اشیاء میں کوئی حرمت باقی نہیں رہتی۔

(۵) اب جیسا کہ قبل شیا سے بتیجی حکمت رکھتا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ تم جو کچھ موٹھے غیر طیب بہہ نہ کھاؤ یا کرو کہ یہ چیز حرام ہے حلال ہے کس کے اختیار کی طاعت و حرمت خدای کے سپرد ہے۔ جاہلیت میں شکرین اور کلمہ گرد حلال شیا کو اپنے اوپر خدائی عبادت سمجھ کر حرام کہتے تھے ساتھ یہ جو وغیرہ بتوں کے نام سے چھوڑتے تھے انکو بھی حرام سمجھتے تھے بتوں کی عزت و تعظیم کے لیے کیونکہ الیا کرنے میں خدای پرستیاں باندھنا ہے اور خدا پرستیاں باندھنے والے نفاق نہیں باتے انکا آخرت میں انجام بد ہے دنیا میں چند روز سے مزے ہیں اور ایں پھر تو دردناک عذاب ہے ممکن ہے کہ شرع قلیل الزم سے ان کے لئے تنبیہ ہو جو خدائی حرام کی کوئی چیز میں سے نہیں جتنے یا اسکی حلال غصہ کیا کر شکر نہیں کرتے اور پوری شکر گزاری یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے احام و نواہی پر ایمان لائے زبانی شکر کہہ دینا کافی نہیں +

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا أَمْشَرْنَا مَا قَصَّصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا الشُّرْكَ أَنْ يَكُونَ لَكُمْ مِنَ الْبَاقِي ۖ إِنَّ رَبَّكَ لَخَبِيرٌ بِلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

اور یہو دیوں پر چھوڑ دیا وہ چیزیں حرام کی تھیں جنھیں تم کو پہلے بتا چکے ہیں اور چھوڑنا جو کچھ بھی ظلم نہ کیا تھا لیکن ہی اپنے نفسوں پر آپلا کر کرتے تھے۔ پھر آپ کا رب ان کے لیے عَمِلُوا الشُّرْكَ أَنْ يَكُونَ لَكُمْ مِنَ الْبَاقِي ۖ إِنَّ رَبَّكَ لَخَبِيرٌ بِلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

جو بجزی میں جڑے کام کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے تو بھری اور سدھ گئے۔ بیشک آپ کا رب اس کے بغیر عظیم ہے بیشک ابراہیم چیتا اور گورے ہیں۔ وہ خدا کے بڑے فرمانبردار

لِلَّهِ حَافِظًا ۚ وَلَوْ يَكُنْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ لَا شَرَّ لَكُمْ إِلَّا نَفْسُهُمْ ۚ طَاعْتُهُ أَجْتَنِبْهُ ۚ وَهُدًى لِّإِلَهِكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

ایک طرف ہندے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اسکی امتوں کے بڑے شکر گزار تھے خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا اور انکو راہ راست دکھائی تھی اور بننے انکو دنیا میں بھی خوشی دی تھی۔

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

## وَلَا تَقْرَبُوا أَمْوَالَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور وہ آخرت میں اپنی چیزوں میں نہ گنجے

ترکیب علیٰ حتمہ پہنچان ہے من قبل قصصنا سے التفسیر ظنون کا مفعول بحسبہ علمائے متقدمین کا بیان کی خبر سامنے آتا ہے کہ ان کی خبر اول قاضی خزانہ کی ہی طرح حقیقتاً ہی نہ ہے بلکہ ایک جملہ معطوف ہے کہ ان پر ایسی طرح شکار آگئی ہے کہ ان۔

تفسیر یہاں سے وہ عجم بیان کی جاتی ہے جو اگلے لوگوں پہنچی کرشی سے راجع ہوتی تھی فرماتا ہے وعلیٰ الذین عادیتموہم انہم یہود پر بنے وہ چیزیں حرام کر دیں جنہیں جنگ کا ذکر ہے یعنی پہنچے پہلے آپ سے سورہ انعام وغیرہ میں کیا ہے جیسا کہ فرمایا تھا حرا علیہم کل ذی لہف وکل انقض و الغنم حرا علیہم جو کہا کہ پہنچے یہودیوں پر گنہ والا جانور حرام کر دیا تھا گائے اور بکری کی چرنی بھی حرام کر دی تھی یہود پر اشیاء کے حرام ہونے کا مسئلہ تحریم اشیاء کے بعد اس لیے مذکور ہوا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ تحریم تو نعم کی ہے ایک چیز کو خدا نے اشیاء میں کوئی مسرت ہے حکیم نے شفقت سے منع کر دیا وگرنہ یہ لوگ بھی مسرت نہیں بلکہ انکی کرشی کی وجہ سے ان کو ان چیزوں کے استعمال سے روک دیا تاکہ اس ورنش میں ان کو نفس کی تیزی ٹوٹے جیسا کہ روز میں ہوتا ہے مسلمانوں پر جو چیزیں حرام ہوئی ہیں تو توکل کی تحریم ہے ہر خلاف یہودیوں کے کہ ان پر تحریم کی بھی تحریم تھی یہ مسلمانوں پر احسان ہے کہ ان پر تحریم کی بھی تحریم نہیں فرمائی اسکا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ فرماتا ہے یہ یہودی کا ظلم ہے نفس پر تنہا کرشی کرتے تھے اشیاء پر حرام ہوتی جاتی تھیں اور کرشی کے بعد توبہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بقولہ ثم ان ربک کہ جو لوگ پیغمبری میں لگنا دھرتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی ان کے لیے خدا غفور رحیم ہے۔ ایک آیت میں یہ آگیا ہے کہ جو موت تک رستار لگنا دھرتے ہیں اور موت طاری ہونے کے وقت توبہ کرتے ہیں انکی توبہ قبول نہیں کیا تا حال ولید التوبۃ الایہ اس سے یہ بات معلوم ہوتی کہ اگر دہشتگی میں بھی کسی نے جرائی کی ہے اور مرنے سے پہلے اسے توبہ قبول کر لی وہ بھی مقبول ہے جو ہر اہل علم کا اسی پر اتفاق ہے بشرطیکہ جو حضرت علیہ السلام کی نبوت میں کلام کرتے تھے بت بہت ہی کرتے تھے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اس طرح یہودی بھی انکے فائل تھے اور اپنے خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے تو ان میں جو کچھ احکام میں بھی ہوئی اور پاک چیزیں ہر حرام بہتر ان کو مست اور ہنسیدہ سمجھتے تھے اس لیے ان دونوں فرق کے سناٹے کو ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ انکی خیالات ناسدہ کا ابطال ہو۔ پس فرماتا ہے ان ابراہیم اور اولیٰ صفت انکے امتد اسکے چند معنی ہیں وہ ان نہا پیشوا دیں ہونے کی وجہ سے بمنزل امت یعنی ایک جماعت کے تھے مجاہد کہتے ہیں ان پر اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابل میں ہی موحّد تھے اس لیے وہ بھی ایک گروہ قرار دیے گئے یا امتہ بروزان فعلیہ یعنی مفعول جیسا کہ رحلتہ ولجئہ یعنی مقصد (۲) تاننا یعنی حکم کے بعد ار (۳) حقیقتاً یعنی بائلی الاسلام (۴) کہ ایک ایہ وہ مشترک نہ تھے (۵) شاکر کہ بڑے شکر گزار تھے (۶) اجتہاد خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا ایک عالم کو دیکھ کر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہمارے انکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الہ وینا میں بھی وہ پہلے بھولے لاکھ نسل میں برکت دی گئی۔ (۹) دار آخرت میں مقام بلند پر پہنچے۔ اب جو ابراہیم کے رستہ پر ہے وہی ان کا وارث برکات کا مستحق۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ تَدْعُوا لِرَبِّكَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ اَلَّذِينَ اسْتَخْلَفُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ يَدْعُوا لِلْحَمْدِ مِثْلَ مَا دُعُوا ۝ وَكَانَ رَبُّكَ بِمَا فَعَلُوا غَافِلًا ۝

پھر ہم نے اپنی کتاب پر بھی لکھا کہ ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کر جو خدا کے ہر ہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ بہت تو انہیں پر مقرر ہوا تھا جو میں اختلاف کرتے آئے ہیں۔

اور آپ کا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا کریں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کر دینا (یعنی لوگوں کو) اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ









سوال احادیث میں بھی موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے مکان کا بانیہ پوچھا تو شروع کیا اور آپ جب بتلاتے بتلاتے گھر گئے تو حضرت ایل نے بیت المقدس کو اپنے سامنے لاکر حاضر کر دیا۔ اول تو بیت المقدس خاص بنی سلیمانی سے عبارت ہے جو تخت نصر کے حادثہ میں گرا گیا اور پھر جو اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو انطاکیہ کے بادشاہ انیکوس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیش کر دی اور یا پھر اسکی تعمیر ہوئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک نہیں بنی تھی جسکی سرپرستی یسوع مسیح کا نام کرتا تھا جو قیام و دم کا نور تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود و تختینا چالیش برس بعد دم کے قیام و سلطنت کے بعد بنیاد سے لگا دیا اور پھر ایل جلوسا کو بھی اسکی تعمیر کا قصد کیا تو اسکی بنیاد دل میں سے مدتوں تک لگ کے شعلے تلخے تر ہو کر پھر مسیح کے ساتھ ہر سولہ کی کرنے سے قبل الہی تھا آخر وہ تعمیر حضرت عیسیٰ کے عہد تک خراب پڑی رہی وہاں خس و خاشاک و ریل و براڑ پڑا تھا پھر اسکو عرشہ تعمیر کیا یہ بات عیسائیوں اور مجاہدوں کی تاریخ میں بالفاق ملتی گئی ہے پس اپنے نامزد ہاں کو ذکر پڑھی اور اسکی نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے اس عہد کے پیشتر صد ہا سال سے یہی ہو سکتا تھا کہ اسکی نشانات اسکی نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟

دوم جو کچھ ہونے کے بعد وہ لوگ اسکی تعمیر کے کیا معنی معلوم ہو گا اسلام الہی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جنگوں کی بجائے صلح کی بنیاد پر سکنا۔ جواب مجلس جبکہ نام جو وہ علامت کے گرجا بنے یا بدل جانے سے نہیں ملتی گو وہ خاص بنی ہندو تھی مگر اس کے پاس عیسائیوں کے مکانات تعمیر کر کے تھے جنکو وہ عیسائی اور عوام بنی اسرائیل اور بیت المقدس ہی کہتے تھے جنکو تفریش مکہ نے جبکہ وہاں مکہ شہر میں تجارت کے لیے آتے جاتے تھے بار بار دیکھا تھا انہیں تو حضرت مسیح نے مطابق سوال کے بتلادیا۔ رہا اس کا کہیں آپ کے سامنے موجود ہو جائے دیکھ دیکھ کر آنحضرت تفریش کو جواب دیتے اور نشان بتلاتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں جو اس سے یہ امر واضح نہیں کہ ان مکانات کو انھیں لاکو کو کھینچ آئے تھے بلکہ آپ پر انکشاف روحانی ہوا اور تمام عمارت قلعی آنکھوں کے سامنے آگئی آپ توسیلہ سلیمان ہو دیا ہوا تھا مگر وہاں تھے موملی لوگوں کے سامنے غائب چیزوں کی تصویریں اور نقشہ کچھ جاننا ہے وہ چیزیں اس عالم میں کچھ دیکھ سکتے تھے آکھڑی ہوتی ہیں۔ پوری صاحب ایسے وہی تباہی شہادت سے جھکے پڑے تھے۔

(۴۴) جم غصری کی تصویریں سی دیں میں جس جہاں پہنچا اور اس سے بڑھ کر کچھ کہ آسمانوں پر جا نا اور آسمانوں سے گزر کر کرکش تک جا نا اور وہاں باوجود اس جہم غصری کی روحانیت محض سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکماء نے اس کے حال ہونے پر اور آسمان کے غرق و الیام کے حال ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور نیز کوئی اہل ایدیاں حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں ہیں یہ آج کل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ گئے نماز کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہ اور صاحبہ کے قول سے ان اعتراضات کے بچنے کے لیے۔ جواب جم غصری کا ایسی حرکت ہے کہ ان خصوصاً جبکہ اسکی غصرت روحانیت کو بھی لطافت میں بڑھ جائے کچھ بھی محال نہیں بلکہ ازل و زمانہ ربی کی حرکت کو ملاحظہ کر لیجئے اور اسی طرح آسمانوں کا غرق و الیام جن خیالات فاسد کے محال ثابت کیا تھا انکی پوری حکماء اسلام نے علم کلام میں قطعی کھول دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ حکماء بیان اپنے عقلی دھوکوں و سوسوسوں زمین و آسمان کے قلابے لایا کرتے تھے چکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آج کل حکماء یورپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہ ہو تو کیا وہاں پر جو اناجیل و بائبل کو ماننے ہیں نیز ان باتوں کا تسلیم کا ضرور ہے کہ انجیل متوسل کے سولہویں باب انیسویں اور سیسے پڑھی مسیح خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف بڑھ گیا اور خدا تعالیٰ کے دہانے ہاتھ جابھیٹا یعنی حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے۔ اور اسی طرح دوسری کتاب اسلام میں دوسرے باب میں مذکور ہے کہ الیہا ربیعنی حضرت الیاس علیہ السلام اور الیسع بائیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے اس میں بڑھ لیا الیہا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قصیدہ قیام میں اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ اور اہل اسلام تو فاطمہؑ اہل بیتؑ میں دفن ہیں بلکہ وہاں کیا ذکر ہے اور عائشہؓ اور صاحبہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو

حضرت کو اس پیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیسا کہ معاملہ میں ہے)

(۴۷) یہ معراج روحانیت کا کامل غلبہ ہے عبادت و تسبیح کے سبب جس سے روح جسم پر غالب لگی اور حیانت میں ساریت کر گئی اور جسم بھی بمنزلہ روح کے لطیف ہو گیا تھا اور یہ بات اہل کمال پر مخفی نہیں۔

وَإِنِّي أَنَا مُوسَى الْكَتِّبُ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ أَلاَّ يُخَيِّدُوا فَاوْنِي وَكَيَدُوا ذُرِّيَّتِي مَنَحْنَاهُ مَعَ نُوحٍ طَارَاتُ كَانَ  
اور چنے ہوئی کوئی کتاب بنی اسرائیل کے لیے بنایا تھا (میں کہم تھا) کہ میرے سوا کسی کو اس کا رسا نہ بنانا۔ اے نسل! تم کو کتبائے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا ہے شکر  
عَبْدُ الشُّكْرِ وَوَضَعْنَاهُ إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ لِنُفِيسَ دَنِّ الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَنُخْلِتَ عَلَىٰ الْأَكْبَرِ إِذْ أَجَاءَ  
شکر گزار بندہ تھا۔ اور بننے کتاب میں بنی اسرائیل کے لیے پھیرا دیا تھا کہ تم زمین پر دوبارہ فساد کرو گے اور بڑی ہی سرکشی کرو گے پھر جب ان میں سے

وَعَدَا لَهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْنَهُمُ عِبَادًا أَنَا وَآوْنِي بِأَسْ شِدِيدٍ فَنَجَّىٰ سَاقِطًا خَلَّلَ إِلَٰهٌ يَّارُطُ وَكَانَ وَعْدًا مُّقْتَضًى لَّاهُ نَزَرُ دُنَا لَكُمُ  
اول وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے ایسے بندے کھڑے کر دیے جو بڑے اڑنے والے تھے اور وہ تمہارے گھریں میں گھس پڑے اور اللہ کا وعدہ تو لپکا جڑا ہی تھا پھر چنے تم کو  
الْكَتْرِ عَلَيْهِمُ وَأَمَّا ذُلُّكُمْ بِأَمْرِي وَبَيْنِي وَبَيْنَكُمْ أَكُنَّ نَفِيًّا إِنْ أَهْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَإِنْ أَسَاَنْتُمْ فَف  
دشمن بن گئے اور اعلیٰ ترقی دی اور کو بڑی جماعت والا بنادیا۔ اگر تم نے تمہاری کی تو اب یہی ہے کی تھی اور اگر میری کی تھی تو

فَلَمَّا دَفَا ذَا أَجَاءَ وَعَدَا لَهُمُ عِبَادًا أَنَا وَآوْنِي بِأَسْ شِدِيدٍ فَنَجَّىٰ سَاقِطًا خَلَّلَ إِلَٰهٌ يَّارُطُ وَكَانَ وَعْدًا مُّقْتَضًى لَّاهُ نَزَرُ دُنَا لَكُمُ  
پھر جب ان میں سے اول وعدہ آیا (تو پھر دشمنوں کو ابھار دیا) تاکہ وہ تمہارے صفحہ بگاڑیں اور بعد میں میں گھس پڑیں جیسا کہ میں لالہ باگس پڑے تھے اور جس چیز پر تباہی پڑی اس کا ستیا ناس کر ڈالیں  
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عَدُتُمْ عَلَيْنَا فَمَا لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا لَكُمْ فَنَصِيحَةٌ مِنْكُمْ وَتُسَبِّحُونَ  
کچھ دشمن نہیں کہ تمہارا رب تیرے گے اور اگر تم پھر بھی رو گے تو ہم بھی پھر بھی کریں گے اور ہم کو تو سنو کہ تمہارے خدا کا یہی ناکوسا ہے

تَرْكِبُ الْأَخْذِ رَأْسُ الْمِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَسْلَمَ - ان سفر ہے اس چیز کا کہ جس کا کھیلنا کھیلنا تھا (تھی اور وہی ہے۔ کیسا مفعول ہوا) اتھندہ کا اور مفعول ثانی یا ذریعہ ہے والتقدير لا تتخذوا  
ذریعہ میں چلنا کیلئے۔ یا خود نہا لہ۔ اس صورت میں من و فی حال ہو گا کیلئے یا من و فی خود مفعول ثانی ہے۔ اس صورت میں ذریعہ کا نصب مناد ہی صفات  
ہو سکتی وجہ ہے۔ یا یا خال اعنی مرتین مصدر ہے غیر لفظ سے وعدا دلہا اے موعود اولیٰ المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا۔

تفسیر حضرت علیؓ کی بزرگی ذکر فرما کر (یعنی معراج کا ذکر کر کے) بتلانا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے چنے موسیٰ  
کو یہی کتاب یعنی تورات دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی اس میں بڑا تاکید ہی حکم یہ تھا کہ اے نوح اور اس کے ساتھ کشتی میں سوار ہو نہ لو کی نسل میرے سوا اور کسی  
کا رسا نہ جاوے۔ مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے۔

ذریعہ میں حملات کوع فرما میں سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس وقت لوگوں کی شرارت سے انکو غرق کیا تھا اور نوح اور اس کے ساتھ والوں کو کشتی میں خلاص رہی کی وجہ سے  
سچا لیا تھا پھر اب جو تم دنیا میں پہلے ہوئے ہو سب انھیں انعام و نفع کی نسل ہو ٹکونورا بنے بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس خدا کی بھی کہ  
جو اس وقت دنیا پر نازل ہوا تھا جو کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلئے انکا و صف بھی ظاہر کرنا اذ کان عبدًا شکورًا کہ وہ خدا شکر گزار بندہ تھا۔ اب تم کی  
اور اب جو کس طرح سے کفران کرتے ہو غمنا و شراؤ۔ ذریعہ میں حملات نوح میں اس شرارت پر سزا نازل ہوا اشارتاً ذکر فرما کر اس دفعہ کی تفسیر فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل

اور بننے کوئی کتاب بنی اسرائیل کے لیے بنایا تھا (میں کہم تھا) کہ میرے سوا کسی کو اس کا رسا نہ بنانا۔ اے نسل! تم کو کتبائے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا ہے شکر  
عَبْدُ الشُّكْرِ وَوَضَعْنَاهُ إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ لِنُفِيسَ دَنِّ الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَنُخْلِتَ عَلَىٰ الْأَكْبَرِ إِذْ أَجَاءَ  
شکر گزار بندہ تھا۔ اور بننے کتاب میں بنی اسرائیل کے لیے پھیرا دیا تھا کہ تم زمین پر دوبارہ فساد کرو گے اور بڑی ہی سرکشی کرو گے پھر جب ان میں سے  
وَعَدَا لَهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْنَهُمُ عِبَادًا أَنَا وَآوْنِي بِأَسْ شِدِيدٍ فَنَجَّىٰ سَاقِطًا خَلَّلَ إِلَٰهٌ يَّارُطُ وَكَانَ وَعْدًا مُّقْتَضًى لَّاهُ نَزَرُ دُنَا لَكُمُ  
اول وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے ایسے بندے کھڑے کر دیے جو بڑے اڑنے والے تھے اور وہ تمہارے گھریں میں گھس پڑے اور اللہ کا وعدہ تو لپکا جڑا ہی تھا پھر چنے تم کو  
الْكَتْرِ عَلَيْهِمُ وَأَمَّا ذُلُّكُمْ بِأَمْرِي وَبَيْنِي وَبَيْنَكُمْ أَكُنَّ نَفِيًّا إِنْ أَهْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَإِنْ أَسَاَنْتُمْ فَف  
دشمن بن گئے اور اعلیٰ ترقی دی اور کو بڑی جماعت والا بنادیا۔ اگر تم نے تمہاری کی تو اب یہی ہے کی تھی اور اگر میری کی تھی تو  
فَلَمَّا دَفَا ذَا أَجَاءَ وَعَدَا لَهُمُ عِبَادًا أَنَا وَآوْنِي بِأَسْ شِدِيدٍ فَنَجَّىٰ سَاقِطًا خَلَّلَ إِلَٰهٌ يَّارُطُ وَكَانَ وَعْدًا مُّقْتَضًى لَّاهُ نَزَرُ دُنَا لَكُمُ  
پھر جب ان میں سے اول وعدہ آیا (تو پھر دشمنوں کو ابھار دیا) تاکہ وہ تمہارے صفحہ بگاڑیں اور بعد میں میں گھس پڑیں جیسا کہ میں لالہ باگس پڑے تھے اور جس چیز پر تباہی پڑی اس کا ستیا ناس کر ڈالیں  
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عَدُتُمْ عَلَيْنَا فَمَا لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا لَكُمْ فَنَصِيحَةٌ مِنْكُمْ وَتُسَبِّحُونَ  
کچھ دشمن نہیں کہ تمہارا رب تیرے گے اور اگر تم پھر بھی رو گے تو ہم بھی پھر بھی کریں گے اور ہم کو تو سنو کہ تمہارے خدا کا یہی ناکوسا ہے  
تَرْكِبُ الْأَخْذِ رَأْسُ الْمِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَسْلَمَ - ان سفر ہے اس چیز کا کہ جس کا کھیلنا کھیلنا تھا (تھی اور وہی ہے۔ کیسا مفعول ہوا) اتھندہ کا اور مفعول ثانی یا ذریعہ ہے والتقدير لا تتخذوا  
ذریعہ میں چلنا کیلئے۔ یا خود نہا لہ۔ اس صورت میں من و فی حال ہو گا کیلئے یا من و فی خود مفعول ثانی ہے۔ اس صورت میں ذریعہ کا نصب مناد ہی صفات  
ہو سکتی وجہ ہے۔ یا یا خال اعنی مرتین مصدر ہے غیر لفظ سے وعدا دلہا اے موعود اولیٰ المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا۔  
تفسیر حضرت علیؓ کی بزرگی ذکر فرما کر (یعنی معراج کا ذکر کر کے) بتلانا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے چنے موسیٰ  
کو یہی کتاب یعنی تورات دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی اس میں بڑا تاکید ہی حکم یہ تھا کہ اے نوح اور اس کے ساتھ کشتی میں سوار ہو نہ لو کی نسل میرے سوا اور کسی  
کا رسا نہ جاوے۔ مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے۔  
ذریعہ میں حملات کوع فرما میں سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس وقت لوگوں کی شرارت سے انکو غرق کیا تھا اور نوح اور اس کے ساتھ والوں کو کشتی میں خلاص رہی کی وجہ سے  
سچا لیا تھا پھر اب جو تم دنیا میں پہلے ہوئے ہو سب انھیں انعام و نفع کی نسل ہو ٹکونورا بنے بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس خدا کی بھی کہ  
جو اس وقت دنیا پر نازل ہوا تھا جو کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلئے انکا و صف بھی ظاہر کرنا اذ کان عبدًا شکورًا کہ وہ خدا شکر گزار بندہ تھا۔ اب تم کی  
اور اب جو کس طرح سے کفران کرتے ہو غمنا و شراؤ۔ ذریعہ میں حملات نوح میں اس شرارت پر سزا نازل ہوا اشارتاً ذکر فرما کر اس دفعہ کی تفسیر فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل

بطور شہین گوی کے ذکر ہوتا ہے اور تفسیر خالی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسد فی الارض مرتین وتصلح علقہا کبریا فاذا جاء وعدہا لبنا علیکم بما وادنا اولی باس  
شدید فحاسبوا لخلال لہ یا ربہ۔

تفسار قطع کرنا فیصلہ کرنا مستحکم کرنا اور کرنا حکم کرنا۔ مگر یہاں مرقطعی طور پر نکال دیا ہے۔ وعدہا کبریا یعنی اولی المرتین باس قتال ومنہ قولہا لبنا علیکم بما وادنا اولی باس  
اللیث الجوس والجبسان الرد۔ فحاسبوا ابن عباسؓ اس کے معنی کرتے ہیں قتلوا۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں طلبوا من قبیبا ابن قتیبہ کہتے ہیں عالوا واعدوا۔ اخلال  
ہوا لانفرج بین الشئین والکدبار دیار بیت المقدس۔

### بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تواریخ مراد لی ہے اور یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہ بات اول سے  
سننا دی ہو کہ تم ملک میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کرو گے تو تم پر طے سے جنگ اور بندے سلطہ کرینگے جو تمہارے  
گھروں میں گھس گھس کر تمہیں قتل کریں گے۔ اسکے بعد تم پھر مملکت دولت و ثروت اولاد و نعمت میں گنگے مگر تم پھر فساد و شرارت کرو گے تو تم پھر تیرے ایک تہا روم سلطہ کرینگے  
جو تمہارے خدیو کا ڈوگی اور اول بار کی طرح بیت المقدس مکمل کی نویت آوے گی اسکے بعد شاید خلاصہ چہرہ بانی کرے اور جو تم پھر بدی و شرارت کرو گے تو تم پھر بھی پھر تکبیرا  
دینگے۔ مگر بالفصل جہاں لکنا ہے اس توریت کے نام سے ایک کتاب ہے یہ اس صراحت کے ساتھ یہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقرے نکلتا ہے اس  
اصلی توریت میں یہ مضمون ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کتاب کے مروج محفوظ ہے یعنی یہ بات بنی اسرائیل کے لیے ہمنے و فقر قضا و قدر میں لکھی تھی۔ وقال ابن عباسؓ  
وقد اذعنہ فی تفسیرنا علیہم فی الامی علی والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ بحکم محمد بن اسحاق کہتے ہیں تفسیرنا لانی بنی اسرائیل فی الکتاب اے علمنا ہم و اخبرنا ہم فیما یتناہم  
سن الکتاب انہم سیفسدون (معاہم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کتاب الحرمہ کے نزدیک یہی قول قوی ہے اب ہم  
جو آج کل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ انکوال کتاب الہامی مانتے ہیں میں سے کتاب یسایہ (یشیا) اور یرمیاہ (یرمیاہ) اور حزقیل اور یونس اور یوشیا اور عامر  
اور یسایہ اور یحزق علیہم السلام کی کتابوں میں یہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرمایا کہ تفسیرنا لانی بنی اسرائیل فی الکتاب  
اب یہ بات باقی رہ گئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت و بیت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے اپنا سلطان کیا تھا؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ بیت نصر بابل کا بادشاہ جو  
گرا اسکی پڑائی کا باعث جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے خون کا انتقام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کسلے کو بخت نصر کوال کتاب ہو کر کہہ کہتے ہیں  
حضرت یحییٰ سے صد سال پیشتر گزرا ہے۔ اور پچھلے مرتبہ جسے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ہے بعض کے نزدیک وہ شاہ امینوس انطاکیہ کا بادشاہ  
ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنھلی تھی جیسا کہ علی ربکم ان ربکم سے پایا جاتا ہے تو بنی اسرائیل نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت یحییٰ  
علیہ السلام کے ساتھ بھی بڑی بدسلوکی کی تو ان عدم خدا کے موافق خدا نے شہزادہ روم طلیس کو چڑھایا جس نے بالکل سستیا ماس  
کر دیا اسی کے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔

اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لیں گے کہ اس آیت کا مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے  
اور کونسا وقت اس سے زیادہ چہاں ہے۔ و جو سببی و نعم الوکیل۔



نیوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ شاہان نیوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اہلی وطن سے ہجرت کر کے اس ملک یہودیہ یا شام میں آئے تھے۔ اس عہد میں شاید یہاں نیوی کے بادشاہ کی حکومت تھی یا سہو کی تو کامل طور پر نہ ہوگی بلکہ تواریک پہلو میں ہوتا ہے کہ وہ انٹالملوکی تھی۔ اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلہ جنوب مغرب کی طرف چلتے ہیں اور اس مقام کو لیڈان کہتے ہیں تھوڑی دور پہلے چکر مغرب سلسلہ شہر صومر کے دو کوس اتر طرف بحیرہ روم کے کنارہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی چھوڑ شاخیں ہو کر دکن کی طرف جاتی ہیں ان دونوں میں سے مشرقی سلسلہ کا نام ایک موقع پر حرمول یا پھر بعض جگہ کو ہزار لغٹ بلن ہے جس کی چوٹیوں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ دیاوی جلیل کے قریب مشرق کی طرف لے گیا کہلاتا ہے پھر ادراس کے برون ندی کے قریب کوہ جلیل کہلاتا ہے جہاں سے دشمن بلسان آیا کرتا تھا پھر اس کے چکر اسکوہ روم کا پہاڑ اور دیاویوں کی زمین کے قریب اسکوہ مشرق کہتے ہیں جیسے اس کا نام چوٹی کا نام جو ہے جہاں حضرت یارون علیہ السلام نے وفات پائی تھی پھر بحیرہ قفر میں جا کر ختم ہو گیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ جلیل کے پاس کوہ یثور اور اس کے چکر کوہ کرل کہتے ہیں جس کے نامی اسکا باغ ہے یہاں کی سرسبزی اور انواع و اقسام کے پھول ضرب اشل ہیں چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے الیاس علیہ السلام نے جبل کے پہاڑوں سے مقابلہ کیا تھا۔ اس کے اور پورے پہاڑ کے چھ سمندر سے لیکر دیاویہ برون تک یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھ کوس ہے اور سید دکن کی طرف چکر یزرائیل یا اخرائیم کے پہاڑ اور یہودیہ کے پہاڑ کہلاتے ہیں ان میں میں کوہ جرزین بھی ہے جس کی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں سامریوں نے دوسری پیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ میں کوہ صویہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سبقتی یا ایک تعمیر کی اور کوہ صون بھی کہہ پڑتا ہے یہودوں نے اس کو سب کو موزر کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہاں ایک قوم اموری تھی اور صیہون انکا ایک بادشاہ گزرا ہے پھر اسی کے نام سے یہاں نامزد ہو گیا۔

یہ شہر دوسلم کے حمین سی قلعہ یا بیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اڑتیس فٹ بلندی پر واقع ہے اور دیاویہ کے یرون کہ جہاں حضرت مسیح نے صلیب لیا تھا جسکا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی گنگا جلی کی طرح تبرکاً لیا جاتا ہے یہی دوسلم ہے اٹھارہ میل دور ہے اور شہر حبرون دکن کی طرف ۱۵ بارہ میل اور سامریہ شمال کی طرف ۶۳ میل۔ اور دمشق سے یہ دوسلم دکن اور پچھم کے رخ ایک سو بیس پر ہے اور بغداد سے ساڑھے چار سو میل مغرب کے رخ میں ساٹھ کس کے قریب حضرت یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یہ دوسلم سے شمال کی جانب ۳۳ میل اور بند ریافہ کہ جہاں سے پیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تھیں یہ دوسلم سے دکن طرف بائیس میل اور شہر ناصو کہ جہاں حضرت مسیح مہرے آئے رہے تھے جسوجہ سے انکی امت نصاری کہلاتی ہے ستر میل اور بیت اللحم کہ جہاں حضرت مسیح پیداموئے تھے تخمیناً چار میل اور صوملاں سے جنوب و مغرب میں تخمیناً دو سو ساٹھ میل ہے اور کوہ طور و صوملاں اور بند تہ منورہ تخمیناً چھ سو میل اور شہر یروشلم کہ جس کے پاس سے بنی اسرائیل پر وانی کو دھندلے کر کے اتر آئے تھے پورب اور اسکی طرف تخمیناً سولہ میل ہے اور کفیلہ کے قریب جہاں کہ حضرت ابراہیم واسحاق و یعقوب علیہم السلام کو خرابی میں آج کل اس جگہ کہ جہاں یہ مزارات مقدسہ ہیں خلیل کہتے ہیں جو ایک عمدہ شہر آکا ہے۔

یہ ملک شام یا سرہ حضرت سلطان ترکی خلد اللہ ملکہ کے قبضہ میں ہے۔ اس ملک میں مسلمان یہودی عیسائی اترتی جتے ہیں بیشتر مسلمان ہیں اور تقریباً کل ملک کی مادری زبان سیکڑوں برسوں سے عربی ہے۔ زوار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہیں تو سویرے جہاز میں سوار ہو کر بحیرہ



روم کے کسی بندر پر آتے جاتے ہیں وہاں سے گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر ایک رات میں یروسلیم پہنچ جاتے ہیں اونٹ اور گھوڑے کی سواری ملتی ہے۔ اس شہر میں حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلیم سے مشرق کی جانب تھوڑے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے یروسی پہاڑ ہے کہ جہاں رات گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور وہیں سے یہودی آپ کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لینگے تھے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ ہوتا ہے کہ جس کو کدروں کہتے تھے بارش کے ایام میں اس میں زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی میں خشک ہو جاتا ہے۔ اس پہاڑ کے کنارے میں مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تھا جس کو گت مینی کہتے تھے اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی جانب بیت عینا اور بیت قاتا و دوکان واقع ہیں۔

### یادریوں

کی کتاب کے مقامات المعروف چھاپہ رومن مرزا پور ۱۶ ص ۱۵-۱۶ میں لکھا ہے کہ شہر یروسلیم کا بانی ملک صدق تھا جس کا ذکر کتاب پیدائش کے ۱۴ باب ۱۸ درس میں یوں ہے کہ ملک صدق سلیم کا بادشاہ تھا اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا پہلی نام ہے آباد ہونے کے سو برس بعد اس کو یوہوسوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور شہر بنیاد کو بڑھایا اور کوہ صیون پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یابوس نام رکھا لگان غالب ہے کہ یہی نام پہلی نام کے ساتھ شامل کیا گیا یعنی یوسلیم یا فصاحت کے واسطے یروسلیم عیسا کہ آج تک جاری ہے ایجاد ہوا یثیور کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت میں ہے کہ جب یثیور نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اس کے (یعنی یروسلیم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اس وقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یہوسی دونوں نے جلع رہتے تھے۔ پھر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یثیور نے یروسلیم بنایا جس کے فرقے کو سپر کیا لیکن اس سبب اس کے یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد تھا اور یہی یہوداہ نے دوبارہ اس کو فخر کر کے لے لیا تھا اس واسطے یروسلیم کہی بنایا اور کبھی یہوداہ کا کہلایا اور چوتھے قتل و قتل کو ابھی ہیکل کے لیے چن لیا۔ تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دارالسلطنت بن گیا اور کس طرح غرض کا حصہ کہلایا دتی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا نہ سکا اور عید کے ایام میں سب اپنے پر دہی بجائیوں کو بغیر کرایہ کے مکان میں ٹہرتے تھے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلیم سال میں تین بار حاضر ہوتے تھے جو صبح میں عید و عید کے حکم و قبضہ سے رہا ہونے کے یادگار ہیں جن میں قربانی کرتے اور فطری روٹی کھاتے تھے۔ دوسری عید خمیسہ یہ عید مہرے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان میں رہنے کی یادگاری میں کیا کرتے تھے اس میں بتوں اور شاخوں کے جھونڈے بنا کر سات روز بیابان میں رہتے تھے سوم عید نپتنگو سٹ یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی بچا سواں یہ عید مہرے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت پانے کی یادگاری میں منبر ہوئی تھی۔ ان عیدوں میں ہزار بانی اسرائیل حاضر ہوتے تھے جو طے اہل اسلام کہیں حاضر ہوتے۔

القرض یہ شہر اس وقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مہرے کوچ کر کے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں ان کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور ترقی کی حالت میں تھا۔ اسکی شہر بنیاد اور اسکے عمدہ برج اور چھانک حیرت انگیز اور عورت خیر تھے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لئے لائے تھے۔ اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خداتعالیٰ سے خواب میں باتیں کی تھیں اور اسی لیے اس جگہ کا نام بیت اہل یعنی خدا کا گھر رکھا یہی جگہ ہے کہ جہاں خداتعالیٰ کے حکم الہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی تھی یہی مسجد اور یہی شہر ہزار انبیاء علیہم السلام کو قبلہ اور زیارت گاہ بنا سکا قرب وجوارا قبیلہ کا مدفن اور زور و برکات جو اگلی نسل کے لئے

اہل کتاب ایک ایک اسکی وادی بہشتیہ میں دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسکی طرف منہ کر کے دونوں نمازیں پڑھی ہے اور شب معراج میں اسجگہ تشریف لائے ہیں۔ یہ شہر مقدس اور یہی شہر تبرک بارہا عالم بادشاہوں کے ہاتھوں سے برباد و منہدم ہوئی اور پھر بنائی گئی چنانچہ آگے چل کر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کی شہر اور مسجد کا کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

یہود کلم جدید کی شہر نہاہ کا گہر جسکو مسیح ۳۷۱ء میں سلطان سلیمان بن سلم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً دھائی میل کا ہے۔ یوسف مورخ کے دنوں میں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گہر تھا اور شہر تین دیواروں سے گہرا ہوا تھا جس میں سے ایک میں ساتھ دوسرے میں چالیس گز میں چھبیا سٹھ بیچ بنائے گئے تھے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم دیواروں پر قائم کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اطراف میں ایسی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی چنانچہ نصف صبح کی پہاڑی شہر نہاہ کے باہر ہے جو پہلے اندر تھی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنگریے پتھروں سے ٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس میں جا بجا بیچ اور تہوں پر چٹھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ شہر کے سات دروازے ہیں دو شمال کی جانب ایک مغرب کی جانب ایک مشرق کی جانب ایک بالبحر مہلا تھا اور دو دکن کے رخ میں شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں ایک وجہ کو باب اشرقی کہتے ہیں جو شمال و مغرب کی طرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبریٰ جو پورے پچھم جاتی ہے تیسرے ٹھنڈی دیواروں کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تھے انکے سوا سات سڑکیں اور ہیں جو ان سے چھوٹی ہیں جنکے یہ نام ہیں کوچہ مسلمین کوچہ نصاریٰ کوچہ یہودی کوچہ اشرقی کوچہ طایرہ کوچہ مغربی کوچہ باب حوت۔

یاد رہی چارلس ٹیل ایم اے کہتا ہے کہ آخر گت مسیح ۱۷۱۷ء میں جولیٹٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا انکے بیان کو موجب شہر کی شہر نہاہ طویل میں پورب کی طرف دو ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور شمال کی طرف تین ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو چاس فٹ اور دکن کی طرف سے تین ہزار تین سو چاس فٹ ہے۔

اس جگہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد قہقی) اور مسجد کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے ان کے پاس اور بھی مقامات ہیں کہ جو اس طرح عجیب و غریب ہیں

الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب میں اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس مقامات گنوائے ہیں (۱) بیت اللحم کا پچھاٹک (۲) دمشق کا پچھاٹک (۳) افرایم کا پچھاٹک (۴) مقدس استیفان کا پچھاٹک (۵) سنہرا پچھاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہے (۶) مسجد قہقی کا پچھاٹک (۷) غلیظ کا پچھاٹک (۸) صیحوں کا پچھاٹک (۹) آرمینیوں کی خانقاہ (۱۰) ہینس کا قلعہ (۱۱) بنت سبع کا کنڈ (۱۲) حاجی مستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیوں کی خانقاہ (۱۴) کنڈر مکان (۱۵) قبر کا گرجا قبرستان کلیدی (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس انتاکی مسجد (۱۸) بلاطیس کا محل (۱۹) بیت حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانوں کا خیال ہے کہ آپر آنحضرت قیامت میں عدالت کریں گے حج صدر عیسیٰ کے منارہ کا دروازہ (۲۱) الخضرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک و بازار (۲۴) انتاس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروشلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داؤد علیہ السلام کا مزار (۲۹) حام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوا کا کنڈ (۳۲) اس شہر میں تخمیناً تیس ہزار آدمی بستے ہیں جس میں زیادہ مسلمان ہیں پھر یہودی پھر عیسائی اور ارمینی مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں اور عیسائی اپنی خانقاہوں اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کو صیحوں کے دامن میں اور اسکے آس پاس کے نشیب میں۔ اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ

ہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلیم کو سمجھتے ہیں۔

اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں ایک لاطینی دوسری ارمنی گتھر سے شمال و مغرب کی طرف اور لاطینی دکھن و پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ میں ہنزا آدمی رہ سکتے ہیں۔ ارمنیوں کا ایک گریجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور انہیں اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آتے۔ کبھی کبھی ان دونوں قوموں میں علاوہ زبانی بحث کے لاطینی سوئے کی بھی ذہرت آجاتی ہے۔

یروسلیم کے جنوب میں سلوآکم کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چوبیس فٹ ہے۔ یروسلیم میں ملکا انگلستان اور شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جس میں انگلستانی کلیسا کے طور پر عبادت ہو کر اس کے لئے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیوں کی ناراضی سے ہنوز وہ عمارت قائم نہیں ہونے پائی۔

یروسلیم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جسکا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفات کہتے ہیں جس کے معنی یہوداہ (خدا) کی عدالت کے ہیں اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لیے یہود یہاں دفن ہونا سبب نجات جانتے ہیں۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک منبرے ہیں جن میں سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہیں۔

یروسلیم کے جنوب میں ایک وادی گیتوم یعنی بہنم کہلاتی ہے۔ یوسیا بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہاں مالکیت کی پرستش کرتے تھے یہ بیت پتیل کا تھا اور اس کا چہرہ پیل کا سا اور اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے گویا اپنے عایدوں کو گود میں لینا چاہتا ہے یہ بیت پرست یہودی اس بیت کو آگ سے نہایت گرم کر کے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈالتے اور ان کے چلانے کی آواز دہانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے اس عہد میں ان ڈھولوں کے نام سے اسکو وادی توف (ڈھول) کہتے تھے پھر بابل کی سبیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بیت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلط دہاں پڑنے لگا جسکے جلانے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی اس مناسبت سے اس کو بہنم کہنے لگے۔ جس طرح فلسطی ایک بیت واجون کی پرستش کرتے تھے جسکا مچل کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھ پاؤں تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت مخالفت کے نبی اسرائیل نے اون کی صحبت سے یہ بیت پرستی اختیار کر لی تھی۔

قسنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ یروسلیم انی سچ کی قبر پر سے ایک بت جو اپہ قائم کیا تھا اوکھڑا کرواں ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کرایا جو آج تک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور جسقدر عیسائی یروسلیم میں حج کو جاتے ہیں اسکی زیارت ضرور کرتے ہیں۔ اس میں گھستے ہی مجاور ایک بڑا چھدر دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تھوڑی دور آگے بڑھ کر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونوں پر بنی ہے سچ کی قبر بتاتے ہیں جسپر انہوں نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکھا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہو کر حاجی اس گنبد میں داخل ہوتے ہیں جو چٹان میں کندہ ہے یہ مقام سارے چہرٹ مرج سے زیادہ نہوگا یہاں سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی میں حضرت مسیح کی لاش کا رکھا جانا فرماتے ہیں اور اسکی چھت میں بڑے بڑے عمدہ جھاڑ لگتے ہیں جو بادشاہوں کی نذر گزارنے ہوئے ہیں اس مقام میں ابھی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کافر نہیں۔ اس گرجے میں یونانی لاطینی ارمنی عیسائی سب شریک ہیں۔ اور ہر سال وقت مقرر پر سچ کے مصلوب

ہوئے اور زندہ ہونے کا سوا نگ بنائے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔

اہل اسلام وہاں کے کل مقدس مقاموں کو مانتے ہیں بجز اس اگر جا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہے بلکہ یہ مقبرہ یہود اسکریوطی کا ہے جو ان کی جگہ دفن ہوا اور سب کے شہر میں سولی پر لٹکا یا گیا۔

## فصل دوم

اس شہر میں جو سب مقدس اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا تھا جو سب ہی صخرہ کے نام سے نام ہے جو سب مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر کے اسکو لیلیا تو عیسائیوں کے لپیٹ کر لینے امام سے مسجد کے لئے بہتر جگہ دریافت کی گئی اسے سلیمان کی پہل کی اوچاڑ جگہ کو دکھایا اور کہا کہ یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت سلیمان نے پہل بنائی تھی۔ اسی مقام پر حضرت عمر نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہیں زمانہ عرب صلیبے وہاں کوئی عیسائی جانے نہیں پاتا۔ ڈاکٹر پچوٹسن کہتا ہے کہ میں طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کر کے تین بار اسکے اندر گیا ہوں۔ اس لیے وہ وہاں کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی میں ایک ہزار چار سو تنانوے فٹ ہے یعنی مسجد قہلی کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض میں تو سو پچانوے فٹ ہے اس احاطہ میں نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہیں۔ اسی احاطہ کے درمیان ایک سنگ مرمر کا تخت ہے یا چوبترہ جو چار سو پچاس فٹ مربع ہوگا جسکی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چوبترہ فٹ ہوگی۔ اسپر چڑھنے کے واسطے چاروں طرف سے اچھی اور کٹا دہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں چنانچہ مغرب کے رخ تین اور شمال کے رخ دو اور پورب کے رخ ایک اور دکھن سمت دو اور ہر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے۔ اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اسکے بعض پتھر بہت بڑے ہیں جن پر طبع بطرح کی صورتیں تراشی ہوئی ہیں جنسے نہایت ہوتا ہے کہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہیں۔ اس تخت کے ارد گرد بہت سے حجروں سے بنے ہوئے ہیں جن میں موذن اور خدام اور سامان مرست رہتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے چوں چپ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہیں اسوجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسکی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اسوقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہ نہیں پڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ سب اگلے بنی اسی پتھر کو نبوت کرتے تھے یہ پتھر اوڑھ کر جانے کو تھا کہ پھر نبی نے ہاتھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روک دیا پھر حضرت زکریاؑ کو پیشہ کے لئے قائم رکھا (یہ روایات اسلام میں صحیح سے ثابت نہیں) یہ مسجد بہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساتھ فٹ کا ہے اس میں چار باب ہیں باب الغربی باب الاشرفی باب القبلی باب البجۃ ایک دروازہ پر سالبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پہل کے پتھر ہیں سب دیواریں لدا زنی ہوئی ہیں ایک دیوار کے پتھر مرمر کے دوسرے کے بہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر کچھ لوگوں کے لئے جا بجا بنا ہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ میں کوئی کھڑکی نہیں ہے مگر اوپر کے درجہ میں ہر ایک پہل میں ساتھ ساتھ اونچی کھڑکیاں ہیں اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیواریں خشت پختہ سے بنی ہے چہ چاروں طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہیں یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہیں ہوئی۔ مسجد مذکور

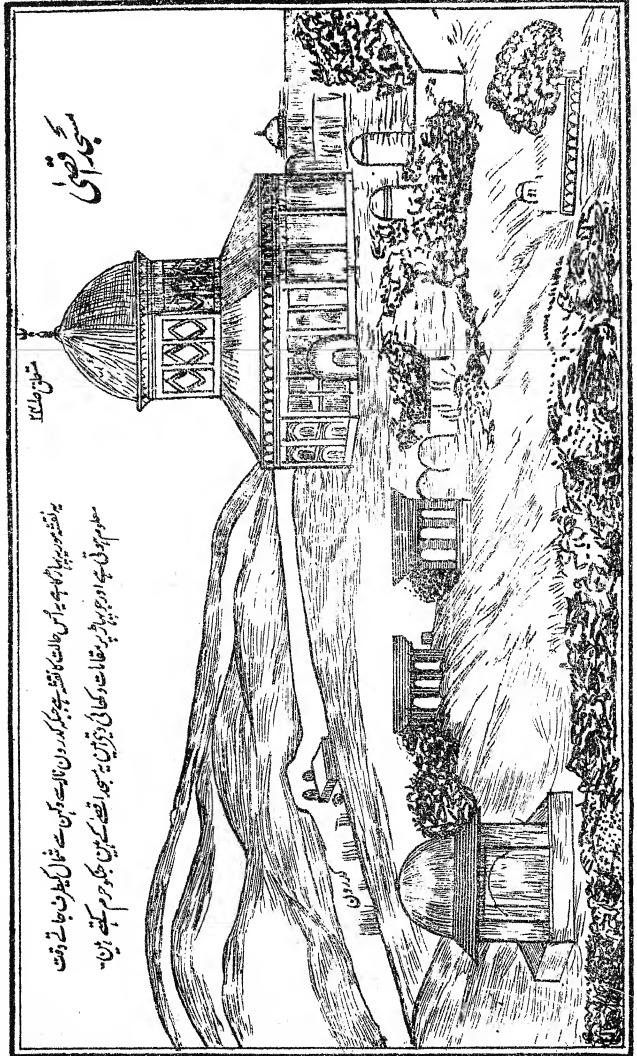
یہ مسجد بہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساتھ فٹ کا ہے اس میں چار باب ہیں باب الغربی باب الاشرفی باب القبلی باب البجۃ ایک دروازہ پر سالبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پہل کے پتھر ہیں سب دیواریں لدا زنی ہوئی ہیں ایک دیوار کے پتھر مرمر کے دوسرے کے بہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر کچھ لوگوں کے لئے جا بجا بنا ہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ میں کوئی کھڑکی نہیں ہے مگر اوپر کے درجہ میں ہر ایک پہل میں ساتھ ساتھ اونچی کھڑکیاں ہیں اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیواریں خشت پختہ سے بنی ہے چہ چاروں طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہیں یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہیں ہوئی۔ مسجد مذکور

میں صخرہ کے سوا چند اور تیرکات ہیں جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم اس سے نکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

ہم بتاتے ہیں پھر ایک سبز پتھر چودہ سو  
تیس گود آہیں سے ایک کیل غائب جاتی  
یہ بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا یہ بھی اہل  
لام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نو  
ہے انتہی مختصاً۔

قی نہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ

یک کھڑکی میں سے شمس لیکر نیچے اترتے  
اس مسجد کی زیارت اور وہاں کرا کر ناپچھڑنا  
ت سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زو  
ن کی طرف سے ملتا ہے۔



مسجد اقصیٰ

سنتین ملکا

یہ نقشہ میرزا کا ہے جس کا نقشہ چھپ کر درکار ہے کہ جس سے شمال کی طرف جاتے وقت  
سولہ ہوتی ہے اور جنوب کی طرف جاتے وقت تیرہ ہوتی ہے مسجد اقصیٰ کے کون کون سے دروازے ہیں۔

لئے نکلے اور وہ جینے سوا جینے کا راستہ  
ہا کے ریگستان میں اس بیشمار بھیر کو لے لے  
س برس کے عرصے کے رستہ ہی میں کم کھپ  
لے وارث ہوئے۔ ان میں یوشع سے لے کر  
یاد شاہ فی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام  
ہم کام یہ تھا کہ انھوں نے بیوی لوگوں کو جو  
کا نام داؤد کا شہر رکھا اور دارالسلطنت قرار دیا۔  
انے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیہ بتلائی  
کہ اسامیہا ہوا اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی بی بی سے ہوا اور اسے اندر سے دروں سپرد

کر اسامیہا ہوا اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی بی بی سے ہوا اور اسے اندر سے دروں سپرد



میں محض کے سوا چاند و تیرکات میں جکڑا لیں اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد علیہ السلام اس سے نکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

اور ایک صندوق ہے جس میں ایک سوارخ ناخنہ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں پھر ایک سبز چھڑی جو وہ تسوہ ہے جس میں اٹھارہ سوارخ نیل کے لالین بنے ہوئے ہیں۔ انکی یہ خاصیت بتلاتے ہیں کہ ایک زمانہ گزر جائے گا بعد ازیں اسے ایک نیل غائب جانی ہے چنانچہ اس میں سے ساڑھے چودہ غائب ہو گئے ہیں اور ساڑھے تین باقی ہیں کہتے ہیں ان کے غائب ہوجانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا یہ بھی اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں خیالات عام ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نوٹے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھروں سے بنی ہے جس سے تمام یرو سلم دکھائی دیتا ہے انتہی مختصراً۔

یہ عمارت حضرت عمرؓ کے عہد کی نہیں ہے بلکہ اسکے بعد بنی امیہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا پھر اور از تعمیرات ہوتی ہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ غالباً سلطان سلیمان کی ہے۔

حال میں محض پچیس سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد میں سے ایک کھڑکی میں سے شمع لیکر نیچے اترتے ہیں نیچے جا کر حضرت سلیمان علیہما السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہاں کا زیارت نہایت ثواب و قبولیت کا کام ہے اسلئے سیکڑوں زوار جاتے ہیں۔ شہر میں حضرت سلطان غلامد ملکہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لئے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جسکو وہاں حکیم کہتے ہیں وہاں کھانا پینا سب کچھ کی معرفت سلطان کی طرف سے ملتا ہے۔

## فصل سوئم

ہیکل سلیمانی کی کیا صورت و ہیئت تھی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے لاکھوں بنی اسرائیل کو ملک شام میں وعدہ الہی کے بموجب لیجانے کے لئے نکلے اور وہ چینیہ سوا چینہ کا راستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور سرکشوں سے چالیس برس کا سفر بن گیا۔ چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان میں اس بیشمار بھیڑ کو لئے لگاتے پہرے پہاڑ تک کہ بحر چینہ آدمیوں کے موٹی اور ماروں اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصیبت میں برس کے عمر کے تھے رستہ ہی میں مکرپ گئے پھر ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک فلسطین فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوئے۔ ان میں یوشع سے لے کر ساؤل بنی طاوت تک ستر آدمی تھے پھر ان کے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قائم ہوئی ساؤل کے بعد سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ یہ موجب قول یوسف مورخ کے حضرت یوشع سے پانچ سو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے انکا پہلا اسم کام یہ تھا کہ انھوں نے یوسی لوگوں کو جو کنعان کی اولاد اور شہر بیتلیم میں رہتے تھے مغلوب کیا۔ داؤد نے یوسیوں کو قلعہ سے نکال کر شہر یروشلم کو از سر نو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دارالسلطنت قرار دیا۔ انہیں بیا با نول میں مارے مارے پھرے کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی و نبیہ عبادت بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب تکریم تالی کر اسکا ناما ہوا اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی ایسی قنات ہوا اور اس کے ابد صدوق شہادت رکھنے کا ایسا کرم ہوا اور قربانی کرنے کا فلاں

مقام ہوا اور اسکے عود سوزا اور دیگ لگات سنہری رو پہلی اتنے اور ایسے ہوں اور اسکے کاہن کا ہر ایک امام فلاں ہوں اور ان کا ایسا لباس ہوا اور خیر کے محافظ اور اسکے اوتھانے والا اسرائیل کا فلاں فرقہ اور فلاں لوگ ہوں جسکی مفصل کیفیت تورات میں موجود ہے جسکو ہم نے بنیاد قلیل ترک کرنا مناسب جانا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ بن مقام سے کچ کر کے جس مقام پر جاتے تھے وہ غیمہ مع ساز و سامان ساتھ جاتا تھا اور ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ نصب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لئے یہی طریقہ جاری رہا جسکی تفصیل یہ غیمہ یا مسکن بمقام سیلا استادہ تھا تو وہیں حضرت سمویل علیہ السلام کی ماں نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سمویل پیدا ہوئے عیسیٰ کاہن کے عہد میں۔ اسی زمانہ میں ہندو شہادت جسکو تاؤت سکینہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں فلسطینوں کے ہاتھ اگیا تھا۔ پھر ساؤل کے عہد میں وہ غیمہ شہر نوب میں قائم ہوا پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے اُس وعدہ کے موجب جو خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کیا تھا اوس جگہ پر استادہ کیا کہ جو زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لئے پسند کر رکھی تھی جس کا کتاب استثناء کے ۱۲ باب ۱۴ ورس اور دیگر مقامات میں اشارہ ہے یعنی شہر یروشلم میں کوہ صیون پر جس جگہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکھا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑا ہوا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کا منشا ہوا کہ میری عبادت کا پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنوں کے قتال و جدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان ہیا کیا تھا اس لیے مرتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی کہ وہ سیلا زوسامان بھی حوالہ کیا اور یہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے یہیکل بنائی۔ اور اُس غیمہ کی عبادت کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنادیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین میں نہایت تشریح کے ساتھ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کے لئے یوسف موصوفی کی کتاب سے کچھ نقل کرتے ہیں وہو ابداً تاریخ یوسف حصہ ہشتم باب سوم۔

سلیمان نے اپنے تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد یہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسیٰ از مصر) سے پانچویں برس بعد اور ابراہیم کے سو چھوٹیسا سے نکل کے ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم کی پیدائش سے کرسبکا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا یہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونے سے دو سو چالیس برس بعد اور چیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد یہیکل کی تعمیر شروع ہوئی۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط یہیکل کی بنیاد کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کھدوا کے یہیکل کی بنیاد رکھی تاکہ مدتوں قائم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ یہیکل ساٹھ ہاتھ عرض اور ساٹھ ہاتھ طول اور ساٹھ ہاتھ بلند تھی اور اسکے اوپر ایک اور مکان بلور یا لافان کے بنا تھا اور اس طرح یہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوئی اور اس کا رخ پورب کی طرف تھا اور یہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا بنایا اور یہیکل کے چاروں طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنائے اور

کتاب اول سلاطین کے باب میں ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لیے بنا کیا طول اوس کا ساٹھ ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ اور بلندی اسکی تیس ہاتھ تھی۔ اور کتاب ۲ تاریخ کے باب ۳ ص ۴۰ در پیش یوں ہے طول ساٹھ اگلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھ اور سامنے کے اُسارے کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے موافق ہیں ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ ان کتابوں کو عیسائی الہامی کہتے ہیں پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھ نہیں کی سمجھ میں آتی ہوگی یوسف کے عہد میں شاید ان کتابوں میں ایسا نہو یا یوسف کو یہ کتابیں نہ ملی ہوگی یا وہ کچھ نہ سکا ہوگا ۲ ص ۴۰

یوسف کا زمانہ

ہر ایک کو پہنچا تھا اور اسی قدر چڑھا تھا اور بیس ہاتھ اونچا اور یہ کمرے زیر و بالا ستر لہجہ بنائے گئے اور انکی ہڈی ہیکل کی نصف ہڈی تک پہنچی اور تمام ہیکل کی چھت سرو کی مضافہ تھیں اور اونچوں سے پانی گئی اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو مڑا دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہو گئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور برکتی ہوئی تھی کہ کہیں حج زندہ معلوم ہوتا تھا اور بالا خانہ پر جانے کے لئے ایک بندہ پارکے متصل بنایا گیا اور بالا خانہ کے کمروں میں کھڑکیاں بنائیں۔ (۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ میں تقسیم کر کے اندر کے درجہ کو چوبیس ہاتھ عرض طول میں یکساں بنایا اسکو ہانی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا اسے مقدس کر قرار دیا اور اس میں سرو کی لکڑی کے دو انڈے لگائے اور سونے کی چادروں سے اسی منڈہ دیا اور اوسپر قسم کی تصویریں بنائیں اور ان کے آگے نیلے دار غوافی و قرصی رنگ کے باریک کنٹاں کے پردے بنائے اور ان کو لٹکا کر اونپر بھی عجیب غریب نقش و نگار بنائے پھر اوس کے ہانی درجہ کے لئے دو کمرے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھ اونچی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی بازو پانچ فٹ نیچے پھیلے ہوئے تھے اور ایک کمرہ کی بازو دو چوٹی ہوئی ہاتھ تھا اور دوسرے کمرہ کی بازو ستر ہاتھ شمالی دیوار سے ملا تھا اور پانچ میں جہد کا صندوق کھا ہیکل کو دکھانے بڑے بڑے کواڑ لگائے اور ان پر سونے کی چادریں چڑھائیں اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سونے کی چادروں سے منڈہ دیا تھا اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی مانند پردے تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا۔

(۴) سلیمان نے ایک کاریگر حیرام نامی مکی سودیہ سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیل تھے یہ شخص ہر کام میں ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پتیل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سکیم سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دستوں اٹھارہ ہاتھ بلند کر چکا محیط بارہ ہاتھ تھا اور ان کے سر پر پانچ ہاتھ اونچے سونے کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کچھ راور سوسن کے پھول بنائی تھی اور ان پر دوسو آواز بنائے اور ان ستونوں میں سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام بوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلاں حوض نصف کرہ کی مانند پتیل کا ڈھلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھ کا تھا اور اس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پتیل کا ایک ستون تھا کہ جیسا کہ قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ فٹ بلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اونکی پشت پر یہ حوض تھا اس کو بجر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لئے دس چوکونے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چار ہاتھ تھی ان کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دستوں کے درمیان ایک ہیل تھا اور دو کے درمیان ایک شہ بہر اور دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قلعے جانور بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن میں سے پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور ہر حوض سانسے تھا۔ اوس میں کاہن لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھو کے (یعنی چھو کر کے) قربان گاہ میں جاتے تھے اور حوضوں میں ان جانوروں کو دھوئے تھے کہ جنکو قربانی میں گزرتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پتیل کی بنائی سوختنی قربانی کے لئے کہ جس کا عرض بیس ہاتھ کا اور طول بھی بیس ہاتھ کا اور دس ہاتھ بلند اور اس کا صرف کے لئے دو بگ اور چھ اور دست پناہ وغیرہ سب چیزیں نہایت عمدہ پتیل سے بنائیں تھیں اور اسے دس ہزار میز و سکر کاموں کے واسطے بنائیں کہ جن پر شیشیاں اور پناہیاں رکھی جاتی تھیں اور دس ہزار شمع دان جن میں سے ایک ہزار شمع دان رات دن ہیکل میں روشن رہتا تھا یہ جنوب میں رکھا گیا اور

۱۷ یعلون را یاشار من عاریج تائش جھان کا بھوٹا قد و راسات لایہ سورہ سبأ۔

وہ سونے کی میز کچن پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ کے درمیان کئی اوباقی برتن اس مکان میں رکھے جوتالیس یا پندرہ سال پہلے بنائے گئے تھے۔ اور پہل کے چاروں طرف تین یا چھ ہزار ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس میں جانے نہ پاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہاں خاص پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔

اور اس دیوار کے باہر ایک غار بنوائے گئے تھے زمین کو بن کر اسکا وسیع ایک دوسری پہل چھوٹی بنیست اس بڑی کے تعمیر کرانی اور اس کے اندر بڑے بڑے کمرے بنائے گئے اور چار دروازے لگائے اور اس چھوٹی پہل کے سامنے دو رنگ دور یہ مکانات کی قطار بنائی اور اس میں چاندی کا طبع کیا۔

یہ پہل مع ساز و سامان سات برس میں بنائی گئی تھی۔ اس کی تعمیر میں سور کے پادشاہ حیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی اور خود سیدان نے اس کام کے لئے بیس ہزار آدمی مقرر کئے تھے کہ جو کہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور ترانے اور یہاں بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جنکو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی باہر واری کا کام اور انہی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ تراش پہل کی بنیو کے واسطے بڑے بڑے پتھر تراشیں اور انکو وہیں درست کر کے شہر میں لاویں۔

جب یہ پہل اور اسکا سب ساز و سامان تیار ہو چکا تو حضرت سیدان نام نبی اسرائیل کو دو ڈورار سے جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑی دھوم دھام سے صندوق مشہادت اندر رکھا جب کہ ان لوگ سب جہیزیں بترتیب اندر رکھے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا پہل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اسکی مقبولیت کا یقین ہوا تب سیدان علیہ السلام نے مسجدہ میں رکھ کے یہ منامبات کی کہ تو آسمان وزمین برو بکر کسی مکان میں سنا نہیں سکتا اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جو وقت بندے تیرے عبادت کرنے آئیں وہاں انکی توان سب کی زندگی قبول کرو اور ان کی دعائیں سن اور ان کی حاجات کو بر لا کر جو تو اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہو مگر جو تجھے ڈرتے ہیں تو انکا زیادہ تر نگہبان دار نہیڑا ہر بار اس کے بعد خدا تعالیٰ کا شکر لیا وہ کیا پھر قربانی پیشا رہا جو ان کی گزرا فی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اتر کر کھل گئے جس سے سب مقبول ہونے کا یقین ہوا پھر تمام لوگوں کو رخصت کیا وہ سب خوشیوں کے نعرے مارتے ہوئے اپنے اپنے شہروں اور گاؤں اور گھروں میں چلے گئے۔

ان کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا نبی اسرائیل کے لیے ہوا ہو گا آج آفتاب اقبال و دولت نصف النہار پر تھا پھر زوال شروع ہوا۔

## فصل چہام

سیدان علیہ السلام چالیس برس حملت کر کے چار نوے برس کی عمر میں جان بحق ہوئے ان کے بعد انکا بیٹا حیرام تخت نشین ہوا اسے شخص اوباش اور بے عقل اور اوباشوں کا دوست تھا قحطی سے ہی دنوں میں اقتدار سلطنت حاصل کر کے یورانیہ میں ہو گیا جسکا ٹھہرہ یہ ہوا کہ بارہ فرخوں میں سے صرف دو فرسخ نبی اسرائیل کے اسکی حکومت میں رہ گئے اور اس کا ایک شخص حیرام نامی بادشاہ ہو گیا۔

اس کے چند روز بعد سیدان شاد و مسرور تھا اور ساٹھ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یہ وسط پر چڑھا آیا اگرچہ شہر کو ڈھایا جاتا تھا مگر پہل کو گرا کر اس کے چند روز بعد سیدان شاد و مسرور تھا اور ساٹھ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یہ وسط پر چڑھا آیا اگرچہ شہر کو ڈھایا جاتا تھا مگر پہل کو گرا کر

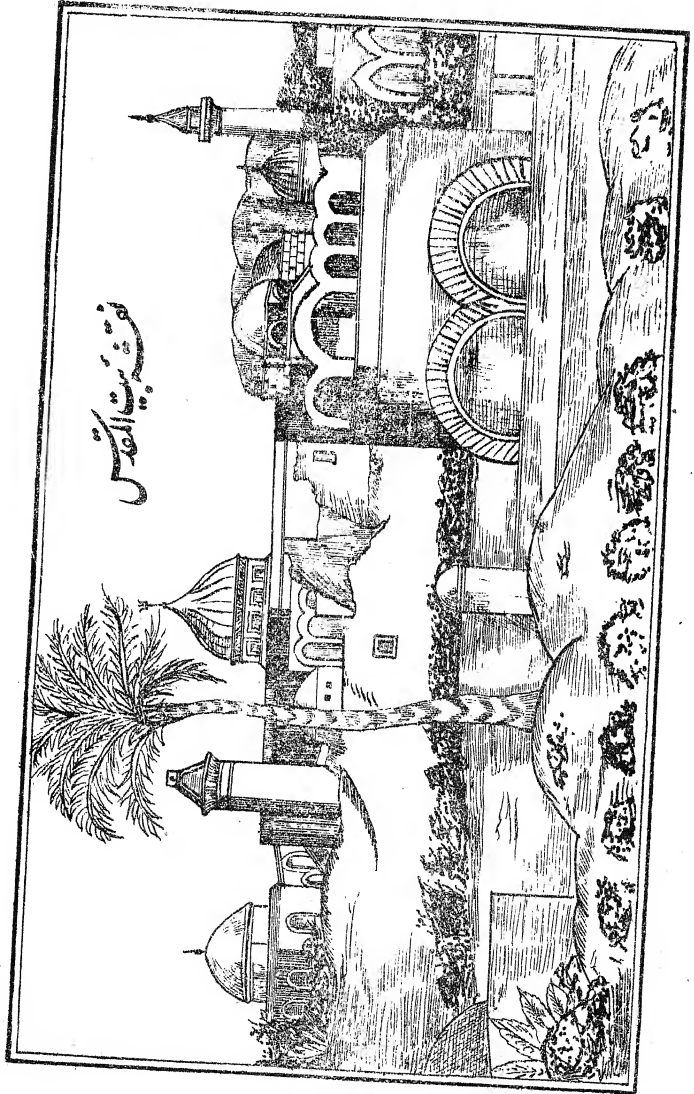
یہ شخص مورخ اپنی کتاب کے حصہ بہرہ میں لکھتا ہے کہ سیدان کے پاس ایسے بھی فخر تھے کہ ان سے دیودن جو جاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اثر اپنے مشاہدہ میں آنا بھی لکھتا ہے یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اور دیوان کے فخر تھے اسات کا استعجاب ان کو ہے کہ جو دیودن و جن کام میں اپنے مشاہدہ میں نہ آئے سے انکا کرتے ہیں جس لئے تاریخی واقعات کی غلط توہمیں کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس تقدیر پر چوتوں سے کام لینا بھی کچھ یوں نہیں جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲۰

گراس میں جب قدر سونے چاندی کا اسباب بے تعداد قیمت کا حساب لے گیا جس کے بعد رجحان نے پیل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت یساک

اور نبی اسرائیل کی دوسری سلطنت  
سلطنت میں ضعف آگیا تھا اور  
دراسی عرصہ میں توریت بھی اور مذہب  
پیر صرف کیا یہ بادشاہ دیر نہ تھا اس کے  
بھی تھا۔ یوسیا کا ملک چونکہ بچ میں  
ہے اس کے بعد اس کا بیٹا ہوا قادیروم  
س میں جلا کر مصر لے گیا اور یہاں جاتی  
تہ یروم پر بیٹھا دیا اور اس کا نام بدل کر  
نوحی مصیبت تھی مگر تک سلیمان کی

پناہ یاج گزرا بنایا اور بہت کچھ مال و  
لام اور اسے تین فریق بھی تھے۔  
ہاں کے ماتم اور دیگر علاقہ میں متلا  
کا حکم دیا ان لوگوں نے چاروں طرف  
ماہر بھیج دیے۔

شہر کو فتح کر کے کیونیاہ اور سکیاں اور  
کے بڑوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر  
مکا واپس لے گیا تھا کہ اس پاس کے  
فرانسی سلطنت کے نویں سال یہ ہوا









[illegible][illegible][illegible]

دارالحدیث اسکندریہ کتب خانہ حنفیہ بنو امیہ بی بی انور ایل پیر براجھران محاسن مقرب حضرت حمید علیہ السلام تھے جو شہر سوسن دار السلطنت

۱۔ غلامانِ کتب  
 ۲۔ درویش و بیکس  
 ۳۔ افسانہ نگار  
 ۴۔ عوامی سائنس  
 ۵۔ دیہ و دارائین  
 ۶۔ بزمِ حضرت عیسیٰ کے  
 ۷۔ (تکریم و احترام) حضرت  
 ۸۔ اپنی قلم  
 ۹۔ جلیقہ کی خوشتر  
 ۱۰۔ کچھ تین سو سو  
 ۱۱۔ کیا تیری اہمیتوں  
 ۱۲۔ کو اہلِ سلطنت  
 ۱۳۔ حق ۱۲ منہ

بعض لوگ اکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یرمیاہ سو گئے تھے اور خواب میں ان کو خدا تعالیٰ نے یہ کیفیت دکھائی تھی۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی موع بھی اس قصہ کے متکرر ہیں اور کہتے ہیں کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تھے وہیں مرے۔

## سکین کی دوبارہ تعمیر

بابل میں شتریں تک یہودی تھے اس عرصہ میں اپنے دینی مستورات بلکہ اکثر اپنی عملی زبان سے بھی ناشائستہ ہو گئے تھے جب شاہان بابل کا ایران کو بادشاہ خشر کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے ٹھینٹا پاسور برس بیشتر خشر شاہ ایران کے حکم سے بیالیس ہزار یہودی جن میں شروع سردار کاہن اور زرو بابل بھی تھے پھر اپنے ملک پہنچ کر روانہ ہوئے اور ان کو تشر لوریکل کی تعمیر کی اجازت بھی ملی اور یہیکل کا بچا کچا اسباب بھی ملا گیا قی یہودی بابل ہی میں رہا اور حضرت خرقیل اور دانیال علیہ السلام بہرینغ تہو گئے تھے بنی اسرائیل نے اگر تعمیر شروع کی مگر لوگوں کی غمازی سے کم ہی سیس نے روک دیا نو برس تعمیر لڑی رہی پھر شاہ داراکے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس میں یہیکل اسی جگہ پر ہی منورہ تعمیر ہوئی فرقہ سامری نے بھی شریک ہونا چاہا مگر یہودی ان کی شرکت سے انکار کیا سامری بھی یہودی تھے انکو اسور کا بادشاہ شاملنر مسیح سے سات سو اکیس برس بیشتر اسیر کر کے لیگیا تھا اور وہاں اپنی نسل غیر قوموں سے مخلوط ہو گئی اور جسکے بعد پھر یہودی تو ملے تو ملے اسلطان قائم کی تھی تب سامریوں نے ایک لاوی کے فرقہ میں سے اپنا کاہن یعنی امام بنا کر اس کے مقابلے میں اپنے لیے کوہ جرزین پر ایک اور یہیکل بنائی ۷ اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم یہ توریت میں جو عیال پہاڑ پر مجد بنانے کا اشارہ ہے (استثنا ۲ باب ۴ ورس) انہوں نے اس لفظ عیال کو بدل کر جرزین بنایا اور یہیکل کے منکر ہو گئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگا اور پھر کلامیق نون کیا قی یا پھر چاچا ایک اسکنڈیر کی یہودیوں اور سامریوں میں یہ مباحثہ پیش ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریوں نے شکست کھائی۔

سامری توریت کے پانچوں حصوں کو تو مانتے ہیں باقی جہر متیق اور جہر جدید مسیح اور کسی کتابک الہامی نہیں مانتی یہ لوگ اب بھی شام میں موجود ہیں الغرض یہیکل دوبارہ پھر اسی طور سے تعمیر ہوئی زور بابل بن سلیمان اور یوشع بن صدق اسکے ہتم تھے اور حجی اور دگر یا بن جہر علیہا السلام آپسے نہر سی دستوں کے موافق وراثت کرتے جاتے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور گاڑی پتھر کی مدد ملتی تھی اور ان ہتلماع کے صوبے ہتاشمر گری سے فرمان شاہی کے بموجب مدد دیتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام بھی مع بہت سا زور سامان اور ایک جماعت کے اگر شریک ہوئے اور حضرت عزیر نے اپنی یاد پر ان دونوں نبیوں کی مدد سے یہود کے لیے ایک کتاب بھی مرتب کی جسکو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت کہتے تھے اور نیز ان کے دین اور رسوم عبادت کا بھی انتظام کیا۔ داراکے جہر میں سات برس اندر یہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنے کو جمع ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد و ستائش گانے لگے تو نو عمر یہیکل کی خوشی میں نعرہ مارتے اور پڑاٹے لوگ قدیم یہیکل کو یاد کر کے زار زار روتے تھے۔

داراکے بعد اسکایا حششاہ تخت نشین ہوا یہ بھی بنی اسرائیل پر بڑا جہر ان تھا اس کے مقرب حضرت نجیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن کی سلطنت

۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





نہایت بے عزتی کی اور ایک ظالم کو یر و سلم کا حاکم مقرر کیا۔

پھر سچ سے ۱۷۹ برس پیشتر شاہ انطاکیہ نے مصر پر حملہ کیا لیکن یہود اس حملہ میں شاہ مصر کو بظرفدار ہو گئے اور شاہ انطاکیہ شکست کھا کر واپس آیا تیرا سننے اپنے پیہ سالار کو حکم کیا کہ یر و سلم کو برپا کر کے چنانچہ اسے اکر قتل عام کیا اور شہر میں آگ دی اور شہر برباد اور دیگر عمدہ مکانات کو گرا دیا لگ بھگ پچیس برس پہلے انٹوکس کو انطاکیہ پہنچ کر یہ یخیلوہ کا ہوا کہ اس کے گوں کو بوناہیوں کے مذہب بت پرستی پر چلا دے چنانچہ اس نے اپنے نائب ہینوکس کو یہودیوں پر جانم مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ جو مذہب بت پرستی نہ مانے تو اس کو قتل کر دینا حاکم نے یر و سلم پہنچ کر چند یہودین کو اپنا شریک کر کے لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کیا اور تمام کتب یہود کو تلاش کر کے کرا کر کے جلادیا اور یہیل میں چوہر کی صورت قائم کی اور جسے اس حکم کی تعمیل کی مسمو قتل کیا۔

## اسمونی خاندان

کا ایک بوڑھا کا ہرن مت نامتھیس اپنی پانچ بیٹیوں کو خا شمعون، ہیروداہ، الیعا دیرینو تان کو لیکر اپنا دین بچانے کے لیے یر و سلم سے بھاگ کر اپنے وطن اور شہر مدون میں آ کر آباد ہوا بھی اس کے خاقان ہیرا نیتوکس کے لوگ آئے اس نے اپنے پانچوں بیٹیوں اور بہت سے دینار یہودیوں کو جمع کر کے جہاد کیا جس میں شاہی لوگ شکست کھا کر بھاگے پھر اس نے بتوں کو توڑا اور بت پرستوں کو قتل کیا سچ سے ایک سو سترھ برس پیشتر۔

اس کے بعد اسکا بیٹا ہیروداہ جس کا لقب مقامیس ہے اس کے قائم مقام ہوا یہودی مقامیس سچ جسکی دو کتا میں مقامیس اول و مقامیس دوم عربانی بنائے ہیں اور یونانی اور سریانی و رومن کے تھو لوک عیسائی ان تک انکو آسمانی کتابوں کے مجموعے میں شمار کرتے ہیں مقامیس نے یر و سلم کو لیا اور کھنڈر شہر کی مرمت کی اور یہیل کی قبروں سے پاک و صاف کیا انٹوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تھوٹے دنوں کے بعد بیمار ہو کر مر گیا پھر سچ و ایک سو آٹھ برس پیشتر مقامیس ایک لڑائی میں شہید ہو گئے اس کے بعد انکا بیٹا یو تان قائم کیا گیا اس نے بھی اپنے بھائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن وہ بھی ریلے کے بادشاہ کی ہاتھ تو شہر پلوئیس میں مارا گیا اس کے بعد انکا بیٹا شمعون سچ سے ایک سو چالیس برس پہلے اسکا قائم مقام ہوا اور اس نے بھی یہودیوں کو غیر قوموں کی حکومت سے آزاد کرانے میں بڑی کوشش کی لیکن یہ بھی اپنے داماد کے ہاتھ سے یر و سلم شہر کے قلعہ میں جیکو کہ کسی جہم سے واپس آ رہا تھا دغا سے مارا گیا۔

اس کے بعد شمعون کا بیٹا یو خا حاکم اور سردار کا ہن ہوا۔ اس نے چند یہود کے صلہ میں پراپنا قبضہ کر لیا اور سامریوں کی ہیکل کو بھی غارت کر دیا اور بہت سے یہودیوں کو انطاکیہ کے مذہب پر مجبور کیا اور روم کو بھی از سر نو پھر عہد ویمان سچ کیا اس کے فوت ہونے کے بعد اسکا بیٹا ارسلو پولس اسکی گدی پر بیٹھا۔

اس نے اگلے زمانہ کی طرح پھر یہودیہ میں بادشاہت قائم کی سیری بابل کے بعد یروشلیم کو پہنچ کر جو یہود کا بادشاہ کہلایا۔ اس نے یہودیوں کا ایک بڑا دھندہ برپا کر دیا تھا اس کے بعد اسکا بیٹا اسکندر جرنیسوس تخت نشین ہوا اس میں جس حکومت کو سچ سے اناسی برس پیشتر انتقال کر گیا ان دونوں میں دیوہودی بھائیوں میں عہدہ کمانت کی بابت جھگڑا پیدا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی اپنی شاہ روم کے پاس بھیجی جو اس پاس کے ملکوں کو فتح کیجکا تھا۔

انہیں دونوں میں رومی سلطنت نے جیسا کہ پانچ شہر انطاکیہ اٹلی میں تھا بڑا نوکر تھا یہ سلطنت کرموں کی اعانت کیا کرتی تھی یہ ہیکر مقامیس نے وہاں اپنے چچھے اور انطاکیہ کے بادشاہوں سے محفوظ رہنے کے لئے اس نئی سلطنت سے اتحاد کیا اس سلطنت رومی نے ڈیڑھ سو برس گزرنا انٹوکس کو دھکا با تو ڈیڑھ سو برس کی فوج نے یر و سلم کو گھیرا لیکن روم سے کچھ بھی مدد نہ آئی اور مقامیس کے سامنے جگ بگ گئے مقامیس خود طے استقلال کے ساتھ اکر شہید ہو گئے ۱۲۸ منہ سچ سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲۸ منہ

شہر مدون میں ایک عہدہ دار تھا جس کا نام تھا ہیرا نیتوکس اس نے ۱۷۹ برس پہلے یر و سلم کو فتح کیا اور شہر میں آگ دی اور شہر برباد اور دیگر عمدہ مکانات کو گرا دیا لگ بھگ پچیس برس پہلے انٹوکس کو انطاکیہ پہنچ کر یہودیوں پر جانم مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ جو مذہب بت پرستی نہ مانے تو اس کو قتل کر دینا حاکم نے یر و سلم پہنچ کر چند یہودین کو اپنا شریک کر کے لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کیا اور تمام کتب یہود کو تلاش کر کے کرا کر کے جلادیا اور یہیل میں چوہر کی صورت قائم کی اور جسے اس حکم کی تعمیل کی مسمو قتل کیا۔

یہ بادشاہ یروشلم پر چڑھ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروشلم کو فتح کر لیا اس لڑائی میں بارہ ہزار یہودی مارے گئے۔ اور اپنی طرف سے ایک ہزار کاہن بقیہ کر لیا قوت سے ملک یہودیہ دم کے بادشاہوں کی حکومت میں آگیا جرنی نوں میں کرومی سرطان ملکوں کی فوجات میں مصروف تھا ایک شخص اور وہی انہی بیڑے میںوں کہ بڑی مذہبی تھی جسکے صلیبیں چوبیس قیصر دم کے بیٹے انہی بیڑے کو ملک یہودیہ کے پاس کے ملکوں کا حاکم مقرر کر دیا جسکے تخت میں یہود کا کاہن یعنی امام یہود کا حاکم بھی تھا۔

سج و پالینس پشیر انہی بیڑے کو مرگیا اور اسکی جگہ ہکا بیٹا ہیر دیس لیا اور طیل کا حاکم مقرر ہوا لیکن ان دونوں میں بیڑے کا کاہن اور حاکم انہی کو جس پہنوی تھا اسنے ہیر و دیس مذکور کی بیانتناک مخالفت کی کہ اسکو شہر دم میں بھاگ جانے کے سوا چارہ نہوا شاہ رجم نہی آکی خانہ دانی خدمات کے لحاظ سے ہیر ہکو یہودیوں کا حاکم بنا کر بھیجا اسپر بھی اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑا پڑا آخر یروشلم کا محاصرہ کر کے اسکو فتح کر لیا اور عیرین یہود دنے شادی کر کے یہود کا بادشاہ ہو گیا اپنی حکومت پشیرین برس تک ہی آسکا آخر عیرین حضرت مسیح علیہ السلام پر پلہ ہوسے (صحیح یہ سب کہ اسکے بعد)

اسنے یہود کو خوش کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرا ما شروع کیا اسطرح کہ جب چھوڑ بیٹھے مگر کچھ توڑ کر بنا چکے تھے تب دوسرے نکالنے کو توڑنے تھے اسطرح پر تمام عمارت نو سرسبے بہت خوبصورت اور خوشنما بن کر مسیح ہی آکھ برل گئے عبادت کے لیے تیار ہو گئی مگر اسکی تکمیل چھیا لسن میں تک ہوئی تھی مسیح کی تیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسیں کام کرتے رہے۔ اور جبکہ دور یہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لئے کافی نہ ہوئی تو پہاڑی کے چاروں طرف بڑا سنگین پشتہ باندھا گیا یہ بہت بلند تھا خدا صمدان کی طرف چہرہ سو فٹ کی بلندی تھی۔ احاطہ کے باہر والی دیوار سی پشتہ پر تھی جسکی بلندی ۵۰ فٹ تھی اور اسی میں لکھ گیا تھا۔ اسکے اندر چاروں طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما کردہ بنے تھے۔ ان برآمدوں میں لوگ بیٹھتے اور انہیں میں صرف اور کہو تر فروش بیٹھتے تھے جو ہیکل کی مذکور بنیاد کو کچھ پیرین فروخت کرتے تھے اور ای جگہ ایک مکان تھا کہ جہاں ٹھیکہ یہودی علم جو رہی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی جگہ ریوں کو مسیح نے اجواب کیا تھا (لوقا ۲ باب ۶) پہلے عیسائی بھی یہاں جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۲ باب ۶)

اس احاطہ کی دیوار میں نو چھانگ تھے اور انہیں اعلیٰ ہونے کو لیے بڑے بڑے زین پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب چھانگ بڑے خوشنما تھے خدا چھاپو رب کی طرف کا چھانگ جو زیقون کی پہاڑی کے سامنے تھا یہ چھانگ عمدہ پتیل کا تھا اسکی بلندی تینتیس فٹ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے۔ بائیں والا احاطہ عام لوگوں کے لیے تھا اسکے اندر ایک احاطہ تھا کہ جہاں صغیر فیوئی جو تین جاکستی تھیں بھی ہوت جیکہ قربانیاں لاتی تھیں اسکے آگے ہر ایلیوں کا احاطہ تھا اور اسکے آگے لاویوں کا جہاں قربانگاہ۔ اور پتیل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکھا تھا خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تھی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑھ سو فٹ بلند اور اتنا ہی چوڑا تھا ہیکل کے اندر ودالان یا کمرے تھے ایک جو قدوس کہلاتا تھا ساتھ فٹ لمبا اور اتنا ہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تھا اس میں نذر کی روٹیاں رکھنے کی میز اور چوڑا جلسہ کی قربانگاہ اور سونے کے شمع دان لکھے ہوئے تھے اس سے آگے دوسرے قدس الاقدس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اور اتنا ہی لمبا اور اتنا ہی اونچا کہ کمرہ تھا اہلی ہیکل کے وقت اسی کمرہ میں عہد کا صندوق رہتا تھا کہ جس میں شریعت کی دو دلوں اور من کا مرتبان اور ماروں کا عصا تھا اس میں بجز ہزار کاہن کے اور کوئی نہیں جاسکتا تھا وہ بھی سال میں ایک بار ان دنوں کروں کے درمیان کتاب کا ایک باریک پردہ پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چاروں طرف ستر بہت کمرے تھے کہ انہوں کے پہننے کے لیے بنے تھے اور احاطہ میں بہت سی ہی قسم کی عمارت تھیں۔ یہ سب عمارت سنگ مرمر سے بنائی گئیں تھیں (تقریباً پوری اسکاٹ)

جیونیکل حضرت مسیح علیہ السلام کو عیرین تھی وہی ہی تھا کہ کسی میں حضرت میم نے ذکر کیا علیہ السلام کے پاس پرورش پانی تھی۔ اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور انکے ہدایت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔



[illegible]

## پیکل کی تعمیر جو پتھی بار

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو انصاف دیا کہ جسکی تفصیل ہے اگرچہ ہماری موجودہ حق دہی بہت کچھ لکھا ہے لیکن ہم مخالفوں کے سکوت کے اسی عیسائی مروجہ ہی نقل کر دیتے ہیں۔

[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴

[illegible]

اسلام کی ملک مالکین کو حکم دیا کہ غلامانہ اور اس کی نسل کے نوادہ تک ان کا حق امتناع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جہد سے آگے روم کے فیصلوں سے پھر یہ کہ ایک احمد شہزادہ اور یہیں اور خوارزمی

نابے تھے جسکا عاقلہ اگر خلافت عرض میں ابوعبیدہؓ نے کیا اور چار بیٹے کو عاقلہ کے سینہ حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا ۱۲

یہی زمین قبضہ کر کے ۱۱۴۵ میں کوٹن پور وادیش کے بہرہ یارو مال کی مالک بن گئی یہی خراب عہد حضرت عثمان غنیؓ کی ہی مال اس کو متصل مسطینین کو کر کے پیشہ ہوئے تھے ۱۲





کہ نہیں میرے ہاتھ سے بال بچوں کو ہاتھ لگاؤں۔ اور اگر تم باپان نہیں لاتے تو خرچہ دو اور ہماری حمایت میں ہنا اختیار کرو اور جو کچھ نہیں مانو گو تو میں تمہارا مقابلہ میں آؤں گا اور تمہارا  
جو اسکی دہ میں شہید ہو گیا اور یہ عزیز کر رہے ہیں تمہارا شہر اپنی اور سہ رکھائیں گے (یعنی بصرہ) تم شراب اور سرور کو عزیز رکھتے ہو وہ شہید ہو گیا اس زیادہ عزیز رکھتے ہیں) اور ہم بغیر تمہارے  
یہاں نہیں ٹینگے۔ شدت میں سلاطین نے عینہ تک شہر کو گریز کر دیا۔ آخر پادری شہر کو نہیں صلح کی شرط کو منظور کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہ پر اسکی خلیفہ کو سوا کر کیا پھر نہیں کیا گیا  
خلیفہ کو لیا کہ شہر کا دینا ایک آئی ہو موقوف کیا پھر حضرت علیؑ کے مشورہ سے خلیفہ کا جانچی قرار پایا۔ انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کر کے لے کر تھا مگر سادگی اور پارسداری  
مذہب اور خیر سچے اسباب سامان دنیا پر زوال کرنا ہے جیسا کہ قدر سے بیان کرنا مناسب ہے۔

میں ابلی صاحب کے بیان کو موافق لکھا ہوں جو قصاصتاری خلیفہ نے اول مسجدیں نماز پر طبعی اور عذریات کرنے مزار رسول مقبول صلعم کے حضرت علیؑ کو اپنی جگہ پر مقرر کیا اور چند فیقوں کے  
ساتھ باہر نکلے جو تھوڑی سی فورتوں اور ٹھیکوں کے لگنے کے واسطے ہر سو راہوں اور پھیلے ساتھ پو ایک حج کو ستونوں سے بن کھڑے تھے اور کچھ طباقی اونٹنوں کے پیچھے باندھ لیا اور پانی کی مشک اور گندے  
رج جگہ کے کو اور تیرہ ہاں حج کی نماز پھر پھیلے اور ہر ایسوں کو بھل کر کے خالی کی جھونکا کرتے کہ اتنے ہم کو لہرہ رہا اور گاہی کو پچایا اور باجمہ جنتی اور بھانوں پر فکا لیا کہ تم اسکا  
شکر کرو۔ جو شکر کرتا ہے وہ خدا کی تعریف ہے اور پھر طریقی ستونوں کے پھر بڑی فیاضی کو ساتھ پڑھا جو کہ ساتھ کھاتو۔ ہی سفر میں ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسے وہ بہنوئی شادی  
کر رکھی تھی اپنے ایک ترک کرنے کا حکم دیا پھر ایک شخص پر پڑا ہو پیش کیا گیا کہ اسکی عیاشی کے لیے اس شخص کیا۔ اور کئی ایک باجگراؤں کو وہ صیہ میں بیٹھا دیکھا اپنا رحم فرما کر کافی ہی اور چھوٹی  
اور ہلکائی کی ملکوں نا تیک کی جتنے ہر کوڑے پیچھے تھے وہ الیکٹرک بلے کیا گیا۔ اول ایک مٹی وان کو تھیں زمین پیچھے گئی تھیں قم (رضاعی) پادروں کو لگا ان کو گولگ نیز مداسما فی مقابلہ  
کرنا ہر فائدہ جو اس کے رسول نے حکم پایا کہ حکم ویا ونا بعد ہی کو عمل میں ہیں اور ان وصاوت کی ترقی ہو گئی تھوڑے دنوں میں سبطانوں پر اپنی شہر کو غلبہ ہو گا اور انکی حکومت مشرقی و مغربی  
پہنچان لگی ان کے بعد شہر باصلع منظر ہو گیا اور شہر کو دروازہ کھول دینے کے خلیفہ اور شہر نصاری بائیں کرتے ہوئے نہیں وہل چکا اور عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کو حکم دیا ایک نہایت  
عمرہ مسجد تعمیر کرانی گئی خلیفہ دن روز مقام کر کے وہاں سے مدینہ کو واپس لکے۔ (مختصا انبیا اسلام) یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہو کر طبع ہوئی ہے۔

## فصل ششم

حضرت عمرؓ کی نبوتی ہوئی مسجد متون کا قیام ہی اور ملک شام اور شہر مدینہ بھی ہمدلی سے ایک مسلمانوں کو قبضہ میں ہے اور انصار اہل عیشت ہو گیا اسی وقت اس رض مقدسہ پر دوقبیلہ ہمدلی کی  
حکومت ہی کی کسی اور کی خلفاء ابوہریرہ کے بعد شام کے شہر دمشق اور معاویہ کا پایہ تخت قرار پایا اور جرحہ تنگ کیے اور دیگر نبی امیر کو بادشاہ چھوڑ کر لے بن حضرت جابر بن عبد  
کی اولاد میں سلطنت کی خلفاء عباسیہ ناموں شیعہ مدون رشیدہ غیر نے اپنی عمر میں پر کپے اور ملک بھی باخت کر لیو تھے انکے ہمیں شہر بغداد دار السلطنت تھا ایران عرب شام  
اور دیگر بلاد کے ماتحت تھے۔ ۱۹۰ ہجری میں ملک شہر میں ایک شخص نے ہمدی و خلفاء عباسیہ کی برخلاف اپنی خلافت قائم کی تھی یہ ہمدی پادشہ کو امام حسینؑ کی اولاد میں شہر کرنا تھا اور کچھ  
بڑے بگڑے انکے خاندان میں بھی چودہ خلیفہ قائم ہوئے انکی سلطنت پانچ سو ستھ ہجری تک ہی انکا اخیر خلیفہ عاصم الدین لندو محمد عبداللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین  
یوسف بن ایوب کے ہاتھ ہی ہوا جو انکی ماں اگر وزیر ہو تھا۔ سلطان مذکور نے اپنی شہر کوہ کو ساتھ سلطان نور الدین محمود شاہ شام کی طرف سے جو متحفظین سلطان بنی ہجو قیہ میں تھا اور  
جہ بیک کا حضرت عمرؓ کے شہر پر تسلط کا پڑ کر انکے اور کوئی دہ نہیں کھٹکا اتنے آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ عمر کے اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابوں میں درج کیا اسکو وہ سب لکھا اگر کسی  
شخص نے کچھ ایسی چیزوں یا مقلدہ کو مدینہ شہر پر کر کے میں امن و عافیت ہے اسلئے اتنے حضرت عمرؓ کو بلایا ہمارے موشوں کی جگہ قابل ہیں اور لوگوں کا اور خاص طریقہ کچھ شہر شاہ سے حضرت کو دیکھنا  
اور سلام کرنا اسکو وہ یہ ان چاروں اخیلوں کے سوا عیسائیوں کے ماں اور بھی بہت سی انجیل میں کہ جنکو گودہ ۱۰۰۰ ہجری میں تو نہیں سمجھتے کہ نام کو بہتر لکھتے حدیث کے اور شہر کے جتنے تھے غایت  
انہیں بدوستان دیکھنے والے ہوں گے گودہ و دیگر کتبہ جو یقین سے بھی حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا ہرگز نہ ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ کتاب ملائی حدیث اسلام کے ۳ باب ۱۲۰۰ جلد ۲۰۰ اکابر جمیل  
اور کتاب قبل ۱۰۰ باب ۴۰۰ میں اس نے عیسیٰؑ کے متوجہ پیشوا اور جلالہ میں مصعب بھی تھے جیسا کہ اسکل زفر شہنشاہ کے پادری اور انکے موقع میں ان میں ایک قسم کی سادگی اور دینی بھی تھی ہمدی

بیت المقدس چھوڑ کر  
بکرا لے گئے۔  
حضرت عمرؓ کا سفر  
کس وقت سے ہوا  
اس کا نام ابھی  
معلوم نہیں ہے  
نیز ان کے سفر  
میں ان کے ساتھ  
اس کے ساتھ  
ایک سفیر بھی  
تھا جو ان کے  
خاندان کے  
لے کر تھا  
جو ان کے  
میں تھا

[illegible]

## حرب الصليب

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کو عیسائی جوئی جوق کیا کرتے تھے ان میں ایک شخص پیڑ نامی انیس صوبہ پکاراڑی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوٹاہ قد حقیہ صومرا تھا شاید ستر و باں مسلمانوں کو ہاتھ کی پہچان تکلیف پائی ہو اسنے وہاں کے بڑے پاوری و سنکایت کر کے کہا کہ اگر تم شاہان یونان سودہ کیوں نہیں مانگتے اس کو کہا وہ عیش و غفلت میں پڑے ہو ہیں اسنے کیا ہو سکتا پیڑ نے کہائیں شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہوں پیڑ وہاں سے چلے اور ابن ثمانی اس زمانہ کے پوپ کے پلے ہوئے وعدہ کیا کہ میں مجلس عام میں اسکی تحریک کر دوں گا مگر اسنے عرصہ میں تم منادی کرتے پھر حضرت مجتہد مانہ صومرا بنائے کے ایک گدھے پر سوار ہو کر اور بہاری سنی صلیب لیکر تمام خاکاں فرانس اور اطالیہ میں منادی کرتے پھر نے لگے شاہ راہوں گر جا گہروں میں جہاں وہ عطا کرتے زوار کو بھی تکالیف بیان کرتے لوگ شکروہ و توجہ سپر حضرت اعظم کی چھپکین اور کہیں اور لے لے لے انساوہ و حضرت عیسیٰ اور مریم کی دُعا کو دینا اور یہ بھی غضب کرتا تھا آخر ملک فرانس میں نومبر مہینے ۱۸۷۰ء میں ایک مجلس جمع ہوئی جس میں بہت نامور سردار اور مشہور امیر بھی آئے اٹھہر مجلس ہی لوگ پہلے ہی سو پھر دی ہوئی تھے اور اس جہاد کا ثواب شستے ہی شیخ اوٹھے کہ ہاں ہی ہئی خدایان ہی مرضی خدا کو ساتھ لایہ کو کشی جمع ہو گیا جس میں سارا ورش ہزار دی ہوئی تھے اس لشکر کا سرخ لباس اور صلیب نشان تھا لشکر کے جسکی تعداد لاکھ تھ

اول حمل  
بروید

زیادہ تھی اور جو جو لوگ ان میں شامل ہوتے گئے ہنوز ملک شام میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ سلطان سلیمان نے مار مار کر ان کے چھوٹے اور ڈاڑھے لاکھوں آدمی کو ہلاک کیا  
 واپس جنگ کی یادگاری میں لگا دیا گیا کہ سر لشکر اور بھی تیار ہوا تھا جس کا سپہ سالار فرانسسی شہزادہ بھی گاڈفری تھوٹاں تھا اس لشکر نے جاکر بیروٹ کا محاصرہ کیا آخر جنگی  
 رسالے و پٹنیں شہر میں گھس گئی اور دنگی کوچوں میں مسلمانوں کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس میں جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزین تھے قتل  
 کیے گئے ہرگز نہ مسلمان رو کر امان امان نہ بکارتے تھے مگر ان ہزار عیسائیوں کی مدد کی بدنامی تھی ہاں عرصہ کا نشان اڑنے لگا کہ اتھو ایک ہزار تین سو عیسوی  
 میں ہوا کہ چھ تین سو ہزار مسلمان تو شہید ہوئے مگر بچا رہے یہودی بھی اپنی عبادت گاہوں میں قتل کئے گئے گاڈفری اول ہی سال میں مر گیا مگر تھوٹاں نو برس  
 تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ ہوا۔

واضح ہو کہ یہ سب جوری میں یوسف بن ابن خازمی نے جو ملک شام بن ابی اسلان کا امیر تھا ملک شام میں کر شہر طرہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے دربار سے  
 جھین لیا تھا پھر شہر میں خلیفہ مصر نے رفق کے بیٹوں ایغازی اور عثمان سے جھین لیا پھر اس جنگ تک مصریوں کے پاس ہا ابو الفدا سلیمان جس نے  
 پیڑ کے لشکر کو تہ تیغ کیا تھا قلعہ میں سوتلی کا بیٹا جو قوتیہ دیکر بلا در دم کا بادشاہ تھا وہ شہر جوری میں ایتر چھاڑا دھانی سلطان تاج الدلائش بن ابی اسلان  
 کی جنگ میں مارا گیا (ابو الفدا) اس کو قتل کرنے میں مستطہ مصری خلیفہ فخر الدین تھا اور یوسف بن ابی اسلان محمد بن ملک ایتر چھا لیا تہ تیغ کرنا چھڑا تھا۔

### دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تھوٹاں تیس برس بعد جب عیسائیوں نے یہ سنا کہ فرات کے اس طرف جو عیسائیوں نے ایک بڑا قلعہ مسلمانوں کو روکنے کے لیے بنایا تھا اس کو رنجی امیر  
 رسول نے لیا تو ان کے دلوں میں پھر عداوتی آگ کا شعلہ پھڑکا اور اب پڑ گیا کہ یہ نارڈمادی کرنے لگا آخر اس نے کجس ہفتم فرانس اور کان رڈجینی کو متفقہ کر لیا  
 یہ دونوں بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ترکی کے رستہ قسطنطنیہ پہنچے۔ منوئل شاہ قسطنطنیہ کی بدسلوکی سے انہی طاقت گھٹ گئی آخر کیدوشیا کے پہاڑوں میں  
 انہوں نے سخت ہزیمت مسلمانوں سے اٹھائی اور بڑی بڑی عسبیت بڑھ گئی اور واپس آئے۔

### یسرا حملہ

شہر جوری میں سلطان صلاح الدین یوسف بن ابی اسلان نے عیسائیوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول  
 طریقہ پر ہفتہ کے روز پانچویں ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیوں نے شکست کھائی جس میں فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان  
 کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا۔ اسکے بعد شہر ملک کا محاصرہ کیا اس کو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ  
 شہروں کو فتح کرنا ہوا خاص بیت المقدس کی شہر پناہ کا بھی اگر محاصرہ کر لیا سرنگین لگا دیں اور شہر پناہ کو اکھڑ کر پھینک دیا فرنگیوں نے  
 اس چاہا کہ اس طرح تم نے اس کو بوز و شمشیر فتح کیا تھا میں بھی اس کو اس طرح فتح کروں گا پھر فرنگیوں نے ایلچی بھیجا کہ تم بہت ہیں تم تھوڑے امن دو  
 ورنہ تمنا کیا کرتا ہوں تو کر لڑیں گے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر اس دیتا ہوں وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم میں سے دس دس دینار (اشترنی)  
 اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیوں نے اس شرط کو منظور کیا اور  
 بروز چھٹنہ ۲۰ رجب کو بادشاہ شہر میں داخل ہوا اور سلطانی لوگوں نے عیسائیوں سے دروازوں پر جزیہ وصول کرنا شروع کیا آخر فیوں  
 کے ڈھیر لگ گئے اور فیصل پر اسلام کا جھنڈا لٹا کر دیا گیا تمام عیسائیوں نے اسی طرح کے قید پر ایک مایوس ہوئے کی کڑی کر دی تھی

ابو الفدا  
 سلیمان  
 کا بیٹا تھا

مسلمانوں نے فخر اسد کرپٹ کر کے اسکو جب اکھیر کر پھینکا تو عجب خوشی کا شور غلغلہ تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا اور عیسائیوں میں بڑے پینے کا نسل تھا۔

شہر فتح کر کے سلطان نے پھر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرا دیا اور جانب غربی میں جو ایک کمرہ بنایا تھا اسکو گرا دیا۔ نور الدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر طلب میں اس نیت سے بنوایا تھا کہ اسکو بیت المقدس میں رکھوں گا سلطان نے اسکو منگا کر مسجد میں رکھا اس بادشاہ نے عیسائیوں کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے امتیصال کیا بلکہ حوالی مصر سے بھی۔

جب یورپ میں یہ خبر پہنچی تو پھر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا کاپٹل آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خوشنوار فوجیں لے کر بیت المقدس پر چڑھ آئے۔ مگر بیسولم میں جانا نصیب نہ ہوا صرف حکام میں گئے جہاں ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ طرفین میں بڑی لڑائیاں ہوئیں آخر سب پس ہوا کر بھاگے اور تھوڑے دنوں کے بعد حکم بھی سلطان نے فتح کر لیا۔ اس جنگ میں صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہے کہ آج تک کوئی اپنے مقابل کے ساتھ نہ لگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور ان کے لشکر جو ہمارے ہو گئے تھے ان کے لیے برف اور آٹا اور دیگر سامان ضروری بھیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہو کر مجھے لڑو کہیں تمہارے دلوں میں ان باقی نہ رہ جائے۔ آخر سب شکست کھا کر پریشان ہو کر اپنے ملکوں میں واپس گئے اسی سال شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تھا صلاح الدین غازی کے مرنے کے بعد پھر عیسائی دینداروں کے دلوں میں جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

## چوتھا حملہ

سن گیارہ سو پچانوے سے لیکر ستانوے عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا ششم مہری نے اپنے لشکر کے تین حصہ کر کے ارض مقدسہ کی طرف روانہ کیے اور پہلے جمع ہو کر پڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینوں سے شکست کھا کر نہایت بدحوالی کے ساتھ پس پاموے۔

## پانچواں حملہ

سن ۱۱۹۰ء سے لیکر سن ۱۲۰۰ء میں اور ہوا پاپا انونٹ نے جہاد کے احکام بھیجے اور نو لک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وہیں کر رہے تھے جہاد کرانے کیے مگر جب اسکی اجرت نہ دیکے تو اسنے اسے اسکی عوض میں شہر صدارت فتح کرا دینا چاہنا پھر فتح کر دیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اوجھ پڑے جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ انکا سفیر یہیں تمام ہو گیا اور واپس چلے آئے ۱۲۰۰ء میں ملک فرانس میں اسٹیفن نامی ایک جرواہنے کا لڑکا بھی وعظ اور لہام اور تائید غیبی دعویٰ ہو کر نکل مچا پھرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ بارہ برس کے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہو گئے اور فرسے مارتے ہوئے بیت المقدس کی طرف چلے جو رستہ میں کچھ ڈوب گئے اور کچھ غلام بنا کر فروخت کئے گئے اس طرح جرمین میں سے بھی لڑکوں کے دو لشکر چلے تھے جو راستہ ہی میں مفقود و بخر ہوئے۔

یہ خبر سن کر گوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک المل کو یارینا کر دس برس تک یہیہ شرط کھولنی کہ یا فرستے لیکر تیس ہتک فریڈرک مالک ہر مگر با دہی اس سے ناخوش ہو گئے اسلئے پیارہ بہت جلد اٹلی واپس چلا آیا۔

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اسنے دینیت کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار شہرہ اعراس میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقریں ٹیلا والا جا رہا ہوا کہ فرانس میں آیا۔

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا مسئلہ میں مصر اور حبش فتح کرنے کے لیے لوئیس توحش ہی میں مر گیا اور اڈورڈ عاتر تک آیا تاہم کے مسلمانوں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا گر عاتر میں زخم کھل کر پھیلے پاؤں انگلستان بھاگ آیا۔ یہ شہر عاتر جو عیسائیوں کا مرکز ہو گیا تھا اسکو سلطان فیصل نے آگیا اور قریح کر کے ساٹھ ہزار عیسائیوں کو قتل کیا باقی کو غلام بنالیا۔

۱۔ مسلمان اندونو باہمی قتال و جدال میں مصروف تھے جبکہ عیسائیوں کو چڑھائی کی جرات ہوئی اور تخمیناً دو سو برس تک بار بار حملہ کرنے رہے وہ بھی ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہو کر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کا فوجیں بیگیٹیاں وغیرہ کے زور شور ساتھ کہ الامان الامان اوپر مغرب کی طرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقع پر اسلامیوں کا نیست و نابود اور یہودی طرح مبتذل ہو جانا قرین قیاس تھا مگر یہ اسی وعدہ الہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی اور جنگلہاں کے بوڑھے بعد سے اسکی نسل میں اسلام آیا ادھر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جسنے یورپ کو فحشاء دکھایا اور ان کے دلوں سے حملوں کی ہوس نکال دی لعل محمد۔

صلح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانوں کے ہی قبضہ میں ہے کچھ کل گویا بیڑوں کا پھر اقبال نصف انہا پر ہے اور صنعت و حرفت اور عیاری اور ہوشیاری میں بھی طاق ہیں آلات حرب ضرب میں بھی ضرب اشل ہیں اور سب کے دلوں میں بیت المقدس لینے کا ارمان بھی ہے باوجودیکہ مسلمان ان سب باتوں میں اسے بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر پھر بھی بیت المقدس اس کے حقیقی وارثوں اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے یہ بھی ایک قدرت کا کرشمہ اور اسلام کے منجانب اہم ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱



رَأَتْ هَذِهِ الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِي هُوَ أَقْوَمُ وَيُنِيرُ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَصْلَحُونَ الصَّلَاةَ لَكُمْ أَجْسًا كَيْسًا ۖ وَأَتَاكَ الذِّكْرَ

یہ کہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں اور نیکوئی دینا ہے کہ ان کے لئے بڑی اجر ہے اور یہ بھی کہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ وَيَذِخُّ الْإِنْسَانَ بِالْشَّرِّ عَذَابًا بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۖ وَجَعَلْنَا

قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے جہنم دیکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان بڑی ناگھٹنے جیسا کہ وہ پہلائی لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے اور ہے

الْبَلَدِ ۖ وَاللَّهَارِ أَمِينٍ ۖ فَهَؤُلَاءِ أَلْيَسَ الْآيَاتِ ۖ وَجَعَلْنَا آيَةَ الْتَهَارِ مُبْصِرًا ۖ لَّا تَسْتَفْقِي أَفْهَامًا ۖ وَمِنْ رَبِّكَ وَفِيكُمْ لَعْنَةُ الْعَالَمِينَ ۖ وَالْحَسَابُ

رات اور دن دونوں نے بنا دیے ہیں پس رات کے منور ہونے کا منور ہونے کے لئے ظاہر ہے کہ اس کے لئے عذاب ہے اور اس کے لئے عذاب ہے اور اس کے لئے عذاب ہے

وَكُلُّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۖ

اور ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے

ترکیب

لغوی الی الاموال والاطریقہ الی ہی اقوام الحالات والاطریق - یہ یہدی کا مفعول ثانی ہے ان ایوان مفعول پیشہ کا یا اسکی تفسیر عار و سے یہ عوڈ بالشرع و عار بالظہر و  
مضاف الی الفاعل والتمذہب بیللسا لشرنا بالمال او بنی اسبب - وکل شیء فصلنا مفعول کا مفعول چونکہ تفسیر یہ فصلنا کر رہا ہے اور حال ہی ہے کل انسان کا۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا وائینا موسیٰ الکتاب کہ پہنے موسیٰ کو تورات دی تھی اس کے بعد حمیرا تک تورات کے دو پر علیٰ کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں

ہوئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کر دیا تھا کہ تم ایسا کرو گے اور یوں برباد ہو گے مگر انہوں نے مانا نہ کیا یہاں است حمیرا اور فیہ وری کی کتاب ہے کہ ان مجید کا ذکر

فرماتا ہے ان ہذا القرآن الذی کاس قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہ کہ تم دینی و دنیاوی دستور اس میں جو کچھ ہے دستور اور منزل مقصود کا سیدھا راستہ ہے

یہ وہی بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و شقاوت کی باقی نہیں چھوڑی چنانچہ انصیایات میں جو حکم فرمایا کہ کل شیء فصلنا تفصیلا و دو م

میں فرماتا ہے کہ یہ نیک و بد کاموں کے اس نتیجے سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہو گا (تورات میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) پھر چونکہ

اس کے بعد نیک کام کا ایمان لایا گیا اس کے لئے قرآن ابر عظیم کی بشارت دیتا ہے دنیا میں بھی وہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ذلیل و خوار نہ ہونگے آخرت میں بھی حیات ابدی پائیں گے

اور جو آخرت پر ایمان نہیں کہتے وہ دنیا ہی کے پیش کامرانی کو فوز المرام جانتے ہیں پھر نفس سرکشی کی باگ تھام کر لذات و شہوات خبیثہ سے

بچنا کیا خدا پر ایمان لاکر نیک کاموں میں تکلیف اٹھانا کیا ان کے لئے دردناک سزا کا مژدہ دیتا ہے کہ یہی وہ دنیا میں بھی واقع ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر واقع

ہوئی اور اس عالم بانی میں تو لازمی ہے مگر انسان جلد باز ہے دیر میں نتیجہ نیک برآمد ہونے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا وہ جانتا ہے جو کچھ جواب ہو اسلئے آخرت کی

نعمتوں کی پروا نہ کر کے دنیاوی لذات پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اسلئے اسکی جلد بازی کی یہ ہے کہ جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو جو طرح آرام میں زندگی کی

دعا کیا کرتا ہے اور مال مراد اٹھاتا جو اسی طرح اس حالت میں رہنے کی دعا مانگتا ہے اولاد کو بھی کو سننے لگتا ہے صبر نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں ہمارے دونوں نعمتیں

انکو نبات نہیں مل جاتی ہر ذلہ آہا یہ انسان اپنے رخ و راحت کو انقلاب زمانہ دیکھ کر بھی کیوں ایسی سمجھ لیتا ہے جس کو سننے لگتا ہے اور نیز رات جو بری لگتا ہے

مشابہ ہو جا کر دن ہو جاتا ہے جو فضل و کرم اور کثرت و کرمی سے مشابہ ہے جس میں اشارہ ہے کہ ہر صیبت کے بعد راحت ہو اور جو ظلمت کہہ ہے جس میں نیک کا







خدا تعالیٰ کے بجز دنیا میں اسکے دھوکا سبب مجازی اور منہم اور حسن ال باپ میں جو اسکی بے چینی سے متیاب ہو جاتے ہیں اور کھاتے پیتے میں اپنے نفس سے اسکو عزیز رکھ کر آپ نہیں کھاتے نہ سو کھاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں بلا غرض جان مال کو مدد نہ کرنا اپنی راحت سمجھتے ہیں۔ اس لیے دوسرے حکم والوالدین احسانا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرے۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جس میں سب کچھ آگیا مگر اس کی کسی قدر شرح بھی فرماتا ہے (۱) اما یبلغن الہم اگر کتری زندگی میں تیرے ال باپ بڑے پاپے کو پہنچیں تو پھر زمانہ بڑی سبکی کا ہوتا ہے اور تیرا اس کے سب امتداد اور زور و قوت بھی جاتے رہتے ہیں اور بڑے پاپے میں اس سے بچوں کی کسی بے معنی باتیں بھی سرسبز و چونے لگتی ہیں پس تمھکو اُن سے بات کہنا نہ چاہیے نہ جھڑکنا چاہیے **ف** دلالت النص کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا و علیہ لجمعہ (۲) و قل لہما ان سے نرم اور ادب سے کلام کر (۳) و غرض انکے آگے جسکے معنی پر تم کی دل سے فرمانبرداری تو واضح کر (۴) و قل رب انکے لیے دعا و خیر کرو۔

بار یا تجربہ میں کیا ہے کہ جس نے ماں باپ شنایا وہ دنیا میں بھی ناشاد و نامراد رہا جو انارگ مرا ہے اور جس نے عزت و توقیر و احسان کیا ہے اسکو شاد و عزم دکھا ہے **ف** ماں باپ کی ان باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خلل لگنا ہو یا گھاری ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ بہت مقدم ہے پھر یہ نہ ہلکے تم یہ سب باتیں ظاہر داری کے طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ بحکم علم ہانی نفوسکم اللہ تعالیٰ تمہارا رب تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک نیتی اختیار کرو گے اور ایسی حالت میں بشریت سے گرتے کچھ حد شکن داری میں بھی فوجا زاشت ہو جاوے گی اور اپنی دلی نیک نیتی تمہاری طرف رجوع کرو گے تو وہ رجوع کرنا ان لوں کے لئے معاف کرنا ہے **ف** اذ اب بروزن خال اب یعنی رجوع سے ہے سبب کا صیغہ تیسرے حکم **وأت ذا القریٰ حقہ ولسکین و ابن السبیل** کہ اور جس قدر قرابت دار میں بھائی بہن مائوں چچا خالہ بھوچھی وغیرہم ان کا حق ہی ادا کرتی اور اگر ناچھی بڑا عام لفظ ہے جس میں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کرو انہیں میں تو ادب و اخلاص بہدری صلہ رحمی کرو انہیں پر ہضم کر بلکہ ہر ایک سکین اپنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابت دار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی تحبہ حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر صیافت کر نقد دے آخرتے کو آرام سے جگہ دے نرم کلام کر۔ اس تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔

یہ سب خدمتگداری ال سے ہوا کرتی ہیں اسلئے ال کی بابت حکم دیتا ہے چوتھا حکم **والابتذر لکم** کہ ہننے لیسو کا بنیہ و ن میں صرف کر نیکو کہا ہے اور اپنی کا حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال پر بالکر بے ضرورت مکانات بنانا اسباب خرید نا گھوڑے وغیرہ اشیاء بے ضرورت مول لینا سب میں تنبیہ ہو اسی طرح نیاہ شادی دعوت مہمانی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تنبیہ ہے اور ناچ زنگ آتش بازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے سالوں اور صدقاروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سست بھی کہنے لگتے ہیں اسوقت آدمی کو غصہ آجاتا ہے برابر ہلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے اسکی تعلیم دیتا ہے و اما تعرض الہم اگر تیرے پاس کچھ ہو تو کو نہیں اور تمھکو خدا سے امید ہے کہ آگیا ایسی حالت میں اللہ تو جو منہ پھرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہو انکی اللہ کا فضل ہے برکت ہی بادہ دیکھا تو دیکھا یا اللہ تجھے غنی کرے **بایچوال حکم** ولا تجعل بیک الہم میانہ روی کر نہ تو انکے کو سیکڑ کر سمیٹ کر کٹھی بند کر کے گلے میں ہاتھ رکھ لے اور پکڑنے کے معنی میں محاورہ ہے اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کر سب کچھ ایک روز دیکر خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے کیونکہ دنیا میں فقیر بھی خدا نے پیدا کئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے اور اسکی مصلحت وہی جانتا ہے نہ کان بجاوہ نہ بعض بھی فقیر کرنا کرنا دولت ہونا



وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ ذُنُوبَكُمْ إِنَّا كُنَّا قَاتِلِينَ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الرِّكَاتَ فَاجْتَنِبُوا  
وَسَاءَ سَبِيلًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفُ فِي

اور مظلومی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا ہم انکو بھی روزی دیتے ہیں اور انکو بھی بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ بھیجائی ہے  
وَسَاءَ سَبِيلًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفُ فِي  
اور بہت ہی برا طریقہ ہے اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسکو ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو بچے اسکے وارث کو اختیار دیدیا ہے تو اسکو جائز کر تصاص میں لانا  
النَّفْسِ ۖ إِنَّمَا كَانَ مَنْصُورًا ۖ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّا كَانَتْ

کیونکہ انصاف سے تصاص لینے میں بھی جیت ہے اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہنچے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا لیکن اس طریق سے کہ جو بہتر ہو اور عہد کو لگا کر کھلے کر عہد سے پریش ہوگی  
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّمَا كَانَ مَنْصُورًا ۖ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّا كَانَتْ

اور جب تک پاپ نہ ہو تو بیانا بھر کر بازو اور نونے میں برابر کی تولی تو کیونکہ میر عہد بات ہے اور اسکا انجام ہی اچھا ہے اور اس بات کے پیچھے نہ بڑا کر دیجئے علم نہ ہو کیونکہ  
السَّحَابِ وَابْصُرُوا نَفْوَ أَدْلُكُ ۖ وَلَئِنَّكَ كَانَتْ عَنَّا مَسْنُونًا ۖ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ  
کان اور کچھ اور دل ہر ایک سے پریش ہوگی اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چلا کر کیونکہ تو زمین کو پیچھا ڈر ڈالگا اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو  
طُورًا ۖ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرًا ۖ وَهَذَا ذِكْرُ لِمَنْ أَتَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنْ الْحِكْمَةِ ۖ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا

پہنچا گا میں اس سے ہر ایک بات تیر سے رب کے نزدیک ناپسند ہے یہ بیان اس حکمت میں کا کہ جبکہ آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اور اللہ کے ساتھ لڑکیوں کو بڑھاتا  
أَخْرَجْتُمْ فِي بُيُوتِهِمْ مَلَكًا مَّا مَلَكُورًا ۖ فَاصْفَحُوا ذُنُوبَكُمْ بِالْبَيْنِينَ ۖ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۖ إِنَّكُمْ لَتَتَّقُونَ ۖ وَلَوْ أَنَّ عِظْمًا

ورنہ تو لازم رائدہ در گاہ ہمیں میں ڈال دیا جاوے گا - اسے مشر کو کیا ملو تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے یہ تو تم بہت ہی بڑی بات کہتے ہو  
شعیتہ اطلاق متفعول لہ اطلاق فقہر الخطا وکبر الخیا ووسکون الطی واهمز مصدر خطی وجاہر کسیر الخاء وفتح الطاء من غیر زوال اللام تعالیٰ خطی خطا کا تم انما  
لا تفتق الماضی منه فضا لے متبع وبقیر بضم القاف واسکان الفاء شل تقم وما ضیہ قاف لقیف اذ متبع کل اولک مبتدا واولک اشاره الی السمع و  
البصر والقوا واول کان الاشارة باولک فی الاکثر الی من یقبل وکن قد جاوز من لا یقبل سیبہ بضم الباء والهمزة بلا ضافۃ لے سبئی بعض المذکور البنی عند  
مکروہ عند اللہ پس سینہ کان کا اسم مکروہ باجر جملہ کل ذلک مانع ابن کثیر ابو عمر و سبئی پڑھا ہے -

تفسیر

چھٹا حکم وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ اپنی اولاد کو انکس کے خوف سے قتل نہ کرو - عرب میں ستور تھا کہ لڑکیوں کو بیدار ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے - یہ سمجھا کہ  
لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ لوٹ ماریں شریک ہوتے تھے اور نیز مغلی میں اہل کفر و افسوس کی کر  
مباح نہیں کرتے تھے نیز کفر و میں دی جاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی - اس بد رسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرمایا ہے اول تو  
انظروا اولاد کہہ کے شفقت دلائی - دوم نحن نرزقکم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں انکو بھی اور تم کو بھی ستوم  
ان تعلیم کرنا قاتل کرنا بڑا گناہ ہے - سب اقوال حکم وَلَا تَقْرَبُوا الرِّكَاتَ کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ زنا کی قباحیتیں لطف سے خلف تک عقلا کو اتفاق ہے

اور جب تک پاپ نہ ہو تو بیانا بھر کر بازو اور نونے میں برابر کی تولی تو کیونکہ میر عہد بات ہے اور اسکا انجام ہی اچھا ہے اور اس بات کے پیچھے نہ بڑا کر دیجئے علم نہ ہو کیونکہ  
السَّحَابِ وَابْصُرُوا نَفْوَ أَدْلُكُ ۖ وَلَئِنَّكَ كَانَتْ عَنَّا مَسْنُونًا ۖ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ  
کان اور کچھ اور دل ہر ایک سے پریش ہوگی اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چلا کر کیونکہ تو زمین کو پیچھا ڈر ڈالگا اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو  
طُورًا ۖ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرًا ۖ وَهَذَا ذِكْرُ لِمَنْ أَتَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنْ الْحِكْمَةِ ۖ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا

تھم

سورہ

اس میں یہ چند قباحت ہیں (۱) انساب کا غلط ملط جو نا بہن نہیں معلوم ہو تاکہ یکسر کس بیٹیا ہے پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی ہے (۲) عورت کو شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہ ہو جب تکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالوں میں باہمی قتال و جدال کی نوبت آئیگی جیسا کہ شاہدہ میں آتا ہے اور یہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر نانہ داری کے امور میں ایک دوسرے کا سبب بننا اور نہ کو کراؤ سے عورت درو بندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اٹھاوے دونوں ملکر بچوں کی تعلیم و تربیت میں گوشش کو بہن اور نیز بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کمال و صبر کی درو بندی ہو اور یہ بات جنگ و محنت نہیں کہ عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اوروں سے علاوہ نہ رکھے اور یہ نیز اسکے کرنا کو حرام کیا جاوے مگر نہیں ہم اگر زنا کا دروازہ کھلے جاوے تو انسان اؤ بہائم میں کیا فرق ہے جس عورت کو چاہے رکھے اور نیز باہم لطف و محبت کہی پیدا نہوں۔ ان سب باتوں کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور بہائمات تکید کے لفظ استعمال کے لکے اس کے پاس جانیکی بھی مخالفت کر دی لہذا اسکے اسباب سے بھی روکا اور انکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا۔

اے کان ناخشہ و ساسبیل! **حکم** **و لا تقتلوا النفس التي حرم اللہ** کہ جن جانوں کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے انکو ناحق قتل نہ کرو انسان خدا تعالیٰ کا مخلوق و دوستی خدا تعالیٰ کا آئینہ ہے اس کے قتل کا ارادہ کرنا خلافی کا مستلزم بلکہ زنا ہے پس یہ نہایت سنگین جرموں میں سے قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ خدا تعالیٰ کے احکام کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے بغاوت کرے کہ اس میں عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرے کہ عجبی حرام کاری کرے ان صورتوں میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اس کی طرف **التي حرم اللہ** میں اشارہ کر دیا وہ احادیث صحیحہ میں مرتد اور باغیوں اور جرم کا ذکر ہے گویا ایسی جگہ کی شرح ہیں دوسری یہ کہ کسی کو مار ڈالے اسکے بدلہ میں اس کو مارا جاوے جس کو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہ بات قتل عجبی میں سے ہے نہایت بڑا وقوع تھا اس لیے اولاً تو اس کی طرف **الاباحی** میں اشارہ کیا پھر من قتل مظلوماً فقہ جملنا ولیہ سلطاناً فلا سیوف فی القتل میں اس کی صراحت کر دی کہ جو مظلوم مارے جاوے اس کے وارث کو شرع نے قدرت دی ہے کہ اس قاتل کو مار سکتا ہے یہی قتل باحق ہے مگر اس میں اسراف نہ ہو اس کی عوض اس کی قوم کے مردانہ کو نہ مارے نہ اس کو ہلا کر یا اور ہر طرح سے قتل کرے جو اسکے درجہ میں شتمال کا باعث ہو۔

فتنیع میں انسان کا قتل ان چند صورتوں میں جائز ہے (۱) پھیر کر مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ اناجاز الدین الایہ میں اس حکم کی تفسیح ہے (۳) یوکر نکاح کرنے کے بعد نہ کرے۔ اسکا حکم کا حدیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کر اسنے قاعدہ شرعیہ کے موافق جنگ قائم ہو کہ قال قتالو الذین لا یمنون بالحدود لا یولیکم الخ وقال قتالوہم حیث وجدتمہم (۵) قصاص میں ائمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے انکار الصلوۃ و اتحالی۔ ساحر۔ چار پائے سے سبائثرت کرنے والا یا کبھی قتل جائز رکھا ہے۔ توریث میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے۔  
نواں حکم مال یتیم سے بچنا و لا تقربوا مال الیتیم اگر جائز طریقے سے نہ اور سستہ مزدوری میں تجارت میں اگر نافرمانی میں اگر محتاج ہو۔  
دسواں حکم وادوا بالعہد ہے عہد جس سے کروا سہ قائم ہو۔ وہ عہد ہی غلط میں جگہ شروع سے معتبر نہیں رکھا یعنی مصیبت پر عہد کرنا۔  
گیارہواں حکم وادوا لکیل کہ ماپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نہ کرو۔ معاملات میں دعا بازی نہ کرو۔ ہاں ہواں حکم ولا تقف اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) اس میں ان بل خیالات کی پیروی سے علالت ہے جو عوام میں غلطی سے پھرتے جاتے ہیں۔  
(۲) مجاہد بن جحفہ سے منقول ہے کہ اس کے معنی جھوٹی کواری میں۔

[illegible]





وَقُلْ لِّبَنِي آدَمَ يَتُوبُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ إِنَّهُنَّ لَتُصْحَفُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفُخُ فِي صُفُوفِهِمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ رَبُّكُمْ

اور میرے بندہ نے کہہ دو کہ وہ بات کماثرین جو بہتر ہو گیونکہ شیطان کچھ نہیں کر دے اور تمنا ہے اسلئے کہ شیطان تو انسان کا کہلا دشمن ہے تمہارا رب

أَعْلَمُكُمْ بِمَا لَكُمْ يَاسَيِّدُكُمْ أَوْ لَمْ يَسْأَلْكُمْ عَنْكُمْ وَوَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا وَرَبُّكَ أَعْلَمُ مِمَّنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ط

توبین غیب جانتا ہے اگر چاہے تو تیرے یا اگر چاہے تو توبین غیب سے اور آپ کو مجھے اکانڈہ وار بنا کر تو بھیجنا نہیں اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں پہنچتا ہے

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّاسِ عَلَى بَعْضٍ وَآيَاتِنَا آدَادٌ وَلَئِنْ دُرِئُوا فِي الْأُبُورِ لَقِيلَ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور البتہ میں نے آپ کی بنی کو دوسرے برضیات دی اور جسے داؤ کو زبور عطا کی کہ دو جہاں تیں اسکے سوا گنڈ ہے لوان کو بلاؤ تو سہی وہ نہ تہا ساری تکلیف دور کر سکیں گے

عَسَاءُمْ وَلَا تُخَيِّلَنَّ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَسْتَكْبِرُونَ ۖ إِلَىٰ ذَٰلِكُمُ الرُّسُلَآءُ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَوْمَئِذٍ الرَّحْمَتُ عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ حَيْثُ كُنتُمْ

جنگل بہہ شکرگین بھارتی مین، ان مین سے جو اور دن کی نصبت نما اور مقرب ہوہ خود اپنے لیے اپنے رب کے تقرب کے وسیلہ تلاش کرتے رہتو مین اور اسکی رحمت کے نہ اسکو بدل سکین گے

عَنْ أَبِيهِ رَأَيْتُكَ كَانَ مُحَمَّدٌ وَرَأَى أَنَّ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا أَخَذْنَاهُ مَهْلِكُهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مَعِيَ بُوَاهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلُومٍ

امدادوار رہتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں کیونکہ آپ کے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی جائزے اور اسی کو نبی اللہ کی حکومت سے پہلے ہلاک کریں یا اسکو اور کئی عذاب میں مبتلا کریں

كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝

یہ کتاب مین لکھا جا چکا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْرَبُوا إِلَيْنَا حَتَّى تَسْمَعُوا كَلِمَ الرَّسُولِ ۚ فَمِنْ أَجْلِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يُؤْتِي الْمُؤْمِنِينَ قِصَاصًا بَلَدًا بَلَدًا ۚ وَإِنَّكُمْ لَعِندَ رَبِّكُم مِّنْ أَجَلٍ ۚ﴾

معناه ان التلمذ لك يخون الويلادى القوت الى المتعلم وكما يهدل ويتبين من هو اقرب بهم والرفا الويلادى تكليف لغير الاقرب فخصم يبتون من هو اقرب من اجماعهم يكون قرب الدلائل والاصالة

(تفسیر) نبوتِ معاد و ہجرتِ قائم کے مسئلہ نوح علیہ السلام کو تمام عقائد و مذہبوں نے تسلیم کیا ہے۔ اور اچھی مین کیا کہ کوہِ نوح علیہ السلام کی عداوت و نفرت پیدا کر دیتا، تاہم انسان و حیوان اور وہ بھی باہمی

کہا کہ اگر آپ کو سبقت دے کر پہنچ جائیں تو کچھ عرصہ تک یہاں رہ کر دیکھیں کہ وہ ہدایت پر پائی جا رہا ہے۔

یہ کہہ کر اترے تو لوگوں کا دل کھل گیا اور ہر جہت میں تمہیں کیا فضیلت، جو ان کی کتاب اُتارنا اور اس کی کئی کتاب ہے ۱۹ کے جواب میں فرمایا کہ اے کلم

کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خداوندی جانتا ہے، ہر انسان زمین کی کوئی بات اس کے عقلی نہیں تھا، اسے حال ہی ہی واقف ہو، وہ مختار ہے، جسکو چاہے، فضیلت و غور و انبیا میں، اسنے ایک کو دوسرے

پرفیصلت دی داؤد کوثر پورعلی، داؤد اور نوکر دکرین جو کوثر بات ہی خزانہ منقسمو دکر یہ دی ہے جسکے کجی داؤد علیہ السلام کو خبر دی کہ جسکو شوکت و عظمتت ہی بمجاوی

سیرین لال کوئید کا پرچہ بخود دونوں صاحبان کیلئے دیا گئے اور ویراؤ دینے کے لئے یہ کتابیں ان کے سامنے رکھی گئیں۔ انھوں نے ان پر غور کیا اور فرمایا کہ یہ کتابیں اچھی ہیں۔

حال ہو کہ وہ آپ کی دوسلہ ہو جڑتے ہیں ایم افریقہ میں جو زیادہ قریب کے اسکایہ حال ہو اور ان کو انویا ذکر ہے اور ان کی رحمت کے امید و اعتماد ہے ڈرتے ہیں پھر انکو پکارنا عجب

جو دشمنین کہہ رہے تھے کہ اچھا اگر یوں تو یہ سراسر شہر بخدا لایا کیون نہیں بیٹھا اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہو ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک

ہو جاوے گی اپنے اپنے موقع پر نیک موت سے بڑے عذاب یا بی رحمی کو کبھی موت کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا یا بلا میں مبتلا ہونا لہذا ہے وہ کس بات سے کوجھوٹ

مین دین ہے آپ سے وقت پر ہوگا کہ اس سے ہم بندگی میں آئیں گے۔ واللہ اعلم۔  
بندہ اور اس کے مالکین جو غلام اور قوی کی جیل ہے۔ وہ بندہ کا تیار اور عبادت ہے اور اسے

---

\_\_\_\_\_

© 2006 The Authors  
Journal compilation © 2006 Blackwell Publishing Ltd



وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نَرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ط وَاسْتَيْسَأْتُمُوا النَّاسَ مُبْصِحِينَ ۖ فَظَلَمُوا إِحْسَاطًا وَمَا نَسُوا إِلَّا  
اور یہ کہ ان مجربات کے سبب سے ہی بات نے منکر کر کہا یہی پہلے لوگوں نے انکو مجتہاد دیا تھا چنانچہ خود کو بھٹے اور منی کا پہلا ہوجھو دیا تھا یہ سہی انہوں نے اس پر غصہ کیا اور یہ نشانیاں جو ہم  
بِالْآيَاتِ الْاٰتِيُوْنَ ۖ وَادَّكَّرْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالْاِنْسَانِ ط وَما جَعَلْنَا الرُّسُلَ اِلَّا اَنْتَ اَرْسِلْنَاكَ الْاَفْتِنَةَ لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ  
ہیجے ہیں تو نص خوف دلائلو اور یاد کرو جبکہ ہم نے تھے کہدیا تھا کہ تہا سے رب سب کو ظاہر کر رہا ہے اور وہ خواب جو بھٹے ٹکود کہا یا اور وہ پر غصہ کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے

الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ط وَنَحْنُ لَهُمْ لَافْتِنٌ ۚ هُمْ اَلَا طَعْنًا نَاكِبِيًّا ۙ

ان سب کو ان لوگوں کے لیے قلعہ ہی بنا دیا اور ہم تو انکو خوف لاتے ہیں سو اس کی اور ہی شرارت برپا ہوتی ہے۔

ان کذب فی موضع رفع فاعل متغایا وغیرہ حذف تقدیرہ الا اطلاق (ترکیب) المکذبین نخی یا زید اطلاق قریش خذنا لہم رسلا لایات اسئلہ بہا۔

(تفسیر)

مشیر کہ جواب سے عاجز نہ رہی کہا کرتے ہو کہ اگر آپ میں تو کوہ صفا کو سونیکا بنا دیں اور کوہ کے پہاڑوں کے ہما دیں تا کہ کہیتی کیا کریں اسکو جواب میں یہ آیت نازل ہوئی واما عنہا  
کہ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کریوں نہیں کہ تے پہلی ہمتوں میں ہی کوئی کیا سوا کے مجربات طلب کرتے ہیں اور پہلے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر ہماری خواہش کہ مطابق مجتہاد آوگا تو ہم ایمان  
لاوینگے مگر یہی ایمان نہ لائے اور عادت اہی جاری کیا جو ہٹ کر کے مجربات طلب کرتے ہیں اور یہی نہیں ایمان لاتے تو ہلاک ہوتے ہیں چنانچہ قوم قوم نے صالح علیہ السلام کو بھی  
سوال کیا انکو کہنے کے موافق اذ منی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کو بھیج کر انہیں تب ہلاک ہوئے اس قسم کے مجربات خطنا کہ ہمتے ہیں چنانچہ فرمایا و ما رسلا لایات اسئلہ  
اور یہ کمال کو ہلاک نامقصود نہیں اسلئے انکی یہ خواہشیں ہی نہیں کیا تھیں اس تفسیر پر سلف و خلف تک جو مفسرین متفق ہیں پھر جو کوئی باوری اس آیت سے بیانات کرے  
کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا جیسا کہ قدر نے میزان الحق کتاب میں لکھا ہے اور ہر انکی تقلید جو شریعت کی جو برائی غلطی ہے۔ آیات سے وسط الف لام وہی آیات  
یعنی مجربات مقصود ہیں کہ جیسا کہ اس سوال کرتے ہوئے تو کل مفسرین کا ہی ہر اتفاق ہو اور ان عباسی ہی قول ہے جب مشرکین کی کو خواہش کہ موافق مجربات ہیجے جو صاف مانجے گیا  
تو انکو اوپر لیوری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ میں نہیں اور دڑا ہی لگے اور ظلم تم کر کے چاہتے ہو کہ آپ وعظ نہ بیان فرما کر میں اسیر آیت نازل ہوئی یا یوں کہو اس آیت میں انکی  
تسلیم کر دی گئی وادکلنا اور یاد کرو جب کہ ہم نے کہہ چکے ہیں کہ تہا سے رب سب کو ظاہر کر رہا ہے تو ہر نہیں کہ کیا کیا خوف ہو آپ خوف ہو کہ ہم اہی بیان کیا کریں۔

اسکے بعد وہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی معراج پر اور یہی مضحکہ کرتے ہو کہ ہمارے ہاں سے معجزہ تو دیکھا یا نہیں گیا اسمانوں پر چلے گو شہا شب بیت المقدس پہنچ گئے جنت دور رخ دیکھ آؤ  
اور یہ قرآن نہیں کرتے ہو کہ عجب کلام ہے جس میں دوزخوں کے لیے آگ میں رہنا اور زرقوم کا درخت کہا نا مذکور جو اس پر تلخ و بدھڑ ہونکی وجہ سے شجر ملعونہ کہتے تو اور  
قدیم عرب ایسی ہی بڑی چیزوں کو ایسی ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے اسکے جواب میں فرمایا و ما جعلنا الرویا لاتی الا کہ منے اس رویا کو اور اس شجر ملعونہ کو ہی انکو بے فائدہ  
ازرا میں کی چیز کو یا مکمل بد اعتقاد سپر اعتراض کرتے ہیں رویا اور شجر ملعونہ سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم جبکہ مکہ میں ایک باب کیا تھا کہ میں  
ہو کر ایک نو شہر میں سکونت پذیر ہوا ہاں سے سیکڑوں گئی تھی اور عالم میں اقباس کے نو کس طرح بہت چلنے لگا چو کہ یہ خوب کتب میں مشہور ہو گیا تھا اس پر قریش کے مشرکین  
یہی انکو حق میں قلعہ یز گری کا باعث ہو گیا جسکو وہ نے چار دوشجر ملعونہ سے مراد قوم کا چو کہ قرآن میں انکا تہا کہ جنہوں کی یہ غذا ہو گا اس پر یہی قریش کہ بہت مشرکین کرتے تھے  
کہ ان میں ہر ایک خلاف فیماں بات ہے تو صلح دیو یوں میں انکو وہ پیشہ ہی لگے ہو گا اور یوں ہی آگ میں ایک کیڑا رہتا ہے جسکو سمندر کے چوہین بنات لیا گیا بلکہ حیوانات ہی انکی حق میں  
یہی دیکھنے کے لیے قلعہ ہو گیا اور ملعونہ سیلے اسکو کہتے ہیں کہ بدھڑ ہے عرب بڑی چیز کو خدیت اور طحوں کہا کرتے ہیں بعض نے رویا سے معراج مراد لی واما المرسل۔

یہ وہی الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ تعالیٰ صحت ہی علیہم عاب قہا من العذاب استعمل (الوجود)

وَأَذِّنْ لِلْعَالَمِينَ إِسْبَاحُ الْإِدْمِ فَبَيَّنْ وَالْأَلَا بَيْسُ قَالَ وَأَسْجِدْ لِمَنْ خَلَقْتَ حِينًا ۖ قَالَ أَرَأَيْتَ هَذَا الَّذِي

اور (یاد کرو) جبکہ پہنچے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پھر سب نے سجدہ کیا مگر ایلس کہنے لگا یا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں کہ جو کہ تو نے مٹی سے بنایا۔ کہا بسلا دیکھو تو یہی وہ ہے کہ جس کو کرمّت علیّہ الکرّم اُتو تیرا لی یوم الیقینۃ لا احسنک ذریتہ الا قلیل ان قال اذهب فمن تبعک منهم فانّ بھم جحشاً وکرم تو نے مجھ پر نفیّت دی ہے اگر تو نے مجھے قیامت تک بہتے دو تو میں ہی بہتوڑنے کے سوا کس نام میں لی جڑی نہ نکال کر رہوں تو یہی فرمایا دے جو پہرہ تیرا بہن سے تیری پیروی کرے گا۔ اور لی اور تیری سب

[illegible][illegible]

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِذْ كَانَ يَكُومُ رَجُلًا وَرَدَّاهُمْ فِي الصُّورِ فِي الْغَيْظِ صَلَّ مِنْ تَدْعُونَ

تہا رہا رہے جو دریا میں تھا یہاں پہنچا تو کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے اور یہ کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارو گے وہ سب  
اَلَا يَا اِهْلَ الْاَيَّاهِ فَلَمَّا جَعَلَكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ لَقْوًا اَلَا فَاَمِنْتُمْ اَنْ يُخَفِّفَ بِكُمْ جَانِبَ الْاَلْبِ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ  
كَبُوسًا جَاثِيًا مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ وَتَكُنُّ اِلَى الْفَنَاءِ نَارًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا  
ہم سے پہلے تم کو بھی ایسا ہی کیا تھا وہ لوگوں کو بھی یہاں پہنچا تو کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے اور یہ کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارو گے وہ سب  
يَا اَهْلَ الْاَيَّاهِ فَلَمَّا جَعَلَكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ لَقْوًا اَلَا فَاَمِنْتُمْ اَنْ يُخَفِّفَ بِكُمْ جَانِبَ الْاَلْبِ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ  
كَبُوسًا جَاثِيًا مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ وَتَكُنُّ اِلَى الْفَنَاءِ نَارًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا  
میں آ کر تم کو بھی ایسا ہی کیا تھا وہ لوگوں کو بھی یہاں پہنچا تو کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے اور یہ کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارو گے وہ سب  
يَا اَهْلَ الْاَيَّاهِ فَلَمَّا جَعَلَكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ لَقْوًا اَلَا فَاَمِنْتُمْ اَنْ يُخَفِّفَ بِكُمْ جَانِبَ الْاَلْبِ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ  
كَبُوسًا جَاثِيًا مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ وَتَكُنُّ اِلَى الْفَنَاءِ نَارًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا تَوْاسِجًا  
اور اپنی

عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقٍ اَنْقَضِيَ اَرْوَ

بہت سی مخلوقات پر ان کو نصبت عطا کی

اَلَا يَا اِهْلَ الْاَيَّاهِ اسْتَنْتَابُ قُلُوبِ الْاِنْسَانِ اَلَا يَخْفَىٰ كَمَا تَسْتَكْبِرُ الْاِنْفِجَالُ الْاَجْرُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ  
ہو اور میں نے تم کو بھی ایسا ہی کیا تھا وہ لوگوں کو بھی یہاں پہنچا تو کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے اور یہ کہہ کر کہی کہ وہی تیرا ہی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارو گے وہ سب  
اَلَا يَا اِهْلَ الْاَيَّاهِ اسْتَنْتَابُ قُلُوبِ الْاِنْسَانِ اَلَا يَخْفَىٰ كَمَا تَسْتَكْبِرُ الْاِنْفِجَالُ الْاَجْرُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ  
اور اپنی

سبحان الذی  
یہودیوں  
پر مشرک  
ہو کر  
ان کو  
پہنچا  
تو کہہ  
کر کہی  
کہ وہی  
تیرا ہی  
ہے

يَوْمَ نَدْعُوهُ أَكُلُّ الْإِنْسَانِ بِإِمَامِهِمْ قَسَمٌ أَتَى فِي كِتَابِي بِبَيْعَتِهِ فَأَوْفَى لَكَ دِينُكَ وَيَوْمَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَنَسْفَعُكَ وَنَكْنُقُكَ فَيَكُونُ لَكَ عُقْدَةٌ وَمِنْ

پوری نصیحت اس دن ظاہر ہوگی کہ جس دن ہم ہر ایک شخص کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے پھر جو کوئی کتاب دے گا میں اس کتاب کو خوشی سے پڑھیں گے اور پھر تائید کے برابر ہی ظلم ہوگا اور جو کوئی  
 كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَلَهُ فِي الْآخِرَةِ أَهْلَى وَأَصْلُ سَيِّدِهِ وَإِنْ كَادُ الْبَيْعَتُوكَ عَنِ الذِّمِّيِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِنُفِثَ عَى  
 اس جہان میں اندھا بنا رہا تو وہ آخرت میں پورے اعلیٰ درجہ اور بہت ہی بڑا گروہ ثابت ہوگا اور جو کچھ ہے آپ کی طرف وہی کیا ہو سکتا ہے آپ کی طرف سے ہے تاکہ آپ اس کے (قرآن کے)

عَلَيْكَ آخِرُ كَاهِنٍ وَلَا أَوْلِيَاءُ وَلَكَ خَلِيلٌ وَلَا أَوْلِيَاءُ أَنْ نَسْبُحَكَ لَقَدْ كُنَّا نَكُنْ لَكَ دُورًا شَيْئًا قَلِيلًا ثُمَّ رَدَّ الْأَذْكَاءُ فَضَعَفَ  
 سوا ہر کچھ اور بہتان باندھنے لگے اور جب آپ کو وہ بتا دیتے اور اگر کہنے آپ کو ثابت قدم نہ کیا ہوتا تو آپ کو گھبرائی کی طرف جھک ہی چلے جاتے

الْبُخْفِ وَضَعَفَ الْمَسَامَاتِ ثُمَّ لَمْ تَرَ لَكَ عَلَيْنَا صَبْرًا وَإِنْ كَادُ الْيَسْتَفِشُّ وَتُكَمِّنُ الْأَرْضُ لِيُخْرِجَ لَكَ مِنْهَا وَلَدًا أَلَّا  
 زندگی اور موت میں دوہرا مزہ بھی چکاتے ہیں آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار ہی نہ ملتا اور وہ تو ٹکڑوں میں بکھرتے ہیں کہل دینے کو ہی تھے تاکہ وہاں سے باہر کریں پھر وہ بھی

يُبْكِبُنْ خَلْقَكَ إِلَّا قَلِيلًا سَنَنْتُ مِنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِرُسُلِنَا نَحْوِيْلًا  
 آپ کے بعد بہت ہی کم گننے پاتے تھے پہلے جیسے جعفر بن بیہم میں ان میں ہمارا ہی دستور رہا ہے اور ہمارے دشمنوں میں آپ کو بھی فرق نہ پائیں گے۔

### (تفسیر)

انسانوں کا باہمی فرق مراتب میں ان کے آخرت کا فرق مراتب جو حقیقی تفصیل ہے بیان فرماتا، پھر مذکور اہل اناس انہیں اپنے یاد کروا دینا کہ جس دن ہر ایک شخص اپنے پیشوا کو ساتھ  
 بلا یا جاوے گا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ سبکی بیرونی اور قسدا کیجاتی ہے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رحمت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے  
 اور نمازیوں کا امام نماز پر ہونا ہے اور امیر طرح انسان کا ولی منشا جو کمونیک یا بد کام پر تحریک کرتا ہے وہ بھی اسکا امام ہے اور امیر طرح گمراہی کے امام میں ہر ایک  
 معنی کے لحاظ سے امام سے علمائے مختلف مرادیں لیں ہیں چنانچہ ابوہریرہ رضی عنہ مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک امت اسکی نبی کے نام سے پکاری جائے گی اور امیر طرح  
 ائمہ کفر سے ہیں کہیں گے یا متعمد یا متعمد مومن یا امتہ فرعون وغیرہ ایک امت کو اس کے پیشوا کے ساتھ جہاد کیا جاوے گا۔ اہل جنت کے ساتھ جہاد میں اور  
 دوزخ میں پیشوا کے ساتھ دوزخ میں جاویں گے ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے جن و ابوالعالیہ اعمال مراد لیتے ہیں فساد نامہ اعمال پھر نامہ اعمال کی کیفیت  
 بیان فرماتا ہے کہ جبکو دوزخ میں طرف سے لٹکا دی اسکو خوشی سے پڑیں گے کہ وہ بائیں طرف والے ہی پڑیں گے مگر چونکہ وہ اعمال بُرے دیکھ کر حسرت و رنج میں ہو گئے  
 خوشی سے نہ پڑیں گے یہ خوش ہو کر پڑیں گے حقیقت انہیں کا پڑنا پڑنا ہے۔ پھر جو آخرت میں محروم رہیں گے انکی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے دوزخ کا انہیں  
 کہ جو ان میں اندھا رہا اسحق ندیکہ صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بھی لٹکا دی نہ دیکھ سکا اندھ ہوئے مراد ان کا اندھا ہونا ہے نہ ظاہر ہی انہیں کا اصول کے اندھ  
 وہاں ہی الطاف الہی سے اندھے رہیں گے کہی خوشی اور حیات ابدی کا منہ نہ دیکھیں گے نہ اُس تک نہیں گئے راہ گم کردہ ہو گئے۔

اسکے بعد دنیا میں اُن کے اندھوں کو حضرت صلعم کو دوبارہ پہلانا چاہا تھا سو کہا کہ یانی ناما ہوا اول دان کا دور الہی کو نشان میں مفسرین مختلف تفسیریں لکھیں کہ انکی تفسیر حضرت  
 صلعم کو کسی نبی کو پیش کرنا چاہتا تھا کہ آپ کی زندگی مذمت کی گئی تھی کہ آپ کی قدر و سکوت کیا جہیز امت نازل ہوئی کہ آپ کو کہا جاتا ہے کہ اگر آپ کو تو کچھ دینا و آخرت میں نہ بد نصاب  
 دیتو خدا آپ کو بخیر رکھا دے گا دو ایسے منفرد ایک اصحیح نشان نزول بھی کہ مشرکین کو کچھ قریب کر کہ حضرت صلعم کو بہت پیشتر ملے گا دینا چاہتا تھا آپ کی فطرتا ہوا اگر وہ ایسا کرتے تو  
 آپ کے بعد کو بھی وہاں زیادہ رہنا نصیب ہوتا انبیا و قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے مٹانے کے بعد اس قوم کو بھی وہاں ہی نصیب نہیں ہوا۔







**ف** مقام محمود وچھدرہ نظام فیہ کل سن عرفہ ہو مطلق فی کل مقام تضمین کہ امث (رضی وای) یعنی مقام محمود و عدہ جگہ یکہ جہان کبھار ہونی والا اور اسکو چھانسنے والا اسکی احمد اور نفع فیہ کرے مطلقاً مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کو تو ہیں۔ مقام محمود اسکو کہا جاتا کہ اسکی جگہ کجائی ہو گوجہ اختیار ہو خوب پرہیز ہو اور مقام کی خوبیان اختیار ہنہد لیکن با تو نہ ہر اختیار ہی ہر جگہ نہیں مابعد فیہ ہر جگہ مابعد کو محمود فیہ یعنی اس جگہ نہ کجائی ہو وہاں کہ کہہ ہونی ہو اسکی پاکیزہ ہونی والا نظام کی جگہ کا تاجر۔

[illegible]

خزان کے بہیم یعنی سدا مسمیٰ جیسے مکر ہو چکے ہیں یہی وہ مکرور ہے کہ خدا کی پستی پر غیور ہو کر اپنے لیے یہی سب سے پہلے فرمایا تاکہ وہ ملکہ کو کسے بھگانا چاہتے ہیں انکو بعد فرمایا کہ اتم اصولو نماز پڑھا کر دین ان ملکوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کرو انھیں لگا حامی و ناصر جواب پھر اس واقعہ کی طرف متوجہ ہونا جو اسلئے فرمایا جو بیٹے جویں کام یہی نماز و عبادت کو بجا لاؤ اسکا غافل نہ ہو دین دنیا میں اس سے سبزی اور برتر تھی راہ کسے بھگانا اور قریح اہبات کو دلچسپ ہونا یہ تو لیکل مہر خدایہ جو چھٹا وفد نے اسلام کی ترقی و البتہ کرکھی ہوا اسکے لئے ایسی ہی یہ دعا کیا کرو۔ وقل رب اعلیٰ مدخل صدق و اخریٰ خرج صدق یعنی تو اسے اللہ بھی کہتے سچائی سے نکال کہ پھر میرے دل میں حُب و ملن نہ ہو اور ان مشرکوں کی طرف پہنچا کیف بدوشت نہ کرنی پڑیں اور نیز سچائی کے ساتھ نہ کانٹنے سو یہی مراد ہو کہ حقائیر سے ہی لیا اور تیری ہی راہ میں ہمت ہو کسی دنیاوی عوض یا کسی جرم پر چلاؤ یعنی نہ ہوا و مدین میں مجھے سچائی سے داخل کر اور چونکہ اس میں کا تمام دنیا پر سہلنا ٹھہر چکا ہو اور پردیس میں قنات ہی نہیں سہی اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ و قیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شیر و سرکش ہی ہیں اسلئے یہی دعا کرو و اعلیٰ من لدنک سلطانہ انصیبہ اکر مجھ اپنی باہمی قوت و دشوکت ہی بھٹاکر چنانچہ آنحضرت معلوم کو مدینہ میں حبشہ رتہ زبور خدا تعالیٰ ذوہ قوت و شوکت عطا کی کہ جس کے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ و قیصر کو مٹا دیا گیا کوئی شخص خدا کو نہ بھگانا بلکہ اعلیٰ مدخل صدق الخ اس طرف ہی اشارہ ہو کہ مجھ کو دنیا و سچائی کے ساتھ نکال اور دارالخلد میں سچائی کے ساتھ خوش رکھا اور یہی کہ تو اس بشیر سے بھگانا خواص ملک میں نکل کر غیصہ و دلک میں اسرار۔

[illegible]

باسمہ و تعالیٰ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو ہرگز برباد نہ ہو اور ہرگز نہ بکھرے۔ آمین

وَبَادِ الْعَمْسَاكَ الْإِدْسَانَ عَرَضَ وَأَبْجَانِيْمَ وَوَلَدَا أَمْسَدُ الشَّرَّكَانَ بَيْتُ سَلَا قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلِهِمْ فَاغْنِيكُمْ عَنْهُمِ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا

اور جب ہم انسان پر کرم کرنے کو مجبور نہیں کرتا اور اگر کئے جائیں تو وہ سب اسے مضحکہ خیز لگتا ہے اور وہ اس کا پتہ لگا کر ہنس دیتا ہے۔ یہ سب انسان کا ایک ایسا خاصہ ہے جو اسے انسان بناتا ہے۔ اگر وہ اس خاصہ کو ہٹا دے تو وہ ایک کرم بن جاتا ہے۔ یہ سب انسان کا ایک ایسا خاصہ ہے جو اسے انسان بناتا ہے۔ اگر وہ اس خاصہ کو ہٹا دے تو وہ ایک کرم بن جاتا ہے۔

وَيَسْأَلُكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ لَنَدْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اور آپ کے روح سے سوال کرتے ہیں کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور نہ کو علم ہو دیا گیا ہے تو بہت سی تھوڑا اور اگر ہم جاہل لکچرہ آپ کی طرف وحی کیا ہے انکو بتایا گیا وہیں

تَمَازُجِدْ لَكَ بِهِ عَيْنًا وَكَيْلًا ۚ اَلَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّكَ طَرَانُ فَضْلِهِ كَانَ عَلَيْكَ كَيْسًا ۝۱

پھر تو آپ کی ایک بابت کوئی مسئلہ رہا کہ نیرولا ہی مسئلے مگر یہ صرف آپ کے رب کی رحمت ہی جو ایمان میں کرتا، ٹینک اس کی آپ پر مہربانی غنایت ہے۔

(تشریب) تا دباغ بند، ہنقرے سے بھر کر، الطافہ و قیر، زعفران، لہو لعل و فیہ و جہان، (خدا ہر وقت) و ہما سے و اشانی ہو، (یعنی) ہنس الارزہ مفعول نہ و الشفا، (یعنی) خلیک للرحمۃ۔ من ربک رحمۃ کی صفت یا حال۔

(تفسیر) قرآن ہوا نظر کو زیادہ خسارہ ہو گیا یہ سبب نہیں کہ قرآن میں کوئی نقص ہو گیا یہ سبب یہ کہ اگر ادا عن علی اللسان کھڑا انسان کی جسمی عادت ہو کہ جب اس پر انعام آجی

ہوتا جو دولت و راحت ملتی ہے تو بجا کی فکر کرا رہی ہے فراہم ہوا اس کی ایسی ہے کہ کتاب جو متکبر ہو جائے تو نبی اور خدا تعالیٰ کی کتاب اس کا خیر نہیں ملتا اس کا خیر نہیں ملتا اور جب مصیبت آتی ہے تو

مجلہ رسالت شہر اکبر الہ آباد کے صدر مدرس محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی نے اس کتاب پر ایک مکتبہ خیرات کے نام سے ایک نسخہ بھی لکھا ہے۔

بابت محمد علی احمد علیہ وسلم سے پوچھنی چاہیے کہ کجا جواب دے سکے اس پر وہ سے دریافت کیا انہوں نے کہا تیرے بھائی اور ان کے دو کاعی جوان اب یا تو جانا کہنی اور نہ نہیں اور

بینی باتیں بتلائیں! اول: روحِ سوال کر دودھ و مہ صاحب کھنے کا حال پوچھو تو ہم ذی القربین کا حال پوچھو کہ وہ کون تھا اور کہاں کہاں گیا اور اس نے کیا کیا پسکب و اوبسکب

عن الروح النبیہ انہوں کے سے سوال کیا۔ فرماتے کہ تو ہی اس کے پرچ سے سوال کرے۔ میں کہہ دیا ہے۔ چونکہ یہ کیا سوال تھا اور نیز خالق مسمیٰ بالخصوص

نوع کی حیثیت اور ان لماری ان بھم واسعدادو ماہرینا اسے جو اس میں فریادیں ایں الروح من امر بی خود روح یاب امر بیاس هم سے ہی ہے حادث  
عمر یا آئندہ نہ ہو یا اس کے کائنات سے کہ اقم غلط و خجلا کط جہل کہ اختیار اور رتیبہ سب سے زیادہ سمجھاؤ

استند علم کا فیوضِ حاشیہ پر گونا گونی را با حقیقت کا دراک کل سوز و غم کا ٹوکنا اور یہی لاکھوں جنموں کا انسان کو اور ان کا کہ نہیں خال ملانی کا یہ حقیقت مری نہیں

تبدیل کئے کیونکہ وہ ان کو ہم سے اعلیٰ کہہ سکیں گے انسانوں یا حیوانوں کے لئے والہ و حقائق الاشیا آپس اور ان کے بہت ہی کم حصہ ملائے۔ روح کی حقیقت میں علما

کا مباحثہ چلا آتا ہے اور ہر ایک قوم نے دوران کار خیر یا گہوڑے دورائے ہیں اور ارباب تک بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوگا، ہلالہ کے جاہلوں بجز استغدر جواب

اور کیا کہا جانا۔ اب اس بات کے ثبوت کیلئے کہ بغیر علیہ السلام جو کچھ فرمائے میں وہ الہام اور وحی کے ذریعہ ان کی خاندان ساز اس میں کوئی بات ہی نہیں فرماتا

جہاں کی دین و دنیا اس کے لئے ہر چیز ہے۔ اس کے لئے ہر چیز ہے۔ اس کے لئے ہر چیز ہے۔

کلمہ بعض پتہ نہیں کہ روح جس کسواں ہے وہ لڑکا جو قرآن پڑھی روح کا اطلاق ہوا، بعض ہیں جس میں روح مراد برہیل ہیں بعض ہیں جس میں روح کلمہ مراد جو لڑکا ہے جسے برتر ہے، جس کا ترجمہ اوقات و معلومات پر اس طرح ہے کہ جسے آیت کتاب کا ترجمہ ہو گا، انسانی یا کلمہ، جو کلمہ کا دی کر کے ہے اسی کی طرف الجھنا کتاب ہوتا ہے اسکی نسبت قرآن کا ہے کہ وہ بھی جاری مطلق چیز سے ہے ۱۲

1. The following information is being furnished to you for your information only. It is not to be used for any other purpose.







أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجْزَالًا رَيبَ فِرَاطٍ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا أَنْهَضُوا

کیا وہ نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ بے ادبی بنا سکتا ہے اور ان کو بار بار گردید کر کے اس کی عبادت فرمادی جس میں کوئی شک نہیں اس پر یہ عالم انکار کے بغیر نہ رہے  
قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ خُرَاجِينَ رَحْمَةٍ رَبِّي إِذْ أَلَا مَسْكُكُمْ وَخَشِيتُ الْإِلَهَ فَاقْرَأْ وَكَانَ الْإِنشَاءُ مَوْسَى نَسِجَ آيَاتِ بَيِّنَاتٍ  
کہہ دو اگر میرے رب کی رحمت کو نہ اترتا تو تمہاری تہذیبیں ہوتے تو فرج ہوجانے کے ڈر سے تم انکو بند کر کے ہی رکھتے اور انسان بڑا نڈال ہے۔ اور اللہ موعی کو کہنے کو نشانیاں کلی ہوتی ہیں  
فَسَمِعَ نَجَّى إِبْرَاهِيمَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ إِيمًا سَلِيًّا سَمِعْنَا نَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هُنَا مِنْ أَوَّلِ الْآدَامِ إِلَّا ذُرِّي السَّمَوَاتِ  
یہی اسرائیل سے یہی پوچھو کہ موسیٰ ان کے پاس آیا تو فرعون نے کہا کہ ایمانی میں تو مجھے باد کا مارا ہوا جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا یہ تو مجھ کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ عزت آسمانوں  
وَالْأَرْضِ بِصَارِقَةٍ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَفِرُّ عَنْ مَنْبُتٍ لَوْ فَارَادَ أَنْ يَنْتَقِظَ هُمْ مِنَ الْآلَمِ مِنْ فَاغْرَقْنَاهُ وَمِنْ مَعْبَدٍ جَمِيعًا وَقُلْنَا  
اور زمین کی ایک ہی جگہ کو گھوم رہا ہے کہ اس سے یہی اور میں نے فرعون کو شک دلا کہ ہوا جانتا ہوں۔ میں اسے ہا کہ ان زمین سے اس کو توبہ اسکو اور اس کے ساتھ دلوں سب کو دیا۔ اور اس کے

مِنْ بَعْدِ هَٰذِهِ لَبِئْسَ مَا اسْمُكَ الْأَرْضُ

بعد ہی اسرائیل سے کہہ کر زمین پر اکرام سے ہو۔

انتم مخرج ہے فعل محذوف سے جس کی تفسیر نکلون پر اذا الا سکتم جواب لو (ترکیب) خشية منصوب مفعول لام سکتم کا ہو کر مولا اشارہ ہوا آیات کی طرف الشہور  
البلد والاسمان۔ ان بقیہ قسم سے قیام دیتا صلحہ جمیع الے فرعون ملا الزمان ومن کان معنی مکرہ لا جمع القوم۔

منکر خشر تعجب سے کہتے تھے کہ جب وہ بیاں ہو کر چورا چورا ہوا جو ان کے (تفسیر) پہلا پہر کیونکر بارو گرد زدہ ہوئے اس شبہ کا جواب مختلف طور سے قرآن پر  
دیا گیا ہے یہاں اپنی قدرت کاملہ کو اثبات سے دیتا ہے اور مسئلہ نبوت کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ خشر میں کلام ہوتا ہے فقال او لم یروا کیا تم نہیں جانتے کہ  
نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر کیا وہ قادر شکوہ و بارہ پیدا نہیں کر سکتا اس پر یہی وہ ظالم نہیں مانتے اس کے بعد دوسری دلیل بیان فرماتا ہے جس سے شکر کا مسئلہ ہی  
ثابت ہوتا ہے اور نبوت کا ہی جس پہلے سے کلام تھا فقال قائل تم کہ اس نے کہہ دو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور اس کے  
اتدر کے رہنے والوں کو شب روزیشما پڑیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا تھا باقیہ فیض ہمارے کیلئے ہماری فیاضی سے کیا بعد سے تم اپنی حال پر قیاس  
کرتے ہو وہاں تمہاری غلطی میں پہل ہو کہ اگر تمہارا تہذیبیں جس کے خزانے ہی آجا تو تم اس فیکہ مبادا کم ہو جاؤں صرف کٹہنی ہاتھ دو کو بند کر کے رکھو اور ہمارے ہاں کس  
پیش کی ہی ہمارے فیاضی ہمارے خزانے میں کی نہیں کرتی نہ کسی فعل کو کر نیے ہماری قوت کم ہوتی ہو حال پر قیاس کر دو مسئلہ نبوت کا ثبوت اس طور پر کہ ہم فیاض ہیں

انسان کی روحانی اور دنیوی آخرت کی تعلیم کو بارہ میں ہماری تعلیم فیاضی ہو دیکھو و قد آتینا موسیٰ تسبیح آیات الہام موسیٰ کو ہنوز نشانیاں یعنی معجزات عطا کئے تھے یہ ضیاء وغیرہ اس سے پہلے  
پھر موسیٰ اور فرعون کے قصہ کا بار بار ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس ذکر میں اشارہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے رسول نہیں میں جو تم کو نبی فرشتہ رسول کہوں ہوا اس کے پہلے ہی  
رسول ہو چکے ہیں اور چونکہ ان معجزات انبان لایکھ کئے نہیں لیکن بلکہ محض عناد و سرکشی سے سویر ہماری عادت نہیں ورنہ میں نے پہلے موسیٰ کو کہا کہ تم میرے کلمے پہلے ہی  
تھے اور جس طرح تم محمد سے مقابلہ کرتے ہو یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ تمہاری بات نہیں سنی ہے فرعون اور اس کے سرداروں نے کیا کہہ نہیں کیا وہ پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب ق ہو کر اور بنی اسرائیل کو دشمنی ہو  
بنے کا حکم ہوا چنانچہ جو اور عالم ہو کر اس اشارہ سے کہ جس طرح اس سب سے شہادت نبوت بند ہو سکتے ہیں وہ بھی کیا اور مسیح اس نبی کے پیروں کی ایک لکھت کہ حضرت موسیٰ کو ان کی پیشین  
گوئی کے مطابق جیسا کہ تورات امتنا کے شمار ہو یہاں میں حضرت نوح کا ذکر آیا اور نیز مکہ و المہدی کے پوچھ پچھ کر سوال کرتے ہو اس ان کو تصدیق کیلئے  
فرمایا میں بنی اسرائیل کہ اس کی پوچھ پچھ اس کے بعد اصل قصہ تمام کرتا کہ فرعون اس کے لشکر کو فرعون کے نبی کی توحید یا تھا کہ لو اب رام تو زمین پر ہو ملک میں پہل کر عافیت سے رہو

منکر خشر تعجب سے کہتے تھے کہ جب وہ بیاں ہو کر چورا چورا ہوا جو ان کے (تفسیر) پہلا پہر کیونکر بارو گرد زدہ ہوئے اس شبہ کا جواب مختلف طور سے قرآن پر  
دیا گیا ہے یہاں اپنی قدرت کاملہ کو اثبات سے دیتا ہے اور مسئلہ نبوت کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ خشر میں کلام ہوتا ہے فقال او لم یروا کیا تم نہیں جانتے کہ  
نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر کیا وہ قادر شکوہ و بارہ پیدا نہیں کر سکتا اس پر یہی وہ ظالم نہیں مانتے اس کے بعد دوسری دلیل بیان فرماتا ہے جس سے شکر کا مسئلہ ہی  
ثابت ہوتا ہے اور نبوت کا ہی جس پہلے سے کلام تھا فقال قائل تم کہ اس نے کہہ دو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور اس کے  
اتدر کے رہنے والوں کو شب روزیشما پڑیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا تھا باقیہ فیض ہمارے کیلئے ہماری فیاضی سے کیا بعد سے تم اپنی حال پر قیاس  
کرتے ہو وہاں تمہاری غلطی میں پہل ہو کہ اگر تمہارا تہذیبیں جس کے خزانے ہی آجا تو تم اس فیکہ مبادا کم ہو جاؤں صرف کٹہنی ہاتھ دو کو بند کر کے رکھو اور ہمارے ہاں کس  
پیش کی ہی ہمارے فیاضی ہمارے خزانے میں کی نہیں کرتی نہ کسی فعل کو کر نیے ہماری قوت کم ہوتی ہو حال پر قیاس کر دو مسئلہ نبوت کا ثبوت اس طور پر کہ ہم فیاض ہیں





انبیاء علیہم السلام کے فرائض پر موقوف ہے۔ اس لئے اہل اسلام کے علماء و متقین کہ خدا پاک کے نام تو بیانی ہیں مگر اس بقدر ناموں سے اسکو موسوم کرنا چاہئے جو شرع سے ثابت ہیں اسکے علاوہ اور ناموں سے پکارنا منوع ہے۔

ہاں اگر اس کے اسماء مبارک عربیہ کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اس کے ان اسماء جنی کا ترجمہ ہیں تو شاید ان سے بچا نہ گیا۔ کیا ان کے اُطساق کرنے کی اپنی بوقتِ ضرورت اجازت ہو۔ جیسا کہ فارسی کا لفظ خدا جو اہل کفر کا ترجمہ ہے علماء اسلام اس کا استعمال کرتے آئے ہیں اس کے بعد اس کو اس کے ناموں سے کس طرح پکارا جاوے اس کا بھی ذکر کرنا ہے

فقال ولا تهر بصلواتك ولا تخافت بصادق تعين ذلک سبب لہ کہ نہ نازل چکا کر چڑھتا ہے بلکہ درمیان درمیان گرا اس میں کلام ہے کہ صلوات سے کیا مراد ہے؟ ہلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے۔ (نقل) ہنگ فیہا یسک الشکون فیہوداویہ والقرآن میں نازل کر مراد یہ ہے کہ نمازیں جو قرآن پڑھا جاتا ہے (جس کا شتر حصہ دے ماسے جیسا کہ سورہ فاتحہ) اس کو نہ پکار کر پڑھ کہ شکر گناہاں دینے لگے نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان۔ اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ حضرت معلوم کو پہلے غنی رہتے تھے مگر جب صحابہ کے ساتھ ہمارے پڑھتے تھے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے جس کو سکر مٹ گئی۔ انحضرت معلوم اور قرآن اور اس کے نازل کرنے والے کو گناہاں دیا کرتے تھے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ ابن جریر نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اب میں نازل ہونا تسلیم کیا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں دو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردود نے الجہ ہمدیہ کی روایت میں اس کی تفسیر یہی کر دی ہے۔ الحاصل نمازیں جو قرآن پڑھا جاتا ہے یا اور کچھ اوجیہ وغیرہ اس کو متوسط درجہ کی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

بعض کہتے ہیں مگر ادیب ہے کہ نہ سب نسا زوں کو محض آواز سے پڑھو جیسا کہ تسبیح و تہجد و عشا کی نسا زوں کو نہ ان وقتوں میں شکر اپنے کاروبار میں مصروف یا سونے کہانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو لظاہر کر کے جیسا کہ فقہاء و عرصہ کی نسا ز ہیں بعض کو پا کر بعض کو اہستہ سے پڑھو۔

اس کو آیت ادعوا رحمکم تضرعاً و خضیہ اور اذکر ربک فی فتنک سے منسوخ کہنا غلطی ہے۔ اس سے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا وصف اور ذلیلہ سے پاک ہونا بھی بتلاتا ہے۔ بقولہ قل الحمد لله الذی الہمکم کتابکم التی انتم کونہا بقرآنہ جو ناولاد رکھتا ہے جیسا کہ مشرکین و نصاریٰ کہتے ہیں نہ اس کا کوئی خدای ہی نہیں شریک ہے جیسا کہ لوگوں کا انبیاء و اولیاء و ملائکہ و صالحین و غیرہم کی نسبت خیال ہے نہ اس کو کسی کی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیسا کہ مشرکین اپنے سمجھو وہ کو اس کا کارکن سمجھتے ہیں اور اس کی بڑائی بہت بڑے کربیان کردہ حسب بڑی باتوں سے پاک اور برتر ہے۔ امداً بکبر سیرا و الحمد مد شیرا سبحان اللہ بکبرہ و امیلاً مکس لطف کے ساتھ کلام تمام کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





[illegible]

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيِّمَ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۖ إِذْ أَوَى الْكُفُوفُ فَنَادَوْا رَبَّنَا إِنَّا ذُكِّرْنَا نَجْعَةً وَمَعِينًا لَنَا

کیا آپ غارہر کتبہ والوں کو ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے تعبیر کی چیز سمجھتے ہیں۔ جب کہ چند جوان اس غار میں آجینے پھر رہے تھے کہ کلمہ ہمارے رب ہماری جانب سے رحمت نازل کر اور ہماری

مِنْ أَمْرِنَا مُشَاهِدًا ۖ نَحْنُ نَبَاغِلُكَ ۖ إِذْ أَهْرَفُوا فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۖ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أُنْزِلَتْ إِلَيْنَا الْحَقُّ بِمَا لَبِثُوا ۚ أَمْ لَمْ يَلْبِسْ لَهُمُ اللَّهُ غَمًّا

کام کا سرا نچا کر دے۔ تب ہم نے سالہا سال تک انہیں ان کے کان پر رکھ دیے مگر وہ کچھ نہ سمجھ سکے کہ انہیں کدو نو فرسوں سے اہلی وقت قیام کو کون غیب جانتا ہے۔ ہم

نَقَصْ عَلَيْهِ نَبَاهُهم بِالْحَقِّ ۖ هُمْ فِي غَمٍّ مُرِيدٍ ۖ ثُمَّ وَرَدَهُمُ هُدًى ۖ وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ ۖ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ الْأَرْضِ

آپ کی کچھ خبر سننا سے ہیں وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ان کو ہم اور زیادہ ہدایت دیتے تھے اور ان کے دل پر استقلال کی گواہی لکھیں جبکہ وہ (دربار بادشاہ بیت پرست) کیلئے تھے کہ انہیں

لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ لَمَّا قُنُوا ۚ إِنَّهُمْ أَكْثَرُ قَوْمٍ ۚ فَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمُ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ وَهَلْ

کہ ہمارے تو آسمانوں اور زمین کا مالک پر ہم ان کے سوا کسی سمود کو پروردگار کے آگے کیا کیا تو ہر نبی حکم ارا۔ ہماری قوم کے ان لوگوں نے جو کہ سوا انہیں بنا کہ ہیں ان کے سمود ہونے کی کبھی بھی دلیل نہیں لے سکتے کہ ان کے

أَظْهَرُ مِنْ أَفْزَى عَلَى اللَّهِ قَدَرًا ۚ وَادْعُوا أَهْلَ قَوْمِهِمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ فَادْعُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ تَحْتِهِمْ

کوئی قائل ہے جو انہیں بھڑکاتا ہے (باز پر اگر آپس لگتے تھے) کہ جب تھے ان بت پرستوں کو اور ان کو وہ اللہ کے سوا اپنے میں سب کو تعبیر ہی دیا تو چلو غار میں جا بیٹھو

تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت برسانے والا

وَيُخَيِّطُ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مَخْرَجًا

اور تمہارے کام کو بھی آسان کر دے گا۔

### ترکیب

آتم مشقہ مقدمہ ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کے لئے آملہ ہے۔ مہر کے نزدیک ہمزہ استعمال ہوا اور نکلے نزدیک حرف بل مقدمہ

اسے ل حسب جہا خبر ہے کا لہ کی دین آیتنا حال ہے اس سے۔ اذ استحق ہے اذ کر محذوف سے نصرتنا کا مفعول جہا با محذوف۔ وعدہ منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر

الحقی نہیں ذات العدد ہذا قول الغر اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو یعنی تعدد والے مخرج ہے مبتدا ہونے کے سبب اور اوصی اسکی خبر ہے اور یہ حسب متعلق ہو کر

### تفسیر

زینت دنیا جہا میں ہمک ہو کر انسان جتنی کو ہو جیٹتا ہے اور غریبوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھ کر ارجاننا بلکہ ان کو ستا تا بھی ہے اسکی نظر اصحاب کہف کا واقعہ ہے اسناسب

اصحاب کہف کے واقعہ میرت خیر کا ذکر شروع ہوا جسکو قریش نے پوچھا تھا۔ جواب کس حمد موقوفہ پر اور کس حمد پر ایہ میں دیا جاتا ہے کہ اس آرایش و سامان چند روزہ کی

بحث میں انھیں کے شکر اور غرہا کے صبر کا امتحان ہوتا ہے اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔

محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ نصر میں حادث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا میں دیا کرتا تھا اور وہ حیرہ وغیرہ

اطراف عرب میں بھی جایا کرتا تھا وہاں سے رستم اسفندیارہ و دیگر ایشیائی بادشاہوں کے قصے سن آتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے





کھلیں گے اور کھوکھی طرح بھوگی اور تم جوان تہوں کو خدا کہتے ہو انکی خدائی پر کوئی روشنی نکل کیوں نہیں لاتے یہ تو تہا سزا تو ہے ترائے ہوئے بنت میں اگر تم انکو یاد  
 چکی یہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ وار یا اسکے رشتہ دار بناتے ہو یا ہنود کی طرح اسکی تصنیف اور دیکر جہنم عبادت کہتے ہیں تو یہ سب باتیں خدا تعالیٰ پر افسوس و بہتان  
 ہیں کیونکہ ناسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریک نہ خدائی نہ اس بچوں دیکھوں کی کوئی صورت نہ جو اس تقریر پر بادشاہ جابر اپنے خفا ہوا اور حکم دیا کہ با تو سمجھ کر و  
 ورنہ قتل کیے جاؤ گے روئی میں لپیٹ کر جلانے جاؤ گے جیسا کہ اس عہد میں ایسا نہ روئی نسبت و دم کے قیصر کرتے تھے تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی  
 بادشاہ نے مہلت دی تو اپنے مقام پر اگر آپس یہ مشورہ کیا کہ اذنا عظمیٰ تمہود و البعدون الا اللہ فاوالیٰ الکلمۃ الخ کہ جب تم نے اس قوم اور انکے معبود و ملک و اللہ کے  
 سوا میں ترک کر دیا اور اپنے کفارہ کشی کر لی تو چلو اس غار میں جا چھوڑنا اٹھالے وہاں انکو مصیبت میں ڈالینگا بلکہ تیرہ منہ کرینگا اور تہا رسے کا ٹہن سانی اور کار سار کا  
 کرینگا انکو اپنے ایمان کا دل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہو گیا تھا چنانچہ انکے ساتھ ایسا ہی کیا اسکی مدد بھی یا زاداروں پر ہنسی اسی طرح ہو کر گئی ہے۔ اب آئندہ تم کو  
 حذف کر دیا کہ وہ غار میں آچھپے اور وہاں انکو ایسی نیند آئی جو کئی سو برس تک سوتے رہے اور بادشاہ اور انکا مکان دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس  
 کئی میل کے تنگ و تاریک غار میں گھس گئے ہیں جس میں جا کر تلاش کرنا مشکل ہے اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے خیمہ پر ایک سخت کھمبہ لٹا دیا اور آگ لگا دی کہ آگ  
 اور دھواں میں یہ حال دیکھ کر دیا گیا یہ بات اگلے بایں سے سمجھی جاتی ہے اور ضحاک نے بیان اسطرح حذف کو بیان فرمایا بلغت سمجھتے ہیں۔ اب انکے غار میں رہنے کی  
 کیفیت بیان فرماتا ہے ذریٰ انفس الی قولہ لعلنتم رہبعا کہ غار میں وہ اس موقع پر سوتے کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دھوپ انکے دائیں طرف سے آتی  
 گزر جاتی تھی اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی تھی اور دھوپ نہیں آتی تھی اور وہ اس کھوہ میں کروٹیں بدلتے رہتے تھے اس قسم کے مکان  
 کی تصویر کہ جہاں اول دن دھوپ دائیں طرف ہو اور آخر دن میں بائیں طرف) علامہ کرام نے کئی طرح پر یہ ہے اول یہ کہ غار کا خیمہ شمال کی جانب طلوع کی  
 وقت دھوپ انکے دائیں سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہو کر گزر جاتی تھی جیسا کہ شمال و دیہ مکافون میں ہوتا ہے میثاقی نے کہف کے دروازہ کو بنات  
 الشمس ستاروں کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدہ ہریت برنفر کی ہر جھکوسا میں کے قصور فہم کے ٹیکر کا پڑا بعض تہوں میں کہ خدا کسی رخ غار کا مہر ہوا دیکھی برج کے  
 مقابل میں ہو مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اسے انکو آفتاب کی شعاع سے بھاتا تھا اس لیے اسکے بعد ذلک من آیات اللہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے  
 ہے پھر کلمۃ جیون اور کوتاہ بیون کو تنبیہ کرتا ہے کہ من یہدی اللہ فہو المہند ومن لیسئل ظن تھد لہ ولما رتھد - یہ زجاج کا قول ہے۔

دیگر مفسرین کہتے ہیں انکو اس قدر باقی رہنے کو ذلک من آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت و ایمان کے لیے من یہدی اللہ الخ آیات اللہ العلم - پھر  
 فرمانا بنو نوح ہم اظہار کے لیے دیکھنے والے تو انکو دیکھ کر توبہ دار جانے انکے کروٹیں بدلتے اور انکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں تھے اور اپنی قدرت  
 ہم قلبہم ذوات الہیں و ذات الشمال انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے رہتے تھے تاکہ ایک طرح پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھجا جاوے اور اسی حالت سے انکا  
 کتنا بازو بیلانے غار کی دیوار پر پڑا ہوا تھا اور انکے اس تنگ و تاریک مکان میں بالوں اور اظفان کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی تھی کہ کوئی نہ توڑ کر کھجا جائے  
 انسان کی قدرت کو کہ کو مہیب شکوں اور تنگ و تاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہے کیونکہ اسکی روح منور گہم کرتی ہے۔ ان الفاظ میں گئی خطاب کے سینہ میں  
 گمراہ انسان ہیں عموماً جیسا کہ مضا ایک طرف خطاب کرتے ہیں اور دعوام لیا کرتے ہیں پس یہی اعتراض کرنا کہ انحضرت سرور کائنات ڈر لو کہ تم طرح  
 بچے اور عورتیں ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگتے ہیں پ بھی محض حادث ہے۔ اس مقام پر میثاقی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر جلوس  
 نے نعم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور اس غار کے پاس پہنچے تو عبد اللہ بن عباس نے منہ کیا کہ اب اندر آدمی بھیجا انکی شکل و صورت دیکھنے کے درپے ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ

خاص آنحضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہے جو آپ سے ہی بہتر ہیں ولایت سہم فرما کر امیر مہر سادہ نے زمانا اور کچھ لوگ بھیجو جو موسے جلکرو گئے۔

جب ان لوگوں کو اب پر جو موت سے مشابہ تین ہو تو برقیئل گزر گئے اور اس عہد کے لوگ مریکھ پکڑ سکے بعد اور بھی قرن مریکھ پکڑے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ بیکار بادشاہ  
بست پرستی چھوڑ کر عیسائی اور جودین کے مذہب پر تھا مگر اس عہد میں مرکز زندہ ہونے پر نام نہ نہ تھی ایک فریق منکر تھا ایک فریق نازل خود بادشاہ کو ترو و تھا خدا تعالیٰ سے  
انتظار نہ تھا کلاس میں اسکو کوئی شافی دلیل دکھا دے۔ خدا کی قدرت کو کچھ کلاس غار کی دیوار کو مکان بنانے کے لیے کسی نے دھانا شروع کیا یہاں تک کہ باکل ڈیا کر خاکا  
سمتھ کھو لیا۔ اوپر دیوار کا گنا اور دروازہ کھلنا تھا کہ اُدھر خدا نے انکو سیدار کیا و کذا لکھنا ہم کہ جسطرح اپنی قدرت کا ملے سے ہننے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکھا اسی طرح اپنی  
قدرت سے اُٹھ کر ہی دیا گیا کہ از سر نو زندگی عطا کی اب جو انگریز ہیں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھتے تو باہم پوچھنے لگے کہ کس قدر سوئے جواب دیا کہ یہ ناو بعض یورپ  
ایک روز یا کچھ کم کیونکہ سونے والی کو تختی مدت معلوم ہو کر تھی جو۔ غابین صبح کے وقت داخل ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو پوچھا پھر تھا سیلے کچھ کے کیا ان یا کچھ کہ سب  
پلنے سر کے بال اور ناخن بڑھے دیکھے تو کچھ کہ ہنواں تک سوئے ہیں سیلے کہہ دیا کہ ہم عالم بالینتم کہ خدا کی کو خوب معلوم ہے کہ کس قدر سوئے ہے مگر ابھی یہ معلوم نہیں کہ  
تین سو تو برس گزر گئے ہیں بھوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی کو خیر کی طرف روپیہ دیکر بھیجو زغار سے تھینا تین تیل بہہ نہر طروس کہ کجا انوس کہتے ہیں قلع تھا  
کہ جہاں بہہ بھاگ کر آئے وہیں اُٹھتے تھے (چاہئے کہ وہ پاک یا عمدہ کھانا ملا دے اور اس طرح چپ کر جاوے کہ کسی کو معلوم نہ ہو ورنہ خرابی آجائیگی کیونکہ ان پہلو  
علیکم اگر وہ قابو پا جاوین گے تو یا بارڈالین گے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے حسین سمر خرابی ہے۔ یہ کچھ رہے ہیں کہ قیافوں سو جو ہے دی زانہ ہے  
وہی لوگ ہیں پس ایک شخص ان میں سے چلا اور لوگوں سے بچے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو اسکی ہیبت بدلی ہوئی باقی حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہو گیا؟ اسی طرح دوسرے  
دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بھی بدلا ہوا یا نہر میں آیا تو باز اور کی صورت نئی دوکاندار نے لوگ نئے مذہب بھی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت  
عیسے علیہ السلام کے فائل میں ان تھا کہ انہی اس غار کے پاس اور تو کوئی شہر نہ تھا مگر یہ بھی وہ شہر نہیں رہا اسکے وہ آدمی ہیں آج ایک دوکاندار کو روپیہ دیا کہ بھیج  
بہر اسکی فلاں فلاں چیزیں دید وہ روپیہ ہاتھ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہ کس عہد کا سک ہے؟ پاس لے کو دکھا یا اسنے اور کو کھپکھپا تھا کہ باز اس میں حیرت لگ  
گئی پوچھنے لگے کہ کچھ بتاؤ تم کون ہو اور یہ روپیہ تم کو کہاں سے ملا؟ ضرور پرانہ دفتینہ پایا ہے بچ بچاؤ نہیں تو پولس کس حوالہ ہوتے ہو یہ کہہ ہے تھے کہ پولس تک پہنچ  
آخر بادشاہ و نعل کے رو بہ رو پیش ہوئے اسنے پوچھا کون بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو روپیہ کہاں سے لائے ہو؟ آخر الامراس نے سب سرگوشٹ بیان کی کہ ہم  
وقیانوس کے ڈر کے مارے اس غابین جا چھپے تھے جو اسے یہ نام ہیں آج سوئے ہوئے آنکھ کھلی ہے میں کھانا خریدنے آیا تھا لوگوں نے میری ہیبت اور  
سکہ دیکھ کر مجھے بھڑکے آپ تک پہنچا یا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ قیافوں کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب میں بادشاہ عیسائی مذہب رکھتا ہوں ارکان دولت  
اور بادشاہ نے انکے نام دفتر کے مطابق پا کر اور دیگر قرائن سے بھی معلوم کر لیا کہ یہی لوگ ہیں سب کو مر کر وہ بارہ زندہ ہونے پر یقین آیا۔ پھر بادشاہ ارکان  
اسکو دیکر غابین گئے وہاں جا کر سنے کہا پہلے مجھے جانے تھا کہ وہ پھر دیکھ کر گھبرائیں وہ غابین گیا پھر باہر آیا بادشاہ نے بہت کنشش کی کہ اندر جا کر تانکے سے  
مگر قصداً قدر نے رستہ بھلا دیا اور کوئی اعزائے اسکا بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ نے چند مصاحبوں کے اندر انکو پاس گیا اور اسنے لکڑیا دے دیا کہ کہنے وغیرہ کا ٹھکانہ بنا کر لے لے لے  
اس قصہ کی طرف بھلا ان جلوان میں اشارہ فرماتا ہے کہ لکھنا اعتراف علیہم یعنی جسطرح اپنی قدرت کا ملے سے انہیں اُٹھا یا اسی طرح انکو ان لوگوں پر بھنے ظاہر کر دیا یعلموا ان وعدہ اللہ  
حق وان الساعة لا ریب فیہا اتانا علو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا بصر ہے کہینہ انکا اسقدر عرصہ تک سو کر جاگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مرکز بھی  
سوا سبات کا انہوں نے مشابہہ کر لیا اور جو تین سو تو برس بعد انکی روح انکے جسم کے ساتھ متعلق کر سکتا ہے وہ تمام عالم کو ایک مدت کے بعد اسی طرح کھڑا کر سکتا ہے۔



اور پناہ زحون میں ہم بھی انکو ہوتے اٹھا یا جبکہ وہ باہم اپنے دین کے امر میں عکس کرتے تھے بعض کہتے تھے حشر ابدان کے ساتھ ہوگا بعض صرف بصر کا مبعوث ہونا  
 ملتے تھے تاکہ کائنات خلاف دور ہو جائے۔ یا عہد مراد کہ جب وہ غار میں تھے جہاں گاہ گاہ ہوتے اور وہاں جا کر مرگے تو بعض کہتے تھے مرگے بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر  
 سو گئے۔ یا عہد مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جس پر کوئی اگر نہ ہے اور بعض بان عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا  
 ابنوا علیہم نبیاً منہم لعلہم یعلمون علم ہم خدائی طرف سے حملہ خضر ہے انکے زمین جو اس عہد میں یا آنحضرت معلوم کے عہد میں ان حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی  
 انکی کچھ تعداد بتلا تا تھا کوئی کچھ کی تصریح ہو کر تا ہے سیقولون ملئنا راعہم کلہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا لکنا بتلاتے ہیں۔ یہ یہود کا یا عہد ان کے نصاریٰ کا  
 قول تھا ویقولون خستہ سادہم کلہم یہی بعض نصاریٰ عرب کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا تھا۔ ان دو قولوں کو رد کرتا ہے رحماً بالغیب کہ یہ محض  
 قیاسی اور بے بنی باتیں ہیں ویقولون ہمہ فاما ہم کلہم کہ وہ سات شخص تھے اٹھواں لکنا تھا۔ یہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت نبی علیہ السلام کے بتلانے سے  
 اس قول کی تائید فرماتا ہے کہ بنی اہل علم بعد تم یا اہل علم لکنا تھا کہ انکی تعداد خود خدای جانتا ہے اور تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہیں جنہاں اہل اسلام  
 ہیں اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکو یہ نام بتلانے تھے یلکنا کشائنا شیلینا اودشاہ کے دائرہ طے والوں میں سے تھے اور مرقش و برنقش شاذو قش بائین طرف دہشت  
 اور ساواں ایک ہزار اٹھ سو ستہ میں واقع ہے کہ ساتھ ہولیا تھا اور انکے کئے کا نام قطیہ تھا اور شہر کا انوس۔ (سیدنا دی)

جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت کو انکے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اوروں سے پوچھو اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرما دیا تا فلا رقیم لا لار دفا ہر انکو امر میں زیادہ جھگڑا  
 نہ کرو حضرت قرآن کے واقعہ سے غیر وید کیسی تھیں وروندو ولا تستدنا فہم منہم احدا اور کسی سے انکا زیادہ حال دریافت کرو جس کی لاعلی اور جہاں لاف نہ ہوتے  
 لگے کیونکہ کفار کا اخلاقی نبوت سے پہلے عہد ہے واضح ہو کہ شہر انوس یا انفس کو طرس بھی کہتے ہیں ایشیا کو چاک کا ایک شہر ہے اس میں اتریس نبوی کا ایک ایسا  
 مستر شاہ جو دنیا کی عجاہات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لئے اسل ت بن علاؤ الدین ت سکندر رومی پیدا ہوا تھا۔ پھر دوبارہ یہ مستر اسی طرح  
 بنا یا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جہاں وہ غار ہے کہ جہاں صحاب کھف غائب ہوئے تھے۔ یہ غار کی سیل تک کا ہے اور اسکی کئی  
 شاخیں ہیں بہت ناک در سے ہیں جبکہ شہر قیصرہ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اسکے خرابات بڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان  
 علاؤ اللہ کی عمارت ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دو نو تنظیم کرتے ہیں۔ غالباً یہ ہی خانقاہ ہے جو صحاب کھف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یا وہی عمارت  
 منہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قائم ہے۔

یہ واقعہ اصحاب کھف کا پیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے۔ ۳۰۷ء کے بعد جب قیصر فیلیوس کی جگہ جوسایون پر بڑا ہریان تھا وہ پیش پیش  
 توجہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم و سفاک تھا ان قیصران روم کے عہد میں قسطنطین تاک نیز قیصر سے لیکر وہ ظالم و زانی ہوئی تھی کہ جب کائنات  
 نہیں بر روم کے بادشاہ جنکا پای تخت ملک اٹلی میں شہر روم تھا اور انکا لقب قیصر۔ بت پرست تھے بنوں کی پرستش خصوصاً جو پیکر کی عبادت انکے ان تا فو افرس  
 تھی جو عدول علمی کرنا تھا اول اسکو نہایتش ہوتی تھی پھر کوئی قتل کیا جاتا تھا کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تھا کوئی آگ میں ڈال دیا جاتا تھا کسی کو لوہے کے گرم  
 تنوں سے باندھتے تھے جیسا کہ عیسائیوں کی کتاب تواریخ کلیسیا میں مصرحاً مذکور ہے۔

یہ واقعہ اس قیصر کے عہد میں گزرا ہے جیسا کہ لارڈ ولیم میلر نے تاریخ کلیسیا کے حصہ باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قول کہتے ہیں انفس کے کہنے والے

تفسیر سورہ کہف  
 جہاں گاہ گاہ ہوتے  
 اور وہاں جا کر  
 مرگے تو بعض کہتے  
 تھے پہلے کی طرح  
 پھر سو گئے۔ یا  
 عہد مراد کہ بعض  
 اس غار پر ایک  
 ایسی عمارت بنانا  
 چاہتے تھے جس پر  
 کوئی اگر نہ ہے  
 اور بعض بان  
 عبادت گاہ بنانا  
 چاہتے تھے جیسا  
 کہ اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے فقالوا  
 ابنوا علیہم نبیاً  
 منہم لعلہم یعلمون  
 علم ہم خدائی  
 طرف سے حملہ  
 خضر ہے انکے  
 زمین جو اس  
 عہد میں یا  
 آنحضرت  
 معلوم کے  
 عہد میں ان  
 حالات پر  
 زیادہ بحث  
 کرتے تھے  
 کوئی انکی  
 کچھ تعداد  
 بتلا تا تھا  
 کوئی کچھ کی  
 تصریح ہو کر  
 تا ہے سیقولون  
 ملئنا راعہم  
 کلہم کہ بعض  
 انکو تین  
 شخص کہتے  
 ہیں اور چوتھا  
 لکنا بتلاتے  
 ہیں۔ یہ یہود  
 کا یا عہد ان  
 کے نصاریٰ کا  
 قول تھا  
 ویقولون  
 خستہ سادہم  
 کلہم یہی  
 بعض نصاریٰ  
 عرب کا قول  
 تھا کہ وہ  
 پانچ شخص  
 تھے چھٹا  
 تھا۔ ان دو  
 قولوں کو رد  
 کرتا ہے  
 رحماً بالغیب  
 کہ یہ محض  
 قیاسی اور  
 بے بنی باتیں  
 ہیں ویقولون  
 ہمہ فاما  
 ہم کلہم کہ  
 وہ سات  
 شخص تھے  
 اٹھواں  
 لکنا تھا۔  
 یہ اہل  
 اسلام کا  
 قول تھا  
 حضرت نبی  
 علیہ السلام  
 کے بتلانے  
 سے اس قول  
 کی تائید  
 فرماتا ہے  
 کہ بنی اہل  
 علم بعد  
 تم یا اہل  
 علم لکنا  
 تھا کہ انکی  
 تعداد  
 خود خدای  
 جانتا ہے  
 اور تھوڑے  
 سے بندے  
 اسکے  
 بتلانے  
 سے جانتے  
 ہیں جنہاں  
 اہل اسلام  
 ہیں اسی  
 لیے حضرت  
 علی رضی  
 اللہ عنہ  
 انکو یہ  
 نام  
 بتلانے  
 تھے  
 یلکنا  
 کشائنا  
 شیلینا  
 اودشاہ  
 کے  
 دائرہ  
 طے  
 والوں  
 میں  
 سے  
 تھے  
 اور  
 مرقش  
 و  
 برنقش  
 شاذو  
 قش  
 بائین  
 طرف  
 دہشت  
 اور  
 ساواں  
 ایک  
 ہزار  
 اٹھ  
 سو  
 ستہ  
 میں  
 واقع  
 ہے  
 کہ  
 ساتھ  
 ہولیا  
 تھا  
 اور  
 انکے  
 کئے  
 کا  
 نام  
 قطیہ  
 تھا  
 اور  
 شہر  
 کا  
 انوس۔  
 (سیدنا  
 دی)

ساتھ جوان دشمنی کے ظلم کی سختی سے غور کر پاس ہی کسی عاریس جاچھے تھے اور وہاں دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک غریب بن گیا تو وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھ کر نہایت تعجب میں آیا یا قیلاً اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بے ہمتی خیالی باتوں کے ساتھ لکھ کر ہوئی ہے اس میں اس خوب کے ایام جانے دوسو برس ۳۰۹ برس کہے ہیں اس اسکو صریح مجھے سبالت صاف ہو گئیں کی کتاب کے ۲۳ باب کا آخر دیکھو انتہی الغرض ولیم سیر صاحب اور گین صاحب کو جو نئی کوشش کی عہد کے صریح میں اس قصہ کی بابت جو قرآن مجید میں مذکور ہے بحر تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک سبالت کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے سبالت کیا ہے۔ ولیم سیر صاحب اگر ان کی سیداری کا زمانہ ستین بدلائل کرتے تو یہ اتہام یا دریا نہ زیبا تھا ورنہ اس سبے کی رائے کو کتاب الہی کے متناہ میں کون سنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جسے قینا بہتر برس بشیر پیدا ہوئے اور گزرا ہے آنحضرت پر غلط بیانی کی صورت میں کہ کبھی کبھی لازم لگاتے اور پھر قریش کے کہے ہاتھ تو ان حضرت صلعم کی غلطی کے لیے ایک بڑی مسعد ہاتھ آجاتی حالانکہ وہ شب و روز ایسی ہی بالوکی تلاش میں آگئے تھے

### قوائد

۱) سوال۔ ان آیات سے اصحاب کہف کی ایمان داری اور ملح ثابت ہوتی ہے اور اسکا سبب بظاہر دین عیسوی قبول کرنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس عہد تک دین عیسوی غیر محرف تھا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکھا گیا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا جو آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے نتیجہ نکلا کہ کجکل جو مذہب عیسوی ہے وہ ویسایا یا تحریف ہے جیسا کہ پہلے زمانہ میں مسیح علیہ السلام اور حواریوں کے عہد میں تھا یہیں سلمان جو اس مذہب پر الزام تحریف لگایا کرتے ہیں محض تعصب ہے۔

### جواب

جسے مذہب عیسوی کی تاریخیں کچھ نہیں ہیں اس پر بات ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوئی تھی پولوس اور شعون اور دیگر لوگوں میں جو کچھ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ میں کتاب اعمال حواریں ہی سے ثابت ہے جسکو عیسائی نہیں کہتے ہیں اور پولوس کے ناموس بھی جو انجیل مانے جاتے ہیں اور پھر بعد میں جو کلیسیاؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے انکی بیان کرنا طاعت ہے چوتھی صدی عیسوی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اول قسطنطین عیسائی ہوا اسنے انہیں اختلافات دور کرنے کے لئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر اصول مذہب قائم کرنے کے لئے شہر نائس میں بڑے زور و شور سے ایک انجمن منعقد کی اور پھر برسوں تک انجمن منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فرقے جدا ہی رہے عیسائیوں میں الوہیت مسیح کے منکر بھی باقی رہے اور اب تک عیسائیوں میں ان مخالف فرقوں کے پیر و پانی میں جس جب یہ سبے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ انیسویں کے عیسائیوں کا مذہب تھا جو آنحضرت صلعم علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پھیلا ہوا تھا جہیں بیشمار تحریفات میں اور کجکی اصلاح کے لیے نبی آخر الزمان علیہ السلام بھیجے گئے؟ حق یہ ہے کہ اصحاب کہف حواریوں کے مہلی مذہب پر تھے تخلیق والوہیت مسیح سے انکے کان بھی آشنا نہ تھے ہنر پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تھا۔

(۳) اس بات کا کہ اصحاب کہف اُس عاریس اب تک سوتے ہیں اور قیامت تک نہ سوتے ہیں گے۔ یا چھ کدوہ میدار ہوئی کے بعد غار میں جا کر مر گئے اور پھر نہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آج اُسکے چادر کو نے خلفا را وجہ نے پکڑے اور پچیس آنحضرت بیٹھے اور اڑا کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے اسنے حضرت صلعم نے ملاقات کر کے انکا سلام تلقین فرمایا۔ قرآن و احادیث سے پتا نہیں لگتا سو غرض کی راہیں اور انکے اقوال میں واللہ اعلم۔

لہذا قرآن مجید میں  
جسے مذہب عیسوی کی تاریخیں  
کچھ نہیں ہیں اس پر بات  
ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات  
حواریوں کے زمانہ ہی میں  
اختلاف کی بنیاد قائم ہوئی  
تھی پولوس اور شعون اور  
دیگر لوگوں میں جو کچھ  
اختلاف پڑا وہ خود حواریوں  
کی تاریخ میں کتاب اعمال  
حواریں ہی سے ثابت ہے جسکو  
عیسائی نہیں کہتے ہیں اور  
پولوس کے ناموس بھی جو  
انجیل مانے جاتے ہیں اور  
پھر بعد میں جو کلیسیاؤں  
میں اختلاف ہوا اور مختلف  
فرقے اول اور دوسری صدی  
عیسوی میں پیدا ہوئے انکی  
بیان کرنا طاعت ہے چوتھی  
صدی عیسوی میں جب روم کے  
قیصروں میں سے سب سے اول  
قسطنطین عیسائی ہوا اسنے  
انہیں اختلافات دور کرنے  
کے لئے اور نیز الوہیت مسیح  
و دیگر اصول مذہب قائم  
کرنے کے لئے شہر نائس میں  
بڑے زور و شور سے ایک  
انجمن منعقد کی اور پھر  
برسوں تک انجمن منعقد ہوتی  
رہیں مگر تاہم بہت سے فرقے  
جدا ہی رہے عیسائیوں میں  
الوہیت مسیح کے منکر بھی  
باقی رہے اور اب تک  
عیسائیوں میں ان مخالف  
فرقوں کے پیر و پانی میں  
جس جب یہ سبے تو اب کون  
کہہ سکتا ہے کہ انیسویں  
کے عیسائیوں کا مذہب تھا  
جو آنحضرت صلعم علیہ  
وسلم کی بعثت کے وقت  
ملکوں میں پھیلا ہوا تھا  
جہیں بیشمار تحریفات میں  
اور کجکی اصلاح کے لیے  
نبی آخر الزمان علیہ السلام  
بھیجے گئے؟ حق یہ ہے کہ  
اصحاب کہف حواریوں کے  
مہلی مذہب پر تھے تخلیق  
والوہیت مسیح سے انکے  
کان بھی آشنا نہ تھے  
ہنر پولوس کی تعلیم کا  
اثر نہ پڑا تھا۔





وَأَخْرَجَ لَهُمْ قُلُوبًا فَجَعَلْنَا الْفُجُورَ فِي قُلُوبِهِمْ وَلَخَلَّ فِيهَا مِنَ الْمَاجِرِ الْفَخْخَ وَالْأُنْجَسَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ سَائِبِقُ السُّبْقِ وَمَا فِيهَا مُتَدَبِّرٌ

اور اگلوں، مفتخوں کی مثل بھی سناؤ کہ جنہیں سے ایک کے ٹوہنے اگبر کے دو باغ تیار کے اور ان کے دو اگر کو جوہن نکائیں اور ان کے دریاں کہتے بھی لگائی دو نو باغ ہیں کہ اپنے پہل لاتے ہیں

وَلَمْ نَظْمِ يَمِينَهُ شَيْئًا ۖ وَفَجَّرْنَا خِلْفَهُمْ نَهْرًا ۚ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ۖ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ كَلَامًا ۚ

اور بھلا نہ سنے کہ کچھ نہیں کرتے اور ان باخون کے پیچھے ایک نہر بھی جاری کی اور اس شخص کو اس بہت چمک چڑھتا ہوا جاسا ہے تیار کرتے ہوئے یہ کہا کہ اس شخص سے اس کی بھی زیادہ ہوں اور دینے کا نام بھی

نَفَرُوا وَخَلَجْتَهُمْ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذَا أَبَدًا وَمَا أَتَىٰ السَّاعَةَ فَاثِمَةٌ وَأَوَّلُكُمْ رُدَّتْ إِلَىٰ رَبِّي أَرَأَيْتُمْ

زیادہ عزت دار ہوں اور جبکہ وہ اپنی جان پرستم ڈال رہا ہوں اپنے بڑے میں گیا جا کر کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیا کہی ہو۔ راجہ کو گواہوں کو قیامت ہو رہی اور اکیلے سے دیکھ کے ہاس ہنسنا باجھ کر گیا تو

خَفَ مِّنْهُنَّ عَنَّا ۖ قَالَ لِمَ صَاحِبُهُ وَهُوَ أَخْلَاوُكُمْ أَكُنْتُمُ الْبَالِغِينَ خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ آبٍ نُّدْمِمُكُمْ ثُمَّ فَتَنَّاكُمُ الْفِتْنَةَ فَخَلَقْنَاكُمْ مِّنْ نَّسْلٍ مَّوْثِقٍ ۚ وَنَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۚ

سے یہ کہتے تھے اُن کے فوج نے اس سے ہزاروں روپے کر کے لے لئے اور ان کا کھانا بھی کھا دیا۔

پھر جسے پورا آدمی بنا دیا

وَبِزِيٍّ أَحَدِ الْوُجَرَاءِ دَخَلَ جَسَدُكَ فَشَاءَ اللَّهُ لَوْ أَنَّكَ مِنْكَ مَا لَوْ وَلَدَ عَسَى رِيٍّ

سبب ہے اور میں اسے سیدھی سیلوی شرب نہیں کر سکتا۔ اور نوے کھلے پتوں کا محض حل ہونے لگتا یہ کہ جالہ جالہ ہے چاہا سو سو اور پھر یوں اس کے نیلے کچھ بھی قدرت نہیں کر سکتی کہ وہ اس کو حل کر دے اور لہذا میں کم کم ایک سو پانچ سو تیس کا محلول بنا کر پیتا ہوں۔

يُؤَيِّنُ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلُ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا ۖ أَوْ يُصْبِحُ مَا وَهَا غُورًا فَلَنْ يَنْسُطَ عَلَيْهِ طَبَقٌ

درے بلع سے بھی بہتر بلع دے اور اس بارغ پر ایک آسمانی جہنم کا وسیعہ جس سے وہ پیشیل میدان ہو جاوے

أُجِيبَ قَمَرٌ كَأَنَّهُ قَدْ قَلِبَ كَهَيْدِهِ عَلَى مَا أُلْقِيَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوسِهَا يَقُولُ لَيْسَ بِنَبِيٍّ أَحَدٌ لَوْ كُنْتُ لَدُنْكَ

دراکے پہلوں پر آفت آبی پڑی تھی تو وہ ہر کچھ اسے باغ میں حرفت کیا تھا اسپر ماخصی ملتا رہ گیا اور یہ باغ سہم کہ سبز مزارا پر پڑا ہوا دودھ سپر کہہ رہا ہے کہ باغ کے سب سے پہلے کے کھانے کا تالار اس کا

نُصْرُؤُنَا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا كَانَ مُنْتَصِرًا لَوْلَا تِلْكَ الْوَاوَةُ الَّتِي هِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ مِائَةِ عَفْوَ

نہی نہی کی کد کے مغایر اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود ہی انتقام لے سکا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اسے اختیار اللہ کے کوسے۔ اسم کا لفظ۔ ہفتہ بار پڑھنا اور توبہ کرنا۔

ہر دنیا کی بے بنیاد اور اس کے اسباب و تحمل پر غور کر کے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کا بد نتیجہ کو بھی دنیا ہی میں ظاہر ہونا ہے، ورنہ مصلحتوں کا تشیل سے سالانہ فرائض بعض

تہتے ہیں یہ صرت ایک تمثیل ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ دراصل السیمہ دو شخص تھے، ایک حاکم کا بہنوئی واقعہ سے بعض کہتے ہیں کہ یہ شخص ہی ان اہل بیت سے مدد مانگا

ہے کہ ایک نے اسناما، اللہ کا راہبر، صرف کہانتا دوسرا دینا اور بیشک اور دور دراز تیرا کیا کہ تیرا اسنہ و ناہنا تیرا الہا

یہ سب کچھ سن کر وہ بے ہوش ہو گیا۔ وہ سوچا کہ اس کا دل کیسے ہو گا۔ وہ سوچا کہ اس کا دل کیسے ہو گا۔ وہ سوچا کہ اس کا دل کیسے ہو گا۔

[illegible]

ایک دن وہاں ایک اور حادثہ رونق پڑا۔ یہاں بھی ایک رورہ اسے عربی مومن بھائی کے ساتھ بلع میں کیا اور وہاں بجائے شکرگزاری کے تکیہ کیا

دینیوں کی رسی پر پیاس لڑے آخرت میں بھی بدلہ لیں گے۔ پائے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے

حاجا یحییٰ نقیصین کی بیگم نے مانا آخر اسپر اسما فی بلانا نزل ہوئی کہ تمام باغ آجا ٹر ہو گیا جب پرہ نہامت و حشرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کیا کرے گا







اور اللہ تعالیٰ ہم نے قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کو ہر طرح کی مثالیں بیان کر دیں مگر انسان بڑا ہی جھوٹا ہے اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آجی تو پھر ان کو ایمان لانے

[illegible]

اور کہ فرمودہ شہادت سے مجھ کو کہتے ہیں کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ انہوں نے تو میری آیتوں کو انویس ہو کر لکھ دیا ہے ہنسی نہ لایا ہی۔ اور اس پر کہ ان کا یہ طاعن کہ اس کے لکھنے سے پہلے یہ آیتوں میں سمجھا جاتا ہے وہ خود انہیں میرے

وَلَيْسَ مَا قُلْتُمْ بِلَا ءَاتٍ نَّاجِلًا عَنَّا قُلْ هُمْ أَكْثَرُ أَعْيُنًا عَلَىٰ مَا قُلْتُمْ وَلَٰكِن لَّا يُفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ أَغْشَاءٌ وَلَٰكِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَيْسَ بَعَثَ لَدُنَّا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے۔ چہ ہی انکے دلوں پر پردے ڈال دے ہیں حق بات کہ سچے ہیں اور انکو کالوں میں رکھ کر دیا ہے (یعنی ہماری ہوشیاری میں) اور اگر آپ انکو دہانت کیونہ بھی بلائیں تو بھی وہ ہرگز کسی

راہ پر نہ آدھیکے اور آپ کا بڑا غصے والا صفت وہ ہے اگر اے کئے بڑا لکھو کچلا نا چاہتا تو فوراً ہی عذاب بھیج دیتا بلکہ ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جسکے بعد انہیں بچے کا موقع نہ لگے اور یہ عذاب

الْقُرْآنِ أَهْلَكْتُمْ مِمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا مِثْلَهُمْ مَوْعِدًا ۝

بستیوں کو جگلو بننے ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا تھا اور انکی ہلاکت کا بھی ہنسنے ایک ذقت مقرر رکھا تھا ۔

تفسیر میرزا شاہ کا کہنی دیر کا یعنی خیر نہایت پر اثر اور عمدہ پیرایہ سے بیان فرمایا گیا اور صلہ سعادت کی پرستی منسوخ کر دی گئی اور دنیا کے سبب اور کسی بقا کے راہ کو اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم یا گناہ مال میں بھی پیش  
 آئی لیکن اگر کج طرح سے یہی نہیں ہے اسے متضمن کو دفع تصرف منسوخ کیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر انسان اکثر شی جلا کر کھائے کھالوں اور کجا طاعت میں حجت نہ ہو تو حکم سے نہ توبہ سے نہ

پھر یہی ایک سبب ہے کہ جو کچھ ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ ہماری طبیعت میں جڑ جاتا ہے اور ہماری طبیعت میں جڑ جاتا ہے۔

نہایت عجز و خوارگی میں حاضر ہو کر اپنے سر پر زنجیریں باندھ کر اپنے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ یہ سب کچھ سنا کر حضرت علیؓ نے فرمایا: "اے اللہ! یہ شخص مجھ سے بڑا عظیم الشان ہے، اس لیے اس کی سزا میں سے اس کو معاف کر دے۔" حضرت علیؓ نے اس کی سزا میں سے اس کو معاف کر دیا۔

ہم ہر پیری مرگ احمد غزہ بیاری نوشہرہ غنی غنار نوشہرہ غنی وغیرہ اور دنیا میں بھی بہت تغیر عالم قبلہ ہمارا وادوں دہرہ بھارت آن کی آیات کو اور جن میں چیز کا کھڑا کیا گیا خدا بنیاری ملک دادا  
کیکے بعد جنہم بکھو بنیاری لگی بنایا جہان انو پیر متحرکتے ہیں شہر ہنر لڑ استقبی اب میں نظام الاسلام ہے کہ اور کوں ظالم ہوگا ایسی اس بچنے کا اصلی سبب ہے اسے اس کا بنیاری ظلم سے کہتے انکے

[illegible]

انہوں نے وہ نائل کر دی اس لیے ان کے عزم علی اللہ ہی اور پیو کر آپ اللہ کو کتنا ہی کیوں نہ ہر ایت کی طرف بلا میں یہ کہیں بھی ہر ایت فعل کر نی گئے ان کی سزا قہری ہے کہ یہ بیکار گھاسن خنہ جی سے لہر کر کے کھانچا کر کے مگر وہ ان کے لئے کھانا نہیں کھاتا اور ان کے لئے وقت ضرور رکھا ہے ان کے یہی ایک وقت مقرر ہے جس سے پہلے نہ کہہ سکا

دوست نہ کر سکتا ہے کہ وہ بہر بھی کو باوجود تو ابھی ظاہری بنیانی تو تو جو ہری عادی و ذوق ملی الٹی اور بدراستہ بدینہ کو دیکھیں وہ بھی انکی جرمنی پر غصہ نہ کر سکتا ہے بلکہ انکی کسی ایک انتہی فرسقا

[illegible]









اس پر ہی دیوار سو وہ ڈو بیٹھ کر کون کی تھی جسکے بیٹے انکا خزانہ نہ فون تھا اور انکا باب نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو اسکی اولاد کے ساتھ حسان کرنا منظور تھا کہ وہ ان کو جو کہ وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس کو اور کو درست نہ کیا جاتا اور پھر گڑبڑ تھی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلئے اسکو درست کر دیا کہ انکی جوانی مکنت کرے۔ کہئے اسپر کیا ہجرت یعنی شناسائی تھی؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہو کر پھر بنی اسرائیل میں آگئے۔ لیکن معلوم ہو گیا کہ دنیا میں خدا کے بند و محب سے بھی زیادہ عالم ہیں۔

### اجاث

(اول) پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گزرا ہے؟ حال کے اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اسکا کہیں ذکر نہیں ہے اسکے منکر میں علماء اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے اسی لئے مجمع البحرین یعنی دو مسندوں کے لئے کے موقع میں اختلاف کیا ہے قتادہ بجز ماں و بچہ و دم شہر تھی جانب کا کہتے ہیں بحرین کعبہ کعبہ بتلاتے ہیں آئی بن کعبہ افریقیہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہ ہے کہ پھر وہ اسوقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ایک قلعہ کو جو کہ ملک عرب کے شمالی و مغربی کناروں میں آج ہے تھے اور بحرین سے مراد بحر قلعہ کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دو رنگ جاکر دو شاخ ہو گئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جدا ہوتی ہیں گویا وہ ان دونوں شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہوئی جگہ ہے انہیں دو شاخوں کے چرچ میں کوہ سسینا اور عرب اور وہ مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں۔

چنانچہ جغرافیہ ذرا صفحہ ۳۴۵ کے حاشیہ میں یہ ہے و باعقاد سن بحیر البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عز وجل حتی یبلغ مجمع البحرین ا

لشفا کے فیلع عقیدہ مجمع سوس است و اکثر مفسرین باشند با اشتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملحق است بحیر عمان و منہد گرفتہ اند حضرت موسیٰ باں صفحات جبر نفرد و دو اہم قدیم عقیدہ ایذا است و اکثر سے یزاید را اند استہ اند و ابدالہ بحرہ خواندہ اند بیس تفاوت رہ از کجاست تا کجا انتہی توریثہ موجودہ میں اس قصہ کا صریح ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ قصہ واقع نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تحقیق کر چکے ہیں کہ جو سب اہل کتاب کہتے ہیں منقود ہو گئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ بحال گشتا تھی۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ موسیٰ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران بارعل علیہا السلام کے بھائی ہیں۔ مگر کعب اخبار کی بیوی کا بیٹا نونل کا لی یہ کہتا تھا کہ یہاں اور موسیٰ ہیں جو بنی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباس نے اسکی تلمذ یہ کردی کہ وہ غلط کہتا ہے۔

و شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون تھے؟ علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہ سبز و ہریالی ہو جاتی تھی اسلئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے سبب سے ہیں۔ یہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوئے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے؟ قرینہ سفر پیدائش کے جو دیوں باب کے اخیر میں ملک صدق کا ذکر آیا ہے کہ اسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور وہ خدا کا ہن تھا پھر اسی ملک صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامہ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہ لکھا ہے کہ چونکہ یہ ملک صدق سلیم کا بادشاہ تھا خدا کا کائنات تھا جسنے ابراہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھرتا تھا استقبال کیا اور اسکے لئے برکت چاہی جسکو ابراہام نے سب پیرونی

وہ ایک دیوہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق رستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالیہ یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ ہے باب بے باب بے باب بے باب بے باب نامہ جس کے دنوں کا شروع زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہت کے پیشہ کا بن رہتا ہے

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جس کی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق ہی شخص ہے کہ جس کو اہل اسلام حضرت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چار بھائی اور اب الہدیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی۔ شاید پلووس کا یہ کہنا کہ ان کے زمانہ تھی نہ باب نہ اسکی عمر کی ابتدا ہے۔ مبالغہ پر محمول ہوا جو اسے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لئے یہ بات کہی ہو۔ والہم عند اللہ۔

### حضرت علیہ السلام

کے بارہویں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کر کے جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشائی نماز پڑھ کر یہ فرمایا تھا کہ آج کی رات جو زمین پر زندہ ہے تلواریں کے اخیر تک مر چکے گا (یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بوجہ حیرت نہ کر مر گئے مگر اکثر علماء فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاس۔ اور سال جہر میں دونوں ایک بار ملاقات بھی کرتے ہیں حدیث مذکور میں جو سو برس کے بعد مرنا آیا ہے وہ اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کر کے فرمایا ہے عہد مراد نہیں کہ جسکی زندگی محض اسکی قدرت کاملہ کے طرہ پر ہو وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

خضر کی زندگی کی بابت یہ جو حواہ میں مذکور ہے اگر وہ سکندر زو الفریقین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذو الفریقین اب حیات کے پیشہ کا رسند بھول گئے اور خضر نے وہاں پہنچ کر وہاں بیٹھا لیٹا لیٹا رہا انکی زندگی ہمیشہ تک رہی اور نیز یہ کہ خضر دریاؤں پر بہتے ہیں وہاں کے کاربار انہیں سے متعلق ہیں یہاں تک کہ حواہ کنوئیں نالابوں نہروں پر بھی خضر کے نام کا چراغ جلاتے اور دلیہ پکارنا فتح دلاتے ہیں اور انکے نام کی ڈہائی دستچیزیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اسکا ثبوت ہے نہ بغیر علیہ السلام کے کسی قول سے۔ اور انکی پریش کرنا اور ہائی دنیا تو مردہ کا ممنوع ہے۔

(سوم) باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ادوار العزم رسول تھے انکو تو ریت دی گئی تھی خدا تعالیٰ سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل رہتا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے۔

اسکا یہ جواب ہے کہ انسانوں میں سے بعض انہوں میں ایسے ہی ہوتے ہیں کہ انکے قویٰ خیالیہ حسیہ انوار و احاطہ روحانی کی وجہ سے ضیف ہو جاتے ہیں اور انکی قوت تلبیکہ اپر بہرہ نایک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جائے تو پھر یہی نہ ہوا انکی روح علوم و معارف الہیہ کے لیے ایک آئینہ پر جلا ہوتی ہے نہ اپر مللہ سطحیہ عالم غیب کے اسرار فاضل ہوتے ہیں اور اسکی کو علم الہی کہتے ہیں کہ سب انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں مگر ہر گز راز نگ و پوشیدہ دیکھا نہ ہوا ہر ایک کے مراتب متفاوت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم خلق کی طرف زیادہ توجہ تھی انہی قسم کے علوم فاضل ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت خضر علیہ السلام

تیسرہ کتب

تیسرہ کتب

اگر وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں لگے تھے اسلئے نظر سے غائب ہو جانا اور ہزاروں کوس دم مارنے میں چلا جانا سمندر میں پھرتا رہنا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر ان کے انحال کسی سرسری وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں۔ اسی لئے حضرت موسیٰ سے حضرت نے کہا تھا کہ تمکو اور علوم مجھے اور علوم دے گئے ہیں تم میرے ساتھ نہ رہ سکو گے آخر موسیٰ نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے آئے۔

(چہارم) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی حضرت صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جبکہ ابدال و ادوات و اقطاب کہتے ہیں۔ مگر جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہ سمجھ لینا کہ باطنیت اور ہے طریقت اور ہے نماز و روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں ہر عالم کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلا کا اسنے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا رنگ فوٹی کرنا اور حضرت کی کینا کو باوا سوئی نے بھی حضرت پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (یعنی انہی میں رنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیرہ لک بن الخرافات محض و سوسہ شیطانی اور دام نزدیک ہے سعادۃ اللہ انظاہر ابدال ایسے نہایت کے کب مرتکب ہوتے ہیں حضرت علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو کہ ان میں سر و نہایت نہ تھی۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے۔ ہانسی کا تختہ لگانا کہ جس سے وہ غرق ہوئے اور انکی کشتی بچ گئی ایسی ہی بات ہے کہ جہاں سر کے بال ہونڈ دینے سے کسی کا مرض دفع کر دیا جائے رہا اس بخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور قزاق تھا بول تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

## ف

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انہیں الزام لگا یا گیا کہ کرشن نے گو بیوں سے ایسا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے فراسی بات پر اتنے لوگوں کو میر جی سے قتل کر ڈالا تو ہندو کے رئیس المناظرین لالہ اندر من نے حضرت موسیٰ کا قتل کو مٹکا لارنا اور حضرت علیہ السلام کا کشتی کا تختہ لکھنا اور اس کے قتل کرنا حضرت آدم کا بھول کر گندم کے درخت کو کھانا گنوا دیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصہ جو ہمارے خوش اعتقادوں نے اہل کتاب سے لیے تھے بیان کرنے کو دیکھو تمہارے سلم بزرگوں نے کیا کم کیا ہے؟ اس جواب سے ناواقف ہندو نوشا بدعنوان ہو گئے۔ ہوں گے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضر موسیٰ و آدم کا یہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ جبرت انگیز ماجرے جو انکی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں کسی تشبیح سوط اللہ الجبار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

## ف

قرآن مجید میں جو حضرت علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک میں امت کے جو عجیب موزیں۔ اول کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچا دینا اس بات کی تعلیم ہے کہ غلطی سے نقصان پڑنا جہنمونا چاہیے اس میں جانے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہ بھی کہ کسی غریب کو دنیا کشتی میں لے کر لایا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا آسانی ہلاکتوں سے بچے کا سبب ہوگا (۲) نیک آدمی پر صدقہ لکھنا کی صحت الہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بخت لڑکے کا مزاج دنیا و آخرت میں ایک رنگ کا باعث تھا جسکے بدلہ میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد بہشتوں تک خلا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ پکارتا ہے جیسا کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے

ان غریبوں کی خدمت میں جیسا کہ

ہندوؤں کے ساتھ

۱۱۷

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقُرْيَانِ قُلْ سَأَتْلُوهُ عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۚ إِنَّا مَكِّنَّا لَكَ فِي السَّحْرِ وَالتَّائِبِينَ وَأَتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ سَبْعًا مِائَةً سِتِينَ

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں اسے کہہ دو کہ میں تمہیں اسکا کچھ حال سناتا ہوں۔ جسے اسکو تک میں بڑی قوت دی تھی اور تم کو ہر ایک طرح کا سزا دے سامان عطا کیا تھا پھر پھر سزا دے سامان تیار کر کے لایا اور اسے (دیکھا اور کیا) حق ادا کیا کہ مغرب الشمس و جدھا تعرب فی عین جملة و وجد عندھا قوما فلما لایا القرینا انما ان تعرب و اما ان تخذن  
یہا تک کہ جب وہ آفتاب کو دھوپ ہونے کی جگہ پہنچا تو اسکو وہ ایک گرم ریاح سیاہ (پتھر میں ڈھپنا ہوا کھائی دیا اور وہاں اسے ایک قوم کو بھی لایا جسے کھانا پھر ان کے لئے لایا اور اسے اور اسے ایک  
فیہم حسنا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ علی انکرانہ و اما من امن و عمل صالحا فله جزاء

سزا کر دو گوں سے (کہہ دو کہ ان میں ظالم ہے اسکو تو میں سزا دی دوں گا پھر وہ اپنے رب کے پاس روانہ ہوگا پھر توبہ ملے اور یہی سخت سزا دیگا اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اسے نیکی بھی کی ہوگی تو اسکو

الحسنی و سنقول له من امن امن یا یسرا

(خدا کے پاس بھی) نیک بدلہ دیگا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسکو آسان ہی حکم دیں گے

### ترکیب

عن یسرا تک سے تعلق ذکر آتوں کا مفعول۔ لکن کا مفعول امر محمد و جدھا جواب ہے اذ انک کا تعرب جملہ حال ہے ضمیر جدھا سے یا مفعول و جدھا سے  
ذات حات۔ ابحاث الطین الاسود۔ و قرأ ابن عامر حفرة حاسیہ لے حارة آنا تخر کے لئے ہزار کو حمرہ کسی انضاض بالنصب و التوفین پڑتے ہیں اور باقی بالرف  
والاضافہ۔ اول التوفیر پر نظر کیجئے جزا و حبیبہ کہہ تے ہیں کہ ہذا الثوب جہت۔ دوسری صورت میں تخری کا مفعول الفطیہ مقدر مانا جاوے گا یا اللہ بوس ہزار اس مفعول  
ہوگی اللہ بوس تخری کی و اضافہ الموصوف الی الصفہ کثیر۔

### تفسیر

یہ تفسیر قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا انا مکنا سو تہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ  
جسے ذوالقرنین کو دنیا پر بنا دیا پھر اسکا ایک قسم کا سزا دے سامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب  
علم تاریخ مدون ہوا ہے تب سے ایسے سزا دے سامان جواب میں بیل و غانی جہاز پاسے نہیں جاتے مگر تاریخ سے پہلے جو معلوم زان میں جاتے کیا کیا صنعتیں تھیں  
اور کس گئیں جنکے بعض آثار تہذیب و تمدن کے کہہ دینے سے برآمد ہوتے ہیں) فرماتا ہے فاتح سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا سزا دے سامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی  
سمت کو روانہ ہوا یہاں تک کہ انکو آفتاب مندر کے گرم و سیاہ پانی میں ڈھپنا ہوا دکھائی دیا اگرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑی  
ہونے والے کو پانی میں اور یہاں کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہونا ہوا معلوم ہوا کرتا ہے۔ اور یہ جو جنت پڑھا ہی اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے  
سیاہ دلدل ہوگا جس میں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا۔ الفصح و بان ایک بنت پرست قوم کی جسکی پشت خدا نے ذوالقرنین کو باہام یا بوسا بنی یہ حکم  
دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ انکو کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا وہ وہاں میں ظالم و مکرش میں ہیں انہیں سزا دے گا یہی بارگاہی لایا  
جو اس کے بعد وہ اپنے رب کے ناں جا کر اور بھی سخت عذاب پاویں گے یا یہ مراد کہ سزا دے گا کوئی سزا ہو پھر مرنے کے بعد وہ وہاں اور بھی سزا  
پاویں گے اور جو ان میں ایماندار اور نیک ہو جاوے گا انکو اچھا بدلہ انعام و کرام دوں گا اور یہی حکومت و ریاست کے امر میں بھی ان سے فرمایا ہوگا  
چنانچہ ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا۔

ذوالقرنین  
کا حال  
پوچھا گیا  
اور اس کا  
جواب  
دیا گیا

تَعْلَمُ سُبْحَانَكَ حَقَّ إِذْ أَبْلَغَ مَطْلَعُ الشَّمْسِ جَدَّهَا نَاطِعًا عَلَى قَوْمٍ لَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا كَذَلِكَ وَقَدْ أَحْنَاكَ إِلَىٰ

خَبْرًا ۝ تَعْلَمُ سُبْحَانَكَ حَقَّ إِذْ أَبْلَغَ بَيْنَ السَّكِينِ وَجَرَ مِنْ دُونِهَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝ قَالَ أُولَٰئِكَ الْقَرَّانِ إِنَّ

یاجوج و ماجوج تو کس نے قتل کیا تھا کہ جب وہ پہاڑ کے دودروں میں پہنچا تو ان کے پار ایک ایسی قوم ملی جو ان نہ سمجھ سکتی تھی۔ انہوں نے اس ترجمہ کی سرفرازی کہا اسے ذوالقرنین

یَا جُوجُ وَمَا جُوجُ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ يَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكْنِي وَيَوْمَ يُرْجَعُ

فَأَعْمَوْنِي يَقُولُ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ سَدًّا مَا أَنَا أَنُوِي رَبُّ رَبِّ السَّعْدِ حَقَّ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَّائِينَ قَالَ أَلَمْ نَقُولْ إِنَّكَ لَكَلَامٌ

بہتر ہے بلاتھ باؤں کی طاقت سے میری مدد کرو میں تمہاری مدد کر رہا ہوں ایک آڑ بنا دوں مجھے لوہے کے تختے لاد دو وہاں ایک شمع جلاں کہ جب پہاڑ کے دو ٹوٹا روٹو اور ان کے پار ایک سدا سکھ ہو گا اور ان کے

قَالَ أَتُونِي فَأَرُفَّهُ قَطْرًا ۝ فَمَا لَاسْطَاوَأَنْ يَنْظُرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنِّي فَادْخُلْهُ وَعَلَيْكَ

تو اسے کہا کہ اب تم میرے پاس آنا بلا دو کہ پہاڑ کا سپر ڈال دوں اس میں ایسی شمع اور بلندہ دیوار تیار ہو گی کہ باہر سے نہ دیکھ سکتے اور نہ میں نہنگ کے تختے (دار کو دیکھ کر) نہ دروازہ باز کر سکتے نہ بیابان کی حالت میں یہ سب کچھ دیکھ سکتے

جَعَلَهُ دَكَّانًا ۝ وَكَانَ وَعْدًا مِنِّي حَقًّا ۝

آویزا تو اس کو دیکھ کر باہر کر دینا اور میرے رب کا وعدہ میری سہ

الستین ای کہیں اپنی پہنچا سہ وہاں جلاں سفیان فی اواخر شمال فی منقطع الرض الترك من ولتھا باجوج و ماجوج۔ وہیں پہنچا منقول ہو وہومن الطروف المتصرف۔  
فراجا جلاں خیر من املنا۔ روٹا ماجوج احصینا ہو اکبر من السد من قوم ثوب مرقوم اذا كان نزع فوق نزع۔ التحدین الصدق محروک کل شیء من نزع من حاله ونحو  
اسے جاننے کی جلیں۔ اما استطاعوا یحذف اتا و حذر من تلاقی متقاربین اسے التار والطار۔

پھر وہاں سے بلا دشت قیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچ کر چنگے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کے لیے کوئی نیمبر یا مکان نہ تھا زمین اور  
پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے فرماتا ہے کہ لک الیمینی ہم علام النبیب ہیں ذوالقرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے جو پہاڑ معلوم  
ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور الحق یوں ہی ہے۔

ثم اتبع بهما یرتیر سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً شمالی رخ کا دھاوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے۔ شمال میں فتح کرتے کرتے  
دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایسی قوم ملی جو ان نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی کشتی  
اور فساد کا حال بیان کر کے اس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گذر کر جہود و نو قوین ان کے ملک میں قتل و غارت کرتے تھے اور اس پر  
انہوں نے کچھ روپیہ یا بیلاوار وسیع کا بھی وعدہ کیا ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جانی مدد دو کہ لوہے کے تختے  
میرے پاس لاؤ نہ سپاہیہ لوگ لاے پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک ور سے کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا تو گرم کر کے لے لیا پہاڑ کی ہر کسی جگہ سے  
تانا یا سیساؤ الدیاجس سے وہ دیوار ایک ذات ہو گئی سب بڑے سنگ ہو گئے کہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج و ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے تو ان میں ایک کے تختے  
ذوالقرنین نے کہا یہ تیرہ صحت الہی ہے اسکا کرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آگیا تو گرجا دی یہ پہاڑ کہ ہر ایک زاری کرتے پڑتے ہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۚ الَّذِينَ

اور اس روز ہم نے انکو ایسا کر چبڑا کر ایک دوسرے پر دھکیلا۔ بل کرنا تھا اور صورت پر پھنکا جا چکا

كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غَظَاءٍ عَنْ ذِكْرِنَا وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ○

جنگلی آنکھوں پر مہری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سن بھی نہ سکتے تھے

بعض مفعول اول ترکنا یعنی جملہ کا بیوج جملہ مفعول ثانی وترکنا جملہ مستانف سے یہ سب بیوج سے متعلق ہے۔ وکانوا معطوف ہے کانت اعینہم پر یہ خبر فیصلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا بیوج موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرون کی صفت یا لغت ہے۔

پیرتہ ہے زوالِ القرنین کے قصہ کا۔ خلافتِ اعلیٰ فرماتا ہے کہ اسروذیعنی وقتِ موجود پر جبکہ دیوارِ ٹوٹنے لگی اور قومِ یاجوج ماجوج اسیں سے اوپر کے ملکوں میں دیگی تو پیراژ دھماکہ کا ذکر ہم حکایت کا دوسرے پر گرنے پڑنے ٹھٹھی دل کی طرح اٹھ سے چلے آویگئے اگر زمین میں منسا کرینگے تکل کرینگے کھیتیں اُجاڑیں گے۔ چونکہ دیوار کا ٹوٹنا یاجوج ماجوج کا ہرگز کرنا اور نابجا خدا زاد و القرنین کے ہزاروں سیکڑوں برس کے بعد ہوگا اور سہرہ زانہ اس زمانہ کے خیال سے یقیناً قیامت کے قریب ہے۔ اس سلسلے میں مناسبت سے حشرہ کا سلسلہ شروع ہوا اور فی الصورہ صور پھونکا جاویگا دنیا نیست و نابو ہو جاویگی پھر دوسری بار صور پھونکے گا۔ اس پر شخص زندہ ہوگا و عرضنا بعدہ انہم روز کا فزوں کے سانس نہ جہنم کو لاپہر کر دیں گے ناکر وہ اس میں اے جادین و کافکونک میں ہوا آپ بتانا ہے الذین الخ وہ کہ بکلی آنکھوں پر دینا میں پرے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیاں اور آیات قدرت کو دیکھ کر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود بھیجے بابت حاصل تھی تو ان کے

وخطہ نصیحت کو بھی نہیں سننے تھے۔ دیکر کلام کے بعضی حصے بیان کئے یہاں نہیں سنی کی تا یہ سورۃ انبیاء کی اس آیت سے ہوئی جو حقانی افادیت یارب و باج و ہمین کل حذب یسلون۔ یہاں تک کہ جب یارب و باج کو کھول دینگے تو وہ ہر بندی سے دوڑتے چلے آئینگے۔ پھر و اقرب الوعد الحق سے حشر کا ہر پا جو تابان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں غرضنا سے فرمایا۔ اگر بعض فہرین بزمند سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ حشر و دیوار قائم ہوئی تھی اور نہ کتنا ماضی کا صید کو اپنے اصلی معنوں پر رکھتے ہیں انکو نزدیک کیا یہ معنی ہونے کہ حشر و دیوار قائم ہوگئی تو یارب و باج و ہمین ایک دوسرے پر باہر آنے کے لیے اگرتے بڑتے اور از دوام کرتے رہ گئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف انہیکے لئے اگر ایشیا تھا جیسا کہ از دوام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ویسواک عن فی القرآن البزمینہ فہرین ہیں ان بزمین میں کاوش نے اجمار یہود کے کہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں بطور امتحان کے پوچھیں تھیں منجملہ ان کا ایک یہ بات بھی ہے۔ اس بات کا کوئی شخص نے صحیح سند سے ثابت نہ کیا ہے۔ اور قرآن مجید کے الفاظ ہی اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسیں کچھ بھی تشبیہ نہ کرنا چاہیے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا۔ خواہ وہ انکے ظالموت میں ہو خواہ گمراہ میں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یافتہ ہے یا انکی روایات میں جو بائی کے بعد دیگرے ان کے ہاں متواتر چلی آتی تھیں ہر جہاں مذکورہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکھتے تھے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں سنا سکتا اور اسی غرض سے بطور امتحان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]



پوچھا تھا۔ قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو اپنے زمین پر نہ دیکھا گیا تھا اور نہ کوہر ایک طرح کے اسباب عطا کئے تھے پہلے اسے مغرب کے رخ سفر کیا اور وہاں تک پہنچا کہ جہاں اسکو قباب ایک سیاہ اور گدے پتھر میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا پھر وہاں سے لوٹ کر مشرق کی طرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پہنچا کہ جنہر قباب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا پھر وہاں سے اُس نے ایک اور سفر کیا (جو غالباً سمند شمالی میں تھا اور قرآن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھ سکتے تھے (غیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کسی خاص تاجر دینے پر یہ درخواست کی کہ یا حج باجوج مفسد لوگ میں ہمارے ملک پر غرض برپا کیا کرتے ہیں اب انکار سے نہ کر دیجئے ذی القرنین نے فرج لینے سے توانا کیا اور وہ ہے کے تختے آتے بانگے کہ جنہے وہ پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چین اسکو گرم کیا اور پکا ہوا اتنا نایاب سیلہ پتھر (الکلیسیہ) کہ کسی نہ وہ چڑھ سکتے تھے ذاسین لفتب لگا سکتے تھے۔ نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اوس جہد میں تھا؟ اور نہ یہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے۔ نہ اس بات کا ذکر کہ ذی القرنین مشرق و مغرب میں اتنی تک پہنچ گئے تھے نہ یہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کسے تھے یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ اور کہاں تھی اور اب بھی یہ کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کبھی قوم ہے انکا تقدیر کیا ہے اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہ کی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟ یہ سب باتیں سوال سے زائد تفصیل اسلئے اعراض کر کے اصل قصہ بتلایا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور بنیاد علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا تفصیل و ارفاق کے لیے کہانی بیان کرنا ماموروں کا کام ہے۔ اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہاں تک ہوسکا انکا بتانا نکالا۔ اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں موضوعیں اہل کتاب و اہل اسلام و دیگر ذرائع اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق اور اہل جزافہ سے مدد لی اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کے ٹیک ٹیک دریافت کرنے میں انہوں نے ہم اختلافات بھی ٹھہریں آئے اور کچھ عجیب نہیں کہ انکو کسی ہفتویں اصلی بات رہ گئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہوا دلہیسی باتوں میں کہ جہاں انکو غی نص قطعی رہنا ہی کرتی ہو نہ کوئی اُس وقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اختلاف ہونا ایک معمولی بات ہے نہ ان امور جو نہ انکی تحقیق کے موافق ہر بات میں محسوس ہوں لیکن فرض واجب ہے نہ پڑھ کوئی وجہ انکار ہے سب سے پہلی بات کہ ذی القرنین کون تھا اور کہاں تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ یہ دیوار کسے بنائی؟ پس جو اسکا بنانے والا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اب ہر کوا سب کی تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہے؟ ہمارے سامنے حال کے کئی متعدد جزافہ و ذکرہ زمین کے صحیح نقشے دہرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑے جاتے ہیں ان میں کسی جگہ یا حج باجوج قوم کا ذکر نہیں اور یہ ممکن ہے کہ حال کے جزافیدین ہیں قوموں اور ملکوں کے یہی نام ذکر کئے جاتے ہیں جو ایک مستحاضفین اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں اور قوموں کے اور یہی نام ہو گئے پہلے نام بدل گئے ہوسکتا ہے کہ یا حج باجوج کو ایک کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یا حج باجوج کا نام نہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اس بات کی دلیل یہ کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہو گئی اسی طرح اس مسئلہ کا بھی ذکر نہیں اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ کسے کہ جزافیدوں اور متفقوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہی دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تین یا چار ایک مرتبہ اور نہ دیکھ سکتے دیوار وہ پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی ہی ضد یا جہیز نہ کہ یہ زمین نہیں اب ہر کوا سب ان کے قدیم جزافہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے انقلاب کوں جزافہ کو لیکر اس کے ساتھ اپنے سفر نامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے اور گویا حال کے جزافیدوں کی انہیں پرستش و تعظیم کا نام و جزائز و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بالکل سائنس فریبیہ مہیا ہیں اور جس زمان

طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہو گئی ہے پہلے یہ بات تھی اور اسی لئے حال میں اس فن میں بہت کچھ چھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جب مسلمانوں کو فوجاۃ مشرق و مغرب تک پہنچ گئے تھے اور وہ باوجود صحبت سفر کے اندلس و بیل طارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے اہولہا حقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھ ان مقامات و بلاد و ممالک کے احوال تکمیل کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے بہت سے جغرافیہ نگار موجود ہیں جن میں سے اکثر کابل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے انہیں سے میرے پاس سو وقت یہ کتابیں ہیں جو میں خیمہ ایشیا و افریقہ کے ملکوں کا اور ان کے شہروں اور مشہور مقاموں کا بڑی تفصیل کے ساتھ حال معلوم ہو سکتا ہے (۱) کتاب المسالک و الممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل مطبوعہ بیٹلین مطبع بریل ۱۲۵۷ھ (۲) الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ تالیف ابوریحان محمد بن احمد بن یونی خوارزمی مطبوعہ جرس ۱۲۵۷ھ بیرون سندھین کوئی قریہ یا شہر خاشاں اب بھی پوچھ شخص بڑا حکیم و نیک سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) زبدۃ المشتاق فی ذکر الاسرار الاقطار و البلدان و البحار و البلدان و الافاق اسکا مصنف علوی ادیبی جمعی صدی ہجری میں تھا یہ جغرافیہ یونانی اور اس وقت کے جغرافیوں سے ملحق کے جزیرہ صقلیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراد اللہ اطلاع علی اسرار الاکتفاء تالیف یا قوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد البلیانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ بیٹلین مطبع بریل ۱۲۵۷ھ جہاں تقسیم فی معرفۃ الانا قایم تالیف شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البلیانی الشافعی المقدسی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ بیٹلین مطبع بریل ۱۲۵۷ھ اسکا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۶) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد القاسمی المعروف بالاصطخری المعروف بالکافی مطبوعہ بیٹلین مطبع بریل ۱۲۵۷ھ واقع شہر بیٹلین (۷) توفیق البلدان تالیف السلطان علاء الدین اہلک بن الملک افضل بنی البرکات مطبوعہ پیرس ۱۲۵۷ھ (۸) مقدس ابن قلدون شمس بن آجوبیوں صدی میں گزر رہا ہے بڑا حکیم تھا اس نے اپنے جغرافیہ میں حکیم بطریق کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیح سے تھوڑے دنوں بعد گزر رہا ہے اور نیز زبارة ابن مسعودی و حوقل و قدری و ابن اسحاق و نعم و نزرہ اشتقاق سے بھی لیا ہے۔ اور عالم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے جو کل جغرافیوں سے موقوفات نہیں کہنا صرف ناموں کا فرق ہے۔ اس نے اپنے مقدمہ میں تین جگہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱۷ میں کہتا ہے و فی البحر التامس من بلاد القلم خمس

فی الجانب من بلاد خفسان و تھم بنی بوزہ جابل و قویا جن یخلف من شمالہ عند البحر محیطہ یزید بنی و وسطی الجنوب بائراۃ الی الشرق فیخرج فی البحر التامس من الاقالیم ساوین و غیر متضامیہ۔ و فی وسطہ ملک سیدیاج و ماجوج و قد ذکرناہ فی الناحیۃ الشرقیۃ من بلاد البحر راض یا بوج و راجل قویا علی البحر قلیلہ العرض شطیطہ حاکم بر سر شرق و شمالہ انتہی کاس القلم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خفسان کے بلاد میں کہ جو خفسان کہتے ہیں کہ جزیرہ سے قویا ہزار گز رہا ہے جبکہ بحر محیط کے پاس سے ہو کر شمال کی طرف کو مڑتا ہے قدرے شرق کو اٹل ہو کر تب وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک اٹل جاتا ہے اور پہلے وہ مڑ کر اگر نکلتا ہے اور اسی جگہ اسکے وسط میں یا بوج و ماجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یا بوج کا ملک ہے قویا کے پرے میں سندھ کے رخ سے تھیل ملکوا ہے۔ قویا غالباً کوہ الطائی کہتے ہیں۔ ابھر اسی جگہ کے مشرق میں ایک جگہ وہ دیوار ہے اور کوہ طائی کے پرے طرف بنو لیا اور تنگ لیا منطون کی قویں میں بنو ماجوج سے تیسرے پرے لیا دیوار ہے جو تھیل کوہ اندر سے نکل کر مشرق کی طرف جاتا ہے۔ پہلے زمانوں میں یہ لوگ ادھر تو چین کے ملک پر تاخت و اراج کیا کرتے تھے جبکہ روکنے کے لئے حضرت سید علیہ السلام سے تنبیہ ۲۳ برس پیشہ منفور چین دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل سے لیکر پندرہ سو میل تک کیا گیا ہے یہ استحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائب روزگار میں شمار کی جاتی ہے ابھر یہ استحکام قوم اس پہاڑ کے درویش سے گزر کر تانستان پر تاخت و اراج کرنے آیا کرتی تھی۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کئی جگہ ہیں (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں ایک دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں

جسکو قبول ہوئیں گی وانگنی نفع دہیں نے بنایا تھا (۴) دوسری وہ دیوار جو اسی کے کسی درہ کو بند کئے ہوئے ہے جس کا ان خلدوں نے بھی ذکر کیا اور اسکو اکثر  
 موعین اسلام تسلیم کیا ہے جسکی تحقیق خلفاء و عباسیہ کے عہد میں کی گئی تھی چنانچہ ابو یوسف **رحمہ اللہ** نے اپنی کتاب انثار باقیہ مطبوعہ جمن شہہ کے صفحہ ۱۸ میں  
 لکھتے ہیں فالارزم البیہ بن السدین فان ظاہر القصہ فی القرآن لایض علیہ من الارض وقد نطقت الکتاب الشکتہ علی ذکر الیلا و الدن کجفر خیا و کتاب الساک  
 و الماک علی ان ہذا لامۃ حی یا ہوج و ہوج ہم صنف من الآثار کالمشرقیۃ الساکتہ فی سادی الا نالطلماسن الساکن مع ہذا علی محمد بن جریر بطبری فی کتاب التاریخ  
 ان صاحب ذریعہ ان یام فہما و جدنا انا الیہ من ماجیہ اضر زرفشا ہرہ و وضعہ ہنا و ہاسن سام مسودہ و رخصتی یمنی ینع و علی عبد اللہ بن خرداذبہ عن الزہران  
 باب اعلیٰ ان المقصود ما فی النام ان ہذا المردم قدر فتح فوجہ یمنی انوار الیہ لیساحینہ و فلسکوا من یمن باب الایواب و اللان و انحرز حنی بلنوا الیہ و شامہ و مولا من یمن  
 حیدر شدقا الخاس الغلاب و علیہ بایہ نقل و خطۃ من اہل البلدان القریبہ منہا و انہم جہا ناخر جمہ اللیل الی البتاع الحادیۃ لیسرقند انہی  
 کہ اس دیوار کا قرآن نے کوئی موقع محل نہیں بتلایا کہ کس جگہ ہے ہاں کتب تواریخ و جغرافیہ میں تو ذکر کیا ہوا ہے ہوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے جو عظیم خاس ساہو کے  
 مشرق میں رہتے ہیں اور محمد بن جریر بطبری نے اپنی تاریخ میں بھی لکھا ہے کہ دلی آذریچاں نے حبس ملک کو فتح کیا تو کسی کو ہاں دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو پھر غزنی راہ  
 دیکھنے گیا اور دیکھ کر یا دہاں بن خرداذبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ مہتمم نے خواب میں ان دیوار کو دیکھا تو مایوس ہو کر رو کر دیکھا جہاں باب  
 اور لان اور غزنی راہ گئے اور سو دیکھ کر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار کھڑی ہے جو لوہے کے تختوں یا اینٹوں سے بنی ہے نہایت بلند و مستحکم اور اس دروازہ بھی ہے  
 جس پر فضل لگا ہوا ہے پھر جو اس جہان کو راہ ہر نے دیا ہے نکالنا تو سر قند کے حاوی آٹھلے بد اور کتاب حسن التقسیم میں معرفت الاقاہم میں سی بات کو بطریق میل  
 نقل کیا ہے مگر مہتمم کی جگہ اثنی عشر علیہ السلام نے لایا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا افسر محمد بن ہادی غازی خراج کو بنایا تھا  
 اور سان سفر بہت کچھ دیکھا اور با و شاہوں کا نام بھی لکھ دئے تھے پھر یہ جماعت طرفان کے ملک سے ہو کر اس مقام پہنچ کر جہاں یہ دیوار ہے انہوں نے تقسیم بیان کی کہ یہ  
 گڑ کا دو پہاڑوں میں ایک لگائے جسکو دو پاسے جھلر کر کھجکا عرض ہندہ ہندہ گڑی جو لوہی کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر گھسے جیسے تانبہ لگی مدین مائی گئی ہیں ایک  
 مستحکم دروازہ بنا کر بڑے مستحکم تہی کو اردوں سے بند کر دیا اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ میں شہر صفائیاں کی مسافت یوں بیان کرتا ہے کہ یہاں سے ثوبان تک دو دن کا رستہ  
 ہے پھر اندریان تک ایک روز کا پھر واشجہر تک ایک روز کا اور وہاں سے اطلاق ایک دن کا اور وہاں سے ویرہ ایک روز اور یہاں سے جاذوکان ایک روز کا انتہی غابا  
 ویرہ ایک دوسری عمارت ہے جو آذریچاں کی طرف موجود ہے کتاب الساکت الماکت الیہ صلی الناسم بن قتل کے صفحہ ۲۹۹ میں ترندار شجرا کی مسافت یوں بیان  
 کی ہے کہ ترندہ سے قراہون ایک مرحلوہ وہاں سے میان کال ایک مرحلوہ و ہاشی تاہرغ ایک مرحلوہ و ہاشی سنت ایک مرحلوہ وہاں سے تسبیج ایک مرحلوہ وہاں سے  
 و تیک کی ایک مرحلوہ و ہاشی کندک ایک مرحلوہ و ہاشی باب الحمد یک ایک مرحلوہ کے علاوہ تاریخ تہوری میں تیمور بادشاہ کا اس باب احدیت تک ایک جنگ میں ہنچا کر کوڑ  
 اور اسکے بعد اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس دیند کا معائنہ کیا ہے اور یہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اہل الطبی منگو کیا اور پھر باہر طالع ہوا اور اس کا  
 انہیں حدود میں ایک ٹوڑ معلوم ہوا اور اسی پہاڑ کے پہچ میں ایک درہ کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو اب تک موجود ہے اور ٹیک ٹیک کہی ہی تہہ ہے کہ جہاں  
 قرآن مجید میں کہ ہے پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۳۴ میں شہر قند کی بابت لکھتا ہے ویرم الناس ان تاجی مدینہا و ان ذی القرنین تم بصل بنا ہذا وایت علی باہا  
 الکبیر صحیفہ میں حدید و علیہا کتابہ و زعم لہا انما کبیرہ و انہم یوارثون علم ذلک انہی کہ کوڑ کا بہر نیل ہے کہ تیج نے شہر قند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارت کو ذی القرنین  
 تمام کیا اور مینا کے طرہ دروازہ پر لوہے کی تختی لکھی کہ جب کوڑ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ میر یہ خط ہے (جو رشا ہاں میریہ و لیا ہاں کہن کا خط تھا)

اور کعبہ بات وہ اپنے آپ دادا سے سنتے چلتے آتے ہیں اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ذی القربین حمیری بادشاہ تھا اور اس نے اس شخص میں عمارتیں بھی کی جو اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جبل الطئی کا بہرہ دہ بھی بند کیا تھا کہ جسکو سعدی القربین کہتے ہیں۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ کشتا بان میں مصر بھی عمارتیں کر چکے ہیں جو ملک بابل کی عمارتوں کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا نام نہر بیہ حبیب کا قصر بخوان وغیرہ ہیں یا وہ کا رتھے اور اب بھی ہیں جو ان کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں پھر کیا تعجب ہو کہ مشرقی اوشال میں بھی کچھ فتوحات ہوئے ہوں۔ (مصر) تیسری دیوار یا ایک نہایت سنگم بنا جو جوہر قزوین کے روکنے کے لئے ملک آذربائیجان کے سرے پر بحر طبرستان کے کنارہ جبل قیق کے گھاٹے بند کرنے کے لئے بنائی گئی تھی بدتر صد زلاطلاح کے نصف ۱۱ میں ہے۔ باب الابداب فو ورنہ۔ ورنہ خبر داں و باب الابداب مدینہ علیہ البحر بحر طبرستان بحر الخزر و

وینت باب الابداب لانا افواہ شخاب فی جبل القیق مدینا حصون کثیرہ ولها حائط بناہ النوفیر داں البحر والرصاص علما لثلاثا ذراع وجعل علیہا دایا سن حد بلاد الخزر کانت تفر فی سلطان فارس حتی تبلغ جہلان واصل لبناء لیمنہم الخرج منہ انتہی باب الابداب ورنہ بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابداب اسلے کہتے ہیں کہ یہاں جبل قیق کی بہت سی گھاٹیاں ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار ہے جو قزوین سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور اس کو پے کے دروازے ہیں اور اسکو نو شیر داں نے بنایا تھا کہ قدم خزر اسکو ملک کر جہاں اور واصل کا خط رنگری کرتی تھی انکے روکنے کے لئے اسکو بنایا تھا اور کتاب البلدان کا مصنف ابن القیتی اس دیوار کا بھی تذکرہ کرتا ہے ایک جگہ کہ بنایا جو مدینہ دینی الحائط مدینہ بین الخزر البحر والرصاص عرض ثلثا ذراع حتی الخضر برکس الخجل ثم فاہ فی البحر وجعل علیہ

ابواب حدید پھر صفحہ ۲۹ میں کہتا ہے الیہ باب الابداب حائط بناہ النوفیر داں وان طرفا منہ فی البحر الخ ودر سبب فرار من الی موضع مشتبہ جبل جیرلا تبتا سلوک و ہونہی بالبحر الخ المتورۃ المریۃ لایعقل الخ لوالا حد منہ انمسون و علا وقد تفتت ہرہ الحجارۃ والفد یضنا الی بعض بالمسایر جبل فی ہرہ اسبۃ الفرائخ سبۃ سالک البحر وعلق علی اکل مسلک باب و عرض السور فی علاہ ایسیہ علیہ شہر داں فارس لایز انمونی کو خزر کے روکنے کے لئے پتہ درسیہ کی نو شیر داں نے ایک دیوار بنائی کہ جسکا عرض تین سو گز ہے جسکو بہار لیا کی چوٹیوں تک پہنچا دیا اور اسکا ایک سر اور بائیں ملا یا اور اسکی لمبائی سات فرسخ ہے ہر ایک فرسخ پر ایک تہی دروازہ لگا دیا ہے اور یہ دیوار کھڑے ہوئے پتہ چھوٹے سے ہوئی ہے کہ سورخ کر کے ایک پتھر کو دو سو گز سے نیچے کودایا ہے انہیں سے ایک ایک پتھر لپٹا ہوا ہے کہ پچاس آدمی بھی اسکو کھینچ نہیں سکتے اور اوپر جا کر اسکی انتہی چوڑائی ہے کہ جبہ لایز حضرت عیسیٰ سوار پہلے جاویں۔ اور ایک جگہ یہاں کے تھلوں کو فنا دیا کہ تیر تیا ہے۔ یہ دیوار بھی اب تک قائم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسکو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

(۴) دیوار تبت کے شمالی پہاڑوں میں منقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نرسنتہ الشماقی میں یہ لکھا ہے واللا سبت انھی فراسان من ذالک الوجہ وہی مدینہ بین بیلین کان ہنا غل لالتک ملی الخارۃ فعلق الفضل بن عیسیٰ بن خالد بن برک ہناک بابا۔ کہ یہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت سو فرسان کا اخیر کنارہ ہے یہاں ایک رستہ ہے جہاں سے ترک دہا دایا کرتے تھے اسکو فضل بن عیسیٰ برکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا یہ دیوار بالانفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہ نزل قرآن کے بعد بنائی گئی ہے۔ (۵)

بحر شامی یا بحر مدیم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اس میں چند جزائر ہیں اشیاء کو چاک کر ملتے ہوئے جن میں سے ایک جزیرہ رڈس ہے اور ایک جزیرہ پلوس ہے کہ جسکو نر نیل کے دورے سے دیا گھیری ہوئے ہو اسکا شکل کیطرت ایک رستہ ہے پھیل کے فاصلہ کا سو اسکو فیض مرمے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے چنانچہ نرسنتہ شماقی میں لکھتا ہے البحر الخ لایز من الاقلیم الخ فیمنہ من البحر الشامی فیہا عدل و جزائر من جزائر البینہ و جزیرۃ بیلوس جزیرۃ یحیط بہا البحر الفضل ولس لہا سفندی الی الافاق من غیر متدارستہ اسماء لکدر کان احد النصار من الروم بنی علیہ سور طول ہرہ السافہ وہی سبتہ اسمال انتہی۔ یہی محلہ نہیں کہ دیوار اب بھی قائم ہے کہ نہیں مگر یہ بھی بالانفاق وہ

دیوار میں کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور نہ دیوار مراد ہو سکتی ہے کہ جس کو بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے۔ اب صرف اول و دوم و سوم دیوار پر کام کرنا  
 اجماع علیہ علیہ الشیخ ڈاکٹر مطہر ہے۔ چونکہ مشرکوں میں ہمارے کسی نامور صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس کی سرخی یا عنوان **ازالۃ الغبن عن قصۃ ذی القرنین** ہے  
 اس میں امام خرمائی پر بہت کچھ لے دی گئی ہے۔ اول تو ذی القرنین کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لکھ کر خود اقبال نقل کئے تھے حالانکہ زبانی صحت کا ذکر کیا تھا  
 انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر معزز صاحب نے امام صاحب جیسے جلیل القدر شخص پر اعتراض جاکر شہرت حاصل کر نیکی غرض سے سب کا امام صاحب کی طرف منسوب کر کے تھوڑا کر دیا  
 ہے۔ اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جملہ لوگوں کے قول نقل کئے ہیں کہ کتب سکندر بن قلیقوس مراد یا ہے اور کتب کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہی  
 وہاں بھی آپ سکندر رمی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ گئے اور یو یحیٰ بن یزید کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ  
 مراد لیتے ہیں ہاں اسکی بھی قلیل کڑی نہ سمجھ کر کوئی دلیل لا کر نہ رہاں پھر عموماً مفسرین پر غلبہ فرمایا ہے اور انکو غلطی میں پڑ گیا انرا دم دیکر خود سہ کے پتے سے  
 ذی القرنین کی تئیں کرنی شروع کی ہے۔ پھر جب آپ نے ادھر ادھر دیکھا اور آپ کو سمجھ دیا کہ چین کے اور کسی دیوار کا پتا نہ لگا تو سیکو وہ دیوار قرار دیا کہ جس کا  
 قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا مانی چی وانچی دفعہ کو دیکھا یا اس لیے اسکو ذی القرنین قرار دیا اور قرنین سے اسکے دور زمانے  
 مراد لئے ایک اسباب و سامان جمع کر لیا کہ دوسرے موقوفات کا اور اسکا سفر میں سرفراہ اور ملائیکہ پہنچنا اور غریب سمت میں خلیج بنگال میں آفتاب کے چہرے سیاہ ہیں  
 ڈوبتے پانا قرار دیا اور امان لانا جو قرآن میں مذکور ہے رک ذی القرنین نے کہا تھا جو امان لا دیکھا اور چھ کام کر لیا اسکا چھ بدل لیا اسکے سنی فرما نہ داری کرنا بتلایا اور شہر قی  
 سفر کا چین کا مشرقی کنارہ مانا یہ تو سب کچھ کیا مگر چین صدیقین کی کچھ توجیہ نہ بن سکی گوسا و سکی کی توجیہ کر دی کہ سید باہن مراد ہے نہ کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں تک  
 بلند ہوا اسکے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف شاہ کرتی تھی  
 اور یہ دیوار چین تو چین کا پندرہ سو میل تک ہر دو پہاڑوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر وسیع علاقوں میں اور دنیا میں ہر برابری جلی گئی ہے اور وہ دیوار صرف دو پہاڑوں  
 کے درمیان بنی تھی جیسا کہ معلوم ہوا کاش ہمارا صاحبوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے اول دو پہاڑوں کو درمیان اس دیوار کو چن لیا کہ درہ بند کر دیا تھا پھر پھر مقرر ہوئے  
 ادھر ادھر سے اس دیوار کو اوپر بڑا کر پندرہ سو میل تک لہا کر دیا تب تو ایک وجہ مقول ہو گئی تھی۔ اور یہ بھی سہی مگر اس پر بھی ایک تائیدی حقیقت یہ باقی رہتا ہے کہ اگلے زمانہ  
 میں بسبب دشواری گزار رہی رہتو کئے آس پاس کے ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیسا کہ اہل عرب اہل شام سے چین ہمیشہ قریہ تھا اور  
 پردہ لاعلمی میں رہتا تھا پھر یہ ہو کر ہوئی وانچی دفعہ کا قصہ کس سبب معلوم ہوا اور جبکہ وہ با خدا اور وحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکے ہم مقولوں سے اسکا تذکرہ نامی  
 زبانوں پر جاری ہو سکتی کیا وجہ ہے اسکے علاوہ قرآن مجید کے مستند و فطون سے ذی القرنین کا با خدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسکا بھی کہنا کہ جو امان لایا گیا اور  
 نیک کام کر لیا اسکا چھ بدل لیا۔ اب عام ہو کر شخص نبی ہوا اسکا پروردگار با خدا ہو اسکی شہرت کا قرون تک باعث ہوا۔ دوسری دیوار کی نسبت جمہور  
 اہل اسلام کا اتفاق ہو کر ہی وہ دیوار ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں موجود ہے اور اسکا مانی کوئی دفعہ چین نہیں بل تاجہ نسب متفق  
 ہیں کہ یہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا نہ سکندر رمی جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے  
 کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی القرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ جبکہ کہو ذی القرنین عربی لفظ ہے اور نہ کہو کے ساتھ زمانہ قدیم میں کثر نہیں کیے بادشاہ لقب ہوا کرتے تھے سیا  
 کہو ی نواس ذوالقین و قمرین و قمرین و قمرین اسی طرح ذی القرنین بھی یو یحیٰ بن یزید کا نام اور کرب بن حمر بن افریقہ حمیری بتلایا ہے اولیٰ سند میں سیاحانی  
 یہ اظہار لائے ہیں **قرآن ذی القرنین جدی سلمیہ ملک خلا فی الارض غیر مشغول بل المشارق والمغربین** یہ اسباب میں حکیم رشید ابو القادری ابراہیم کی جو تفسیر

ابن سید مرتضیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ کادل تھقان بن عابر ایک بنی میں آکر بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا قتب کدب کو سار کھتے ہیں اسی نے شہر سار بتایا اور آرب کی زمین میں ملک کو شاداب کرنے کے لیے بختہ بندیہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا عمیر بادشاہ ہوا اسنے خود کو بنی نکالا یا اسکے بعد اسکا بیٹا وائل بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا اسک کچرا اسکا بیٹا یقصر پھر خیر کے خاندان میں سے ذوالرأس عامر بادشاہ ہو گیا مگر یقصر کے بیٹے تھقان نے پھر غلبہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشج بادشاہ ہوا اور بنی خاندان کی سلطنت اسی پر قائم ہو گئی اور شذا دین عابد بن الماظر بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی تھقان بن عا د اور اسکے بعد دوسرا بھائی دوسر بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الارث بادشاہ ہوا یہی شیخ اول ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی وہ ذوالقرنین ہے کہ حدیث قرآن مجید میں کہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالنار ہریرہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالقرنین اسکے بعد اسکا بھائی ذوالا غار اسکے بعد اسکا بھائی قرظیل اسکے بعد اسکا بیٹا البعد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یقصر بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی انھیں انھیں انھیں۔ **قرآن** عربی زبان میں سینک کچھ ہی آیتوں میں اور زیادہ کو بھی جیسا کہ تفسیر قرنین ہی ذوالقرنین کے معنی دوسینگ یا دوزخ اندول۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی البتہ علمائے فہم نے غلطوں کے معنی پر خیال کر کے متعدد دوہ بیان فرمائی ہیں اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ سب صحیح ہوں یا سب غلط چنانچہ ایک یہ ہے کہ اس کے تاج پر دو نور طرک نمایاں لگی ہوئی تھیں۔ عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہے ان کے دو تھیں اس لئے اسی لقب سے شہرت پانگے جو انکی شہنشاہی اور فتوحات کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہ کہ ہوا اسکے دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا دوسرا نیز قابض مسلط ہو کر حکمرانی کر سکا یہ بات بھی ہر بادشاہ کا نصیب نہیں ہوتی۔ سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھ بھی زمانہ نہیں پایا ہندوستان سے مراجعت کرنے وقت ۳۳ برس کی عمر میں بابل میں مر گیا۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش نے عواہ از خود خواہ ہو کر کے کہنے سے آخرت مسلم سے ذی القربین کا حال بطور محتاج کو دریافت کیا تھا جس کا ذکر آج بھی وسیلہ عن ذی القربین اسکے جواب میں فرماتا ہے قل سالوا علیکم من ذلک کہ ہم کہنا کچھ کچھ حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہے انا کمال فی الارض اثنینہ من کل شیء سبھا کہ اسکو ہر ایک قسم کے اسباب اور قوت دی تھی نتائج سبباً حتیٰ اذ لم یضرب الشمس جد بالغرب فی عین جمیرہ و جد عند ہاؤما کہ اسنے سمان و سائر سفر درست کر کے سفر کیا اور فتح کرتا ہوا باریک پنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سوا اسکو ایک سیاہ یا گریم پتھر میں مٹے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی۔

مغرب شمس کے چھٹی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہ ہر اور وہاں کوئی سیاہ دلدل یا گریم پتھر ہو کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہو اسکو ملے کہ آفتاب جو فوج آسمان پر چڑھ کر زمین گول پر وقت آفاق لجبہ کے لحاظ سے اسکا طلوع و غروب ہوتا ہو معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب دن ہو گا مقلایہ میں ت ہی کہیں نصف آیتا ہے تو دوسری جگہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علیٰ ہذا التیاس اور جو کسے بھی معنی سمجھ ہوں تو یہ کسکی غلطی ہے کہ کلام اللہ کی جگہ کلام محاورہ اور عرف عام کے دستور پر صاف صاف دیکھو ہمارے محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہیا کرتے ہیں کہ فلان بادشاہ کی دہاتک سلطنت ہو کہ جہاں آفتاب طلوع کرتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں تک افق کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسی طرح مغرب میں بہت دور دراز تک جیسے سستی ہر مغرب شمس اور مطلع شمس کے اور اہم راہی وغیرہ محققین نے یہی مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں پھر ذوالقرنین جب مغرب کی بہت دور تک پہنچا کہ جہاں بحر مسدود اور کوئی آبادی نہ تھی تو آفتاب انکو اس میں ڈوبنا ہوا معلوم ہوا اور سب کو یہی معلوم ہوا کہ آرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جسکے مغرب میں سمندر ہو وہ ہر روز اس بات کا سائید کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہاں تک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی؟ اب اسکی تعین و تحقیق کچھ ہوئی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے نام عربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور قدری شمال کو پھر عرب و قازم احاطہ کئے ہوئے ہے اگر یہ مراد نہ لیا جاوے کہ کچھ جگہ اتنے بہت کچھ دور نہیں ہے

ذوالقرنین



تو ظلم کو جو کر کے ملک مصر اور برکوتے کرتے ہوئے بڑے عظیم تک پہنچا مراد لیا جا دیا اور وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام ہر کسی نئی کائنات ذوالقرنین سے پیچہ فرمایا تھا یا ذوالقرنین اما ان تختہ پہنچنا کہ تجھ کو بارہا میں اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دے جسکے جواب میں ذوالقرنین نے عرض کیا قال الم اقبل ثم یردالی ربیعہ بید عذابا مکررا۔ واما من امن وعمل صالحا فلہ اجر اکبر من ذلک لمن اصر النفاق کما لموں کو ہم سزا دینا اور وہ اپنے رب کے ہاں جا کر ہی سزا پاویں گے اور ہمارا خداوں کی نعمتوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ لیا اور ہم بھی اسکو آسان بات کہیں گے یعنی اسپر رعایت و مروت کریں گے۔

ثم شیخ سبا پھر ساز و سامان ہمایا کیا پید کیا وہ مصر سفر مشرقی ہے بر سفر پر خدا تعالیٰ ثم شیخ سبا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذ بلغ مطلع الشمس جہا مطلع علی قوم لم یصل لہم من دونا من انکر مشرق میں وہاں تک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں اسکو ایک ایسی قوم ملی کہ جہڑا آفتاب کے لئے کوئی آواز نہ تھی۔ مطلع الشمس کے درجی جی میں جو سفر ہے اس کے تحت ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا وہ غالباً چین کا اخیر ہوگا کہ جہاں ہند کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کے لئے حائل نہیں ہاں ہند وستان کا اخیر مراد ہوگا جو چین تک کہ آفتاب ہند سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں۔ اس کے بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنے کے لئے فرماتا ہے کہ ذک وقد احطنا بالمدیۃ خبر کا حال کہ جو خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے ثم اتبع سبا پھر ساز و سامان سفر ہمایا کیا پیچہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً یہ شمالی ملک کا سفر ہے کس لئے کہ آبادی کا اکثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بکرا بعض جزائر ہیں حتی اذ بلغ بین السدین و جہنم دونا فوما لایکا دون یقفون تو لاکہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور ان کے پرلی طرف ایک ایسی قوم ملی کہ جو بات نہ سمجھ سکتے تھے نئی زبان بالکل غیر تھی۔ یہ نہانا اور چینی تانا تار کا پہاڑ ہے اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں یہ پہاڑ تانا تار اور چینی تانا تار کے درمیان سے گزرا ہے اور منگولیا اور پنجو یا کے درمیان جدا حاصل ہے پھر سکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کو سوں تک تانا تار کو جنوبی و شمالی حصہ تقسیم کرتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق و شمال کو ہوئی ہوئی ساہیبر یا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جاتی ہے چینی تانا تار کے لوگ اس پہاڑ کے سر درہ میں سے گزر کر جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا تانایوں کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یا جوج و ہاجج مفسدون فی الارض فیل جعل لک فرجاً علی ان یجعل بیننا و بینہم سدا۔ کہ یا جوج و ہاجج چینی تانا تار کے لوگ زمین میں اگر خدا کیا کرتے ہیں آپ اگر ہمارے اور ان کے درمیان دیوار بنا دیں تو ہم آپ کے لئے انچسرا ج مقرر کر دیں قال مالکی فیہ ربنی خیر فاعینونی بظوۃ جبل بنیم و بینہم روما۔ اتونی بمرابرا بید

ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے تم صرف مجھے مدد و اولو ہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکی درمیان دیوار بنا دوں۔

اب اس سے عام ہے کہ وہ کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چینی یا پتھر سے لوہے کی انہیں تینیں لگائی تھیں بہر طور دیوار چنکر دیوار پتھر کے سرے تک لینگے تو پتھر اسکو آگ سے گرم کر کے سپر گھلا ہوا تانایا ڈال دیا یا یوں کو ان دروں میں ہلا کر سب کو ایک ذات کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

حتی اذ سادى بن الصدقین قال لفقوا حتی اذ جعلنا راکال اتونی فرغ علیہ قطر۔ یہ درہ اس مضبوطی سے بند ہوا تھا اسطوار ان بطور وہ واسطو اعوان القبا کہ نہ بلندی کی وجہ سے سپر چڑھ سکتے تھے نہ اس میں لوہے اور تانبے کے لگانے سے نقب لگا سکتے تھے۔ جب جب دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے یہ کہا قال ہذا من ابی کہ یہ سپر ایک انعام الہی ہے اس نعمت پر تمکو خدا تعالیٰ کا شکر یہ کرنا چاہیے۔ یہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہی مگر تاؤ جاوعدہ ربی جلد و کاوان وعدہ ربی حقا میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گریبا وقت آئیگا تو یہ دیوار ٹوٹ جائیگی میرے رب کا وعدہ حق ہے یہ سنو

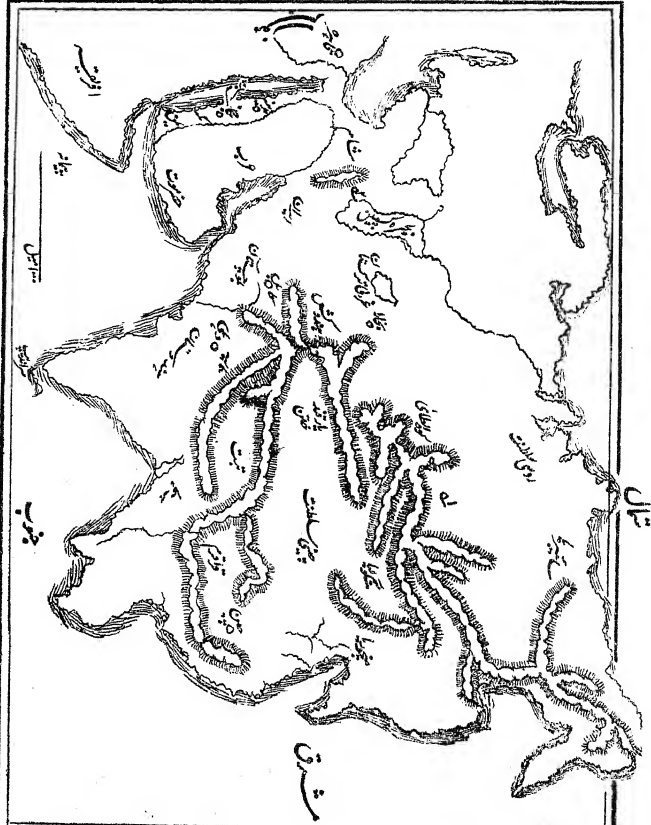


توریت کتاب پر پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۷) یافت کے بیٹھے ہیں بحر اور اجاج اور اداہی اور یونان اور قوتل اور مسک اور تیرلس۔ اس یا اجاج کی بابت  
جہاں معزز ماحول لکھتا ہے کہ میرا کوک سے سب ہو جس کو عربانی میں باخون کہتے تھے اور آگے چل کر یہ ثابت کیا ہے کہ گال میگاں جکا یا اجاج یا موح بنایا ہے ایک ہی قوم  
اور اولاد پر متصل ہونے لگے کتا جتیل کی

سک اور توبال کا سردار ہے اپنا  
ہا۔ بظاہر اجاج اس ملک اور اس  
کہتے ہیں۔ اور انہیں کی نس کے  
میں حاکم ہوگا۔  
اس کا کوئی مائل قائل ہے۔

ہے ہیں کل ڈائیٹے ذرا سی جیجی کر گزرا  
ہائینگ اور لوگ ان سو جگ جانو گئے ہیں  
درجس قوم کو تھے یا جج اجاج تیلایا  
ہی ہے۔

تو بند کر دیے تھے۔ پھر یہ کہیں ہو گا اور  
مستانکے ہاتھ میں ہو گا خصوصاً ان  
لوگوں کا وقت کی سویریں گے آچکا اور  
پالکا نام اس زمانہ تک تمام ہمیشہ کیلئے  
بانتھ لیا نہیں جو اس مطلب پر دلالت  
دیوار کی بابت عجائب افسانہ مشہور تھے  
وہ ایک گانہ بچا کر ایک اور بھر کر سوتے  
ولیکر قرآن حمید سے چسپاں کی لگتیں ہیں  
بنا قرآن مجید میں کر ہے جیسا کہ فیضان  
ران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے  
بادشاہ کی سلطنت ہی شرق و مغرب میں  
ی بادشاہ ذوالقرنین قرار پاتا ہے



۱۵ اس پہاڑ کو سلسلۃ الارض بھی کہتے ہیں۔ اس کی شاخوں کے جدا گانہ نام ہیں۔ اور اسی کی کسی گھاٹی میں  
وہ دوار ہے۔

۱۶ اس مقام پر باب الاواب یا در بند کے پاس بعض محققین کے نزدیک وہ دوار ہے جس کو کسی ایرانی بادشاہ نے بنایا تھا  
وہ اس کو صد ذوالقرنین کہتے ہیں ۱۱

ابو محمد عبدالحی

اور اس کی سند بھی کتاب دایمیل علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے۔



اس کتاب کے ۸ باب میں لکھا ہے بلشعور بادشاہ رخت نصر کے بیٹے کی سلطنت کے تیسری سال میں مجھے ہاں بھجوانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں تجھ کو نظر آئی اور میں عالم رویا میں لکھا اور جو وقت میں لکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوچنے کے قصہ میں تھا جو عیلام میں ہے پھر سننے رویت کو عالم میں لکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے ہوں تب میں نے اپنی آنکھیں اٹھ کر نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈا ہلکا ہے جس کو دو سینک تھوڑے دو سینک اونچے تھے لیکن ایک تھوڑے سے بڑھتا ہے اس مینڈے کو دیکھا کہ کچھ اتر دیکھن طرف سینک مارتا تھا یہاں تک کہ کوئی جاؤ اسکے سامنے کھڑا نہ ہو سکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہاں تک کہ وہ بہت بڑا ہو گیا اور میں اس سوچ میں تھا کہ دیکھو ایک ہلکا کچھ کھڑے آئے تمام روئے زمین پر لایا پھر اگر زمین کو بھی نہ چھوڑا اور اس برے کی دونوں آنکھوں کے چھوچھو ایک عجیب طرح کا سینک تھا اور وہ اس دو سینک والے مینڈے سے پر بڑے سے زور سے دوڑ پڑا اور اس کو مارا اور اسکے دونوں سینک ٹوٹ ڈالے اور سکڑ زمین پر سے مارا اور پٹھاڑ دیا اور کوئی اس کو نہ چھڑا اس کا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پر زور ہوا تو اس کا سینک ٹوٹ گیا اور اس کی جگہ اور چار سینک نکلیے جن میں ایل بھی وہاں تھا وہ اب دیکھ چکا تو اس کی تعبیر کی کہ تمہارا پھر میں اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک دائی کڑی جہیز لاسکو دیا کہ مہی سمجھا دے اسے میرے پاس کے کہا اے آدم زاد دیکھ کہ کوئی کچھ رویت آخری زمانہ میں آئی ہو گی وہ مینڈا ہلکے دو سینک تھوڑے ماہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اس کا چار سینک سو بھیہ چار سلطان ہیں جو اس قوم کے درمیان پر پانچ انتہی المخصا۔ اس نیا پر ذوالقرنین فارس کے بادشاہ نہیں ہے کوئی بادشاہ ہے قبادیہ جو دو سینک والے مینڈے سے بہتر نہیں شہر و تھکا جس کا ترجمہ عربی میں ذوالقرنین اور وہ بکرا ایک سینک والا سکندر زینتوس یونانی بادشاہ ہے جس نے اس مینڈے سے سینک والے مینڈے سے بھی ایران کے اس بادشاہ کو جو اسکے عہد میں تھا اور اس جو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت و وسعت و غلبہ کے دو سینک والا مینڈا تھا (تھا) اتار ڈالا اور اس کی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اسکے چار فرار نہیں اس کا ملک تقسیم ہوا اور پھر چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہو گئے۔ وانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہ واقعہ ہوا حضرت دانیال علیہ السلام کا بہنویم کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک تما سلا چلا آتا تھا جس کے معنی یا تعبیری جانتے تھے اسلئے انہیں قریش کو بطور تھان کے آنحضرت صلم سے ذوالقرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ وہ ذوالقرنین کو کوئی بادشاہ بتلائے جس یا کوئی جانور دو سینک والا کہ کوئی بظاہر لفظ نہیں بولا بہا مہی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے بموجب جی متلو اسکان آیات میں پورا حال بیان کر دیا اور اس کی دیوار بنانے اور قوم خزرج کے روکنے کا ذکر بھی کیا جو یا جیہ ما جی کی قوم کی تھی اور شاہ فارس کے کسے کسے کی کر فتور بہرہ کیا کرتے تھے۔ اس خواب دانیال کے مطابق بھی سکندر ہی ذوالقرنین نہیں ہو سکتا۔ عوام میں جو سکندر ذوالقرنین شہر ہو گیا جو اس غلطی کا باعث بنی ہو تو غلطی لاطی اور پھر سکندر نام میں ہوا لانا ظاہری حتمہ اللہ علیہ کی غلط بیانی ہے۔ بعض لوگوں نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذوالقرنین فریدون کو قرار دیا ہے جیسا کہ تفسیر الواسعہ و تالیف البوالفہ ادریس مذکور ہے مگر جو محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین تھج جہری ہے اور وہ دیوار جو اس نے بنائی دی ہے جو جبل السطای میں واقع ہے نہ دریا ویا جیہ ما جی ہی تاتاری اور چینی تاتار کے لوگ ہیں کیونکہ بزرگوں کے روکنے کے لئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قوم بنو خزرج نام میں انہوں پر یروش کرینی یا رکبیس۔ واللہ اعلم۔ یہ ذوالقرنین کے قصہ کی تحقیق کہ متقی ہات باطل اور داستان گئی کو کچھ بھی دخل نہیں جس پر حال کے سبب قادیان ریون کے بموجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا کہ کوئی شبہ باقی نہ رہا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لیگی ہے محض بنی راسے تریابی واقعات میں بنی آسمان کے تھلے بے ہنر لائے گئے ہیں جیسا کہ ہمارے بعض حاضرین کی عادت ہے ہاں ہر گز سری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو مجھے اس پر کچھ بھی اصرار نہیں۔

اسے یہ شہر شہر کا قدیم نام ہے شہر لکھنؤ میں ان کی یاد پائی گئی تھی کہ وہ چکا جو دریا حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جس کے ہاں حضرت امروہو گئے تھے اور جسے بابل شہر سے سخت نصیر بادشاہ کلانی کی سلطنت کا خاندان کا تھا اسی شہر میں تھا حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل پہنچے تھے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں آچکے تھے عت و دیکھی تھی انہیں کہ وہ برو ایل کی سلطنت کا خاتمہ ہو کر شاہ ایران کا غلیبہ انہیں اس کو دو سینک کا سینک تھا آپ خواب میں کہتے ہیں ۱۲ مذ

أَحْسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّكَ عِندَنَا جَاهِلُونَ لَكُمُ يَوْمَ تَأْتِي سَاعَةُ يَوْمِكُمْ فَهُمْ فِيهَا يَصُوبُونَ لَا يَخْلِفُونَ أَفَتَحْسَبُ أَنَّ هَؤُلَاءَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوْا أَمْرًا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّكَ عِندَنَا جَاهِلُونَ

پھر کیا فکر ہے کہ کفار یہ سمجھیں گے کہ ہم سے ہی کا ہونے کے مترتے کے لئے جنہم میں کر رہی ہے انہی کہد کو کہو تو ملکوں میں تاؤں کو کون لوگ اعلان کے لحاظ سے خسار میں پڑ چکے ہیں

لَا يَخْلِفُونَ أَفَتَحْسَبُ أَنَّ هَؤُلَاءَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوْا أَمْرًا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّكَ عِندَنَا جَاهِلُونَ

وہ نیکی دنیاوی کوشش سبائی گری ہوئی اور دینی کچھ رہے ہیں کہ کچھ کام کر رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے سامنے جانکا انکار کیا تو انکی کائناتی کارٹ ہوگئی

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَدْخُلُونَهَا إِلَّا مَنْ كُنَّ لَهُ فِيهَا حَافِظَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اُن کے لئے جنت فردوس میں جگہ ہے وہ ہیں ہمیشہ رہا کرینگے وہاں سے رہائیں گے انہی کہد کو کہو کہ میری رب کی باتیں کہنے کیلئے سندھیا ہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے

فَلْيَعْلَمْ أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَوْمَ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَّارٌ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَّارٌ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَّارٌ

سندھ تمام ہو جائے اور لوگ اس کو کہہ سکیں ایسا ہی اور بھی دریا ہوں انہی کہد کو کہو کہ میری رب کی باتیں کہنے کیلئے سندھیا ہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے

فَلْيَعْلَمْ أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَوْمَ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَّارٌ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَّارٌ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَّارٌ

تو اسکو چاہیے کہ کچھ کام کے جائے اور اپنے رب کی عبادت میں کیسی شریک نہ کرے

تفسیر

ذوالقرنین کے قصہ کے خاتمہ پر فرمایا تھا کہ ذوالقرنین کا جہنم وہ ہیں کہ جنکی آنکھوں پر اور کانوں پر غفلت کے پردے پڑی ہوئے ہیں نہ خدا تعالیٰ کے اس کے آیت قدرت دیکھ کر یاد کرتے

ہیں نہ حق بات سنتے ہیں اب یہاں سے ان پر دو نکاش بیان فرماتا ہے تعالیٰ انہیں اللہ کی کیا ان کا ہونے نے یہ سمجھ لیا ہے کہ کچھ جو کہ میری مخلوق کو کاساز

حاجت روا بنانا انکو لے بس کرتا ہے حالانکہ یہ بڑی نادانی ہے اول تو انوں کو الگ کے مقابل میں اس کے بندے اور مخلوق جنہیں حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں انکا کام نہیں گے

وہ کیا کام سیکھتے ہیں جبکہ وہ خود ہی ہمارے محتاج اور دوست نگہ ہوں ہم بڑا کام آناں جہان کے کئی موانہج جہاں ہمیشہ رہنا ہے سوا اعتقاد جہنم لکافروں نزلہ ہننے وہاں انکو لے جائے

نجات کے جہنم تیار کر رکھا ہے یہ انکی وہاں مہمانی اور ضیافت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ان جو دوزخ کی عبادت میں کوششیں کیں تھیں مال مرگ کے تھے اس طریقہ باطل کو غالب کرنے



ضیون باری تعالیٰ جسکے کہنے کو ہر اس بندہ کی کافی نہیں کس لئے کہ وہ شنبائی اور غیر شنبائی -

**احاث (۱) عبادی سے** مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیطان بعض کہتے ہیں ہمنام الملوچی باعتبار ان اختصاص کی بجلی بیہیضی صورتیں شنبائی گئی ہیں عباد کما چاہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے عباد اشاکم فقیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسیں سب گئے - (۲) نزل درجن کہتے ہیں ہادی اور منزل کو نزل کہتے ہیں - اور جو کچھ ہمان کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و تنزل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یہی مہمانی ہو سکتی ہے نزل کہتے ہیں - (۳) بلاخرین ہمالا سے بعض کہتے ہیں ہرمان کی طرف اشارہ ہے - مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہیے یعنی ہر ایک قوم اور ایک شخص جو بغیر عبد السلام کے خلاف طریقہ کو نجات کا سبب بنا کر ہیکل کش کرتا ہے جیسا کہ ہندو لنگ کا نشان اور گائے کی پرستش اور بتوں کے آگے خوشی و دیگرے فائدہ چاہا کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر مذہب کو سمجھنا چاہیے بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب سنت کے برخلاف ناساز باز کو تو دیں اور نجات کا باعث سمجھ کر ان کی سعی کرتے ہیں اہل جان صرف کرتے ہیں برعات میں ہزار ہا روپیہ لٹھاتے ہیں جیسا کہ محرم کی تعزیر داری اور بیجا تعزیرات اور دیگر دستورات الملوچی الفاضل میچم میں علی قدر مراتب شمار کرنا چاہئے نفع کا امید میں کام کیا وہاں اللہ نقصان کا اند ہوا - (۴) ترسمہری کعبہ کو عربی و کین کو ترمیزی پر کثرت است - ہادی ہاری چشم باطن دنیا کو لکھو ہر چیز اسکی مصلیٰ حالت پر نظر آوے برے کو اچھا اور اچھے کو بُرا دیکھیں اہل رب کے ربط میں پڑیں آئیں - (۵) ولقاء سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اس سے ملنا جبر نے کے بعد قیامت میں حضور ہو گا خواہ مجرمانہ حالت میں جیسا کہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اگر اہل اعزاز کی صورت میں بہ طور اس سے ایک روز ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہے شمارہ میں پڑا ہے (۵) قلا تعظیم لہم یوم القیامتہ دنا یہاں اس سے مراد بھی ہو کہ کفارت و ذلت میں آگاہاں ہونے کو کہتے ہیں اسکا کچھ بھی نہیں مہی عزت نہیں کہ قیامت میں جو تار و دو حال قائم ہونا دوسری آیت میں آیا ہے تو اس سے یہ مراد کہ تار و دو اہل ایمان کیلئے قائم ہوگی انکو انکا اعمال حسد و حسد کی مقدار معلوم کرنے کے لئے لکھا گئے ہیں دونوں میں بعض نہیں بطرح کا فرد کیلئے جہنم مہمانی میں لانا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کی لانا بیان فرمایا ہے - قنادہ کہتے ہیں فردوس سطح جنات اور نیچے کے کہتے ہیں فردوس کسمنی - وہی زبان میں نزع کے ہیں مگر کہتے ہیں جہنم زبان میں جنات کو کہتے ہیں گھن کے درختوں کو فردوس کہتے ہیں - اہل اس لفظ کی خواہ رمی ہو خواہ جیشی مگر یہی بوقت نزول قرآن عرب لہر لہی زبان میں یہی متعلق تھا جنات الفردوس کی تشریح حادثہ میں بہت کچھ آئی ہے کہ تمام جنوں میں علی و غیرہ - اور کفار کو انکا اعمال بد سے دانا جہنم میں محسوس رکھنا اور انکا نذرانوں کو کار و نگو ہمیشہ جنات الفردوس میں کہنا یہی ایک شان اور صفت ہی مخلوق صفات کے کہ جو کہ ہندو کی سیاسی بنا کر جو کوئی کہنا چاہے تو مسند تمام ہو جائے اور وہ سب لکھی جائیں - (۶) جو نکلاس سورہ میں صحاب کہتے اور ذی القرنین اور صخر کا حال بیان ہوا ہے جس پر انکی بزرگی اور خرق عادات ظاہر ہوتے ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عادلانہ کو لوگوں نے خدائی میں شریک کیا ہے تو شیعہ انکا عاقبت کا حال کی وجہ سے واسطے انکی است کو تنبیہ کرنے کے لئے سورہ کا خاتمہ یہ کیا نقل فرماتا انشراک کہہ دو میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہیں خدا نہیں نہ خدائی کا شریک ہونے پر جو کہ حکم وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا سجدہ ایک ہی ہے کوئی دوسرا سجدہ نہیں فرماؤں - اور انکا اور پھر جو کوئی باوجود سبب نے کی توقع کہ کتاب ہو کر انکی پاس جا کر حیات جاودانی پاؤں تو اسکو یہی دو کام کرنے چاہئیں (۱) نیک کام کئے جائے اور نیک ہی کام میں جکوبنی علیہ السلام نے نیک کیا ہے اسیں مانی بدنی اخلاقی سب نیکیاں لگیں (۲) لائیک لکھ اپنے رب کی عبادت میں کیسکو شریک کرے حسنت و کبریٰ وہو اہل توحید جسکی ایمان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اعمال صالحہ تمام صحت انبیاء کا یہی خلاصہ ہے جیسے سورہ کو تمام کیا ہے فائدہ لائیک کہ عبادۃ اللہ میں صرف شریک کی نفی نہیں بلکہ پاکاری کی بھی کہنے کو انکا جب غیر کے دکھانے یا سامنے کو عبادت کرتا ہے تو لوگوں کو سامنے اسکی یا اسکے لئے عبادت کی الملوچی خدا کے ساتھ شریک کیا اسکو شرع میں شریک نہیں اور اہل علم

وہاں ان کے لئے  
معدن و کتب و کتب  
کے لئے ہے  
جس کے لئے ہے  
تین سو کتب  
چوبیس کتب  
کتابت ہوتی ہے  
نہی ہوتی ہے  
ان کے لئے ہے  
بغیر خط و کتابت  
علیہ کو  
ان کا بیان  
معدن و کتب  
ان کا بیان  
ان کا بیان

# سُورَةُ صافات

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كُلْعَصٍّ ۝ ذُكِّرَ مَنَ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِيًّا ۝ اِذْ نَادَى رَبُّكَ نَادًى ۝ اَعْنَيْنَا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّى وَهِنَ الْعَظْمِ مِنِّى وَاسْتَعَلَ الرَّاسُ

یہ ذکر ہے پیری رب کی رحمت کا جو اسے بندے زکیہ پر ہوئی۔ جبکہ اسے اپنے رب کو قہقہہ داز سے بکارا کہا اسے میرے رب میرے بدن کی پیریں ست ہو گئیں اور سر میں بڑا ہوا

شَيْبًا ۝ وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَاؤِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَلَئِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ قَدْرَتِكَ ۝ وَكَانَتِ امْرَأَتِى عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۝

چلنے لگا۔ اور تجھ سے ہلک کر گئے رب میں کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے انارب سے ڈھٹا ہوں اور میری بیوی بیچ ہے جس تو بی طرف سے مجھے ایک وارث عطا کر

يَرْثِى وَيَرِثُ مِنْ لِي يُعْقِبُ ۝ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ لِيَكْرِىَ اَنَا نَبِيًّا ۝ وَبَعْلُوْنِ اَنَّهُمْ يَحْنُوْنَ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی اور اسکو اسے رب پسند کر۔ مجھے کہہ اسے زکیہ کہہ دو کہے کوئی نسا نہ تیرے میں جگا تا چھٹی ہوگا اس سے پہلے بنے ہزار نام لگائی تھیں یہ ایک کہہ اور رب

اِنِّى يَكُوْنُ لِيْ عِلْمٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِى عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذَلِكَ ۝ قَالَ رَبِّكَ هُوَ عَلَى هَيْنٍ ۝ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن نَّبْتٍ

میرے لئے کہاں سے لوگا ہوگا حالانکہ میری بیوی بیچ ہے اور میں بڑا ہوں اگر تجھ سے کہہ لوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ میرے نزدیک آسان بات ہے اور میں اس سے پہلے چھٹی ہوئی

وَلَمْ تَكُنْ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِيْ اَيَةً ۝ قَالَ اِنَّكَ اِلَيْنَا لَكُلِّمٌ ۝ النَّاسُ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمَضَارِبِ ۝ فَاَوْحَى اِلَيْهِمْ اَنْ

اور تو کچھ بھی نہ تھا درختا درختا کہہ اور میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دو کہہ میری نشانی یہ کہ تو لوگوں سے تیس رات دن تک کام نہ کر سکیگا پہلا جگا ہو کر کہیں پھر چھٹی ہوگا کہیں قوم کے پاس دیا اور کہا شاد ہے کہہ کر

سَيُخَوِّذُكُمْ ۝

صبح و شام خدا کی بھیج کیا کرو زمین سے بول نہ سکا

ترکیب ذکر نوح باز خبر متد و محدود ایوان نم الخ مضاف الی رحمت دی الی ربک عمدہ منصوب بان مفعول رحمة قبل مفعول لذكر اذ نادى ذرت زمان لامر لے رحمة الله

ایا ہ وقت ان ناداہ قال رب الخ اکلہ مفسر لغو نادای والوہن الضعف تعالی وہن ہن و ہناسن باب وعدہ بعدی ولا یتقدم فی لغت الاشتغال الراس الاشتغال انشراح

فخبرہ بانشراح ریاض شعر اللاس سجام البیاض ثم اخبره بخرج الاستنارة الکتابہ بان حذف اشبدہ واداءه انشبیہ شقیّا لے غایا من الاچا بة خفت بصیفة التکلم وقری الی التار و فاعل

المولی لے فلو وانا واولاد المولی جمع المولی ہنا الاقارب یرثی بالرفق فی الغلیس علیہا ناصحتان المولی دفری بالجوم علیہا جواب اللہ مارسیا فیعل یعنی المفعول قال اکثر انفسہ من کم

احد قبلہ بھی فقال ابن عباس مجاہد وجامع متضاد لم یعمل فی نظیر الا شلا من الساما وادہم قبل متضاد قبل متضاد قبلہ اسند

تفسیر اس میں میں ہی چند خبر گو کہ تو کر ہے خبر خود خدائی کی رحمت و قدرت کا کمال اظہار رہتا ہے۔ اور قصود ان تذکرے یہ کہ خدا پرستوں پر رحمت دنیا و آخرت میں اس کی منزل

اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے خاصیت کی ہر موقع میں سنگیری کیا کرتا ہے اسی پر لوگں جاتیے۔ پہلا تذکرہ حضرت زکیہ علیہ السلام کا جو یہ حضرت شہر برہم کو کہہ

نبی اسرائیل میں پہلے نبی بین القدر کے ایک کس نبی نام تھے نبی اولاد کا مہنوں کے یہ وہ نانہ کہ یہودی کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم پر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر بیان

کہا کرتا تھا جبکہ وہیں کہا کرتے تھے تمہیں نام انکا خاندانی نام تھا اور یہودیوں کے یہودیوں کے نہیں بلکہ غیر خدا۔ بیت المقدس کی یہودیوں کے بعد حال میں اندر لوہر زمانہ تیرہ ہوا تھا اس میں

تفسیر اس میں میں ہی چند خبر گو کہ تو کر ہے خبر خود خدائی کی رحمت و قدرت کا کمال اظہار رہتا ہے۔ اور قصود ان تذکرے یہ کہ خدا پرستوں پر رحمت دنیا و آخرت میں اس کی منزل

اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے خاصیت کی ہر موقع میں سنگیری کیا کرتا ہے اسی پر لوگں جاتیے۔ پہلا تذکرہ حضرت زکیہ علیہ السلام کا جو یہ حضرت شہر برہم کو کہہ

نبی اسرائیل میں پہلے نبی بین القدر کے ایک کس نبی نام تھے نبی اولاد کا مہنوں کے یہ وہ نانہ کہ یہودی کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم پر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر بیان

کہا کرتا تھا جبکہ وہیں کہا کرتے تھے تمہیں نام انکا خاندانی نام تھا اور یہودیوں کے یہودیوں کے نہیں بلکہ غیر خدا۔ بیت المقدس کی یہودیوں کے بعد حال میں اندر لوہر زمانہ تیرہ ہوا تھا اس میں

تفسیر اس میں میں ہی چند خبر گو کہ تو کر ہے خبر خود خدائی کی رحمت و قدرت کا کمال اظہار رہتا ہے۔ اور قصود ان تذکرے یہ کہ خدا پرستوں پر رحمت دنیا و آخرت میں اس کی منزل

اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے خاصیت کی ہر موقع میں سنگیری کیا کرتا ہے اسی پر لوگں جاتیے۔ پہلا تذکرہ حضرت زکیہ علیہ السلام کا جو یہ حضرت شہر برہم کو کہہ

نبی اسرائیل میں پہلے نبی بین القدر کے ایک کس نبی نام تھے نبی اولاد کا مہنوں کے یہ وہ نانہ کہ یہودی کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم پر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر بیان

کہا کرتا تھا جبکہ وہیں کہا کرتے تھے تمہیں نام انکا خاندانی نام تھا اور یہودیوں کے یہودیوں کے نہیں بلکہ غیر خدا۔ بیت المقدس کی یہودیوں کے بعد حال میں اندر لوہر زمانہ تیرہ ہوا تھا اس میں

تفسیر اس میں میں ہی چند خبر گو کہ تو کر ہے خبر خود خدائی کی رحمت و قدرت کا کمال اظہار رہتا ہے۔ اور قصود ان تذکرے یہ کہ خدا پرستوں پر رحمت دنیا و آخرت میں اس کی منزل

اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے خاصیت کی ہر موقع میں سنگیری کیا کرتا ہے اسی پر لوگں جاتیے۔ پہلا تذکرہ حضرت زکیہ علیہ السلام کا جو یہ حضرت شہر برہم کو کہہ



فَاجَاءَهَا الْخَاصُّ إِلَى جَذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ سَيِّئًا مَئِيًّا ۖ فَتَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا الْأَخْمَرُ فَقَالَ لَهَا

پھر درود ہے، مائے بھروسہ بے پیران کی جیسے اے کاس بھی میں اس سے پہلے مر چکی اور بھئی بھری ہو جاتی۔ پھر اسکے پائین سے (فرشتے نے) اواز دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے

تَحَنُّنِكَ سَرِيًّا ۝ وَهَيَّئْ لِي الْبَاقِيَ بِحُجْرَةِ الْحُكْمَةِ نَسْقُطْ عَلَيْكَ رُطْبًا خَبِيثًا ۝ فَكُلْ وَاشْرَبْ وَقَرَّ عَيْنًا ۝ مَا تَنْتَهِينَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۝

تیرے پاس میں ایک جہیز پر لکھ دیا۔ اور اپنی طرف کچھ کے بیڑ کو جھکا  
تجربہ کی ناز کو کھڑیں جہیز پہنچا  
پس نکلا اور بی اور لکھ دیا جس نے ہی کر  
جہیز جو کسی آدمی کو دیکھ تو

فقول اني نذرت العزمين صوم ما قلن اليوم واسميا وانت بهنوما بحمد الله

کہہ دیجیو کہ جیسے تمہیں کہے گا سو وہی ہو گا۔ اب میں اب تکے دن کی شخص سے بات نہ کر دوں گی۔ میری وجہ سے کو کو دوسرا ٹھکانا سوئے گا۔ یہ تو میرا حال ہے۔ وہ کہہ گا کہ تمہاری حالت اب نہ تو کہہ سکتا ہوں۔

هَرُونَ مَا كَانَ أَبُوهُ أَمْرَ أَسْوَأَ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا عَلَيْهِ

ہارون کی بہن تو نیزا باپ ہی ہوا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی

[illegible]

حضرت محمدؐ کی کہ چند اوصاف جمیدہ بیان فرمائے تاکہ عہدہ الٰہی کا اس سے پہلے کوئی اسکا بہنام پیش نہیں پیدا ہوا صادق آئے اور وہ اوصاف یہ ہیں جو ان کے دیگر

یہی دے گئے تھے باحکمت تھے نہایت مہربان رفیقِ القلب تھے ظاہر و باطن میں پاک اور بابرکت تھے نہایت بر سرِ مہر گناہِ خدا ترس تھے ماں کے فرمانبردار تھے

بارہمکشر نہ تھے ان غویوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ حضرت یحییٰ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ یا رسول اللہ یا سلامتی اور حجت عوانین سدا مونس اور مرنے اور

کر کے جیسے کہ دن بھی سخت اوقات ہیں۔ یہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں رجا ہے اس کے پیدا ہونے پر یا سہا کر ہے اسکا سدا مونا۔ حضرت

۱۸۱۰ء کو سوخت کے ہیروں نے ایک عورت کے کہنے سے ناخن قتل کیا انکا ستر قلم جو کرسٹ میں لگا کر بادشاہ مذکور کے سلسلے لایا گیا پھر وہ زمانہ سے کہ حضرت

سے علیہ السلام بھی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے۔

و سہراؑ تذکرہ حضرت مرید کا ہے۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیان کی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امراۃ عمران رب انی نذرت لک انی بطین محرر بنی اسرائیل

ہے ایک شخص عمران نامی تھا (یہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ ان شخص تھے) اسکی بیوی حدہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سہیلی تھی اسنے مذکورہ

۴۔ خدا تعالیٰ نبی کریمؐ کو بھی جو مجھے حل رہا ہے اس سے لڑا کہ پیدا ہوگا تو میں تیری نذر نہ کر دوں گی۔ یہود میں ایسی نذر دل کا قدیم دستور تھا یا نہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے

پیشتر رسول علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں لیکن عمران کی بیوی نے فرطِ غمی میں جبرائیل کو انفسِ حوا کہہ کر دیکھا ہونا

بیت المقدس کی خدمت کرنا کفر نہ کہ جو خدا کے لئے نذرانہ اُنا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لا کر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے

تو کیا کوئی ایسا لیکن حضرت مریمؑ کو بھی انی مان بیت المقدس میں چھو کر گئیں انکے خالوں کو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے انکی پرورش کے لئے مقرر ہوئے تھے

علاء السلام نے میر کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک جدا مکان تجویز کر دیا اور یہی ان کو پاس کھانا پانی پہنچا کر تھے تھے یہاں تک کہ رسول

ی کے پاس گئے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر تعجب ہو چکا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں کہ انہوں نے بھیجے ہیں اس سے ذکر کیا اور بھی امید ہوئی اور

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

فَاكْشَرْتُ الْيَدَ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَدِيقًا ۝ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ اَنْعَى الْكُتُبَ جَعَلْنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلْنِي مَبْرُكًا اِنْ

تعبیر: میں نے وہ کسے کی طرف اشارہ کیا وہ پہنچے گئے ہم کو کہ بچے سے بول کر کیا صحبت کریں جو بول نہ سکتا تھا کہ میں نے کتاب دی اور نبی بنایا اور بھجوا بھکت کیا جہاں کہیں

مَآكُنْتُمْ ۝ وَاصْبِرْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتَ حَيًّا ۝ وَذُرْ آلَ الْاَدْنَى ۝ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ

میں ہوں اور مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جیتا کہ میں زندہ ہوں - اور ان کو ساتھ لے کر نے والا بنایا - اور مجھے کسٹریض نہ بنایا کہ میں کیا اور میری جگہ کی ان جہاں میں پیدا ہوا اور جس دن

اَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَدُّونَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَ الَّذِي يَقْضِ

کریں مردگان اور جس دن کہ بارگزر کر نہ کرے تمہارا جاگنا - یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا یہ ہے سچا بات کہ میں وہ جھگڑا نہیں الٹا کی یہ نشان نہیں کہ وہ کسیکو شایانہ ہو - پاک ہے وہ - جب وہ کوئی کام کرنا

اَمْرًا اَوْ اَمَّا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ رَءِیُّ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۝ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ ۝ فَاحْتَفِلْهُ لِمَ احْتَرَابٍ مِّنْ بَيْنِهِمْ قَوْلٌ لِّلَّذِيْنَ

مقرر ہوتا ہے تو صرف یہ کہ کہتا ہے سو وہ بھی جانا ہے اور یہ بھی کہا (ایک وسیلہ اور تمہارا رب ہے پس اس کی عبادت کرو - یہ ہے سید ہدایت - پھر فرمیں آج میں جہاں سے گیس میں غلامی ہے

كُفِّرُوا مِنْ مَّشْهَدٍ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

منکر دن کی بڑے دن کے پیش ہونے سے

آخرب مریم جو ان بچہ بن گیا اور کو ہر صورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ رحمت بن گیا علیہ السلام (نظر آیہ مریم گھر نہیں اور کہا میں تجھ سے اللہ کی بناہ مانگتی ہوں اگر تو

خدا ترسے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تجھ کو پاک فرزند دوں مریم نے کہا جیکہ کہ ہو گا میرا بیک کسی سے نکاح نہیں

ہوا اور یہ جس کام میں ہوں فرشتہ نے کہا خدایوں ہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر سکتا ہے تب فرشتہ نے انکار کرتے کے گریبان میں مکر و مانی چھوڑ دی پھر تک دیا کہ

بعد سے انکو حلوم ہونے لگا مریم کو گون سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جا رہیں (غالباً یوسف کے ساتھ وہاں سے بیت اللحم میں آئیں ہونگی وہاں سے

کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو ابکل شہر ہے یا اپنی حال کے گھر رہی ہوگی اور انکی خالہ کو بھی حل تھا چھ بیسے کا جس سے بچی پیدا ہوئے) پس جب اس

تفسیر سورہ مريم  
 ۱۔ فَاكْشَرْتُ الْيَدَ : میں نے ہاتھ دکھائے  
 ۲۔ كَيْفَ نَكَلِمُ : کیسے ہم سے بات کریں گے  
 ۳۔ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَدِيقًا : وہ بچہ کے ساتھ تھا  
 ۴۔ اَنْعَى الْكُتُبَ : کتاب دی  
 ۵۔ جَعَلْنِي نَبِيًّا : نبی بنایا  
 ۶۔ مَبْرُكًا : بھکت  
 ۷۔ مَآكُنْتُكُمْ : جہاں کہیں  
 ۸۔ اصْبِرْ : صبر کر  
 ۹۔ الصَّلَاةِ : نماز  
 ۱۰۔ الزَّكَاةِ : زکوٰۃ  
 ۱۱۔ مَا دُمْتَ حَيًّا : جتنا میں زندہ رہوں  
 ۱۲۔ ذُرْ آلَ الْاَدْنَى : اپنے قریبیوں کو چھوڑ  
 ۱۳۔ جَبَّارًا شَقِيًّا : جبرور و شقی  
 ۱۴۔ السَّلَامُ عَلَيَّ : سلام علی  
 ۱۵۔ يَوْمَ وُلِدْتُ : جنم دن  
 ۱۶۔ يَوْمَ اَمُوتُ : موت دن  
 ۱۷۔ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا : دوبارہ جنم دن  
 ۱۸۔ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ : یہ عیسیٰ مریم کا بیٹا  
 ۱۹۔ قَوْلَ الْحَقِّ : سچا بات  
 ۲۰۔ الَّذِي فِيهِ يَمْتَدُّونَ : جس میں وہ پھیل رہے ہیں  
 ۲۱۔ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ : اللہ کو اپنے بیٹا بننے کا نہیں  
 ۲۲۔ سُبْحٰنَ الَّذِي : تعالیٰ جس کی  
 ۲۳۔ اَمْرًا اَوْ اَمَّا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ : اللہ کہتا ہے تو ہوتا ہے  
 ۲۴۔ وَاِنَّ اللّٰهَ رَءِیُّ وَرَبُّكُمْ : اللہ ہی دیکھتا ہے اور تمہارا رب ہے  
 ۲۵۔ فَاعْبُدُوْهُ : اس کی عبادت کرو  
 ۲۶۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ : یہ ہے سید ہدایت  
 ۲۷۔ فَاحْتَفِلْهُ لِمَ احْتَرَابٍ مِّنْ بَيْنِهِمْ : ان کی جگہ پر ہنسنا  
 ۲۸۔ قَوْلٌ لِّلَّذِيْنَ : ان کی بات  
 ۲۹۔ كُفِّرُوا مِنْ مَّشْهَدٍ يَوْمٍ عَظِيْمٍ : بڑے دن کے مشاہدہ سے پاک  
 ۳۰۔ اَمْرًا اَوْ اَمَّا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ : اللہ کہتا ہے تو ہوتا ہے



اور طبع و فن شروع ہوئی اگر تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو ظلم کا کہاں سے پیدا ہوئی؟ پھر بتا دیجئے کہ کسے؟ ہر دم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دنیا کر لوگوں نے کہا کہ ہم پچھ سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں اس میں حضرت مسیح علیہ السلام گود میں سے آپ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اسب سے پہلے میرے جملہ لوگوں کو کہہ دو کہ ان کے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجایب ہجرات دکھانے سے لوگ انگوٹھیں خدا کا بیشنا نہ سمجھ لیں جیسا کہ انصاری سمجھ بیٹھے (جھکو کتاب دی برہمینی انجیل گواہی دے کہ نہ تو نبی ملائیشیں برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اس طرح نبوت بھی جب ہی ہی اور صلوة و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت میں ہو سکتی ہے لیکن یہ سب باتیں ہونی والی تھیں اور عالم غیب میں قرار پا چکی تھیں گو وہ اس وقت تک نہ ہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معلوم کر آیا گیا تھا اس لئے ان سب باتوں کو بلطف اس ماضی انمولیت کے وقت میں بیان فرمایا غیر خودی کی حالت میں اپنی ماں کی برادرت کے لئے مسیح نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں کسیا بلکہ پچھرا سو دت بولے اور اور کے بول کر تیسے میں جب لوگوں نے یہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئے اور اس لئے میرے برزخانی سزا و قتل بھی قائم نہ کی ورنہ سزا سے بری رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی مگر اس بات کو یہ سونے مٹنی کر دیا کہ لوگ انکی مشق نہ ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پاکدامن پر مہتابان دہر دیا۔

تاہیچوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت میرے کا چچا زاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت میرے اور عیسیٰ علیہا السلام کو پیدا و پروردگار کے خوف سے مصر گیا تھا اور اسکے مرنے تک وہ وہیں ہے پھر ہر دوس کے مرنے کے بعد آکر امرہ گاؤں میں رہے اس لئے ان کے منہ میں کو انصاری کہتے ہیں اور پھر وعظہ پند میں معروف ہوئے اور ہجرات دکھانے شروع کئے لوگ جو حق انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بد گمان کر کے انکو گرفتار کر آیا کہ یہ قیصر سے باغی ہے قید کر کے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اور بڑھا لیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کر دیا جسکو علی دیکھا انکے بعد حضرت میرے کا انتقال ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکو بروہے پروردگار کے ہاتھ سے غیبید ہو چکے تھے۔

حضرت عیسیٰ اور میرے کے قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے ذلک عیسیٰ بن میرے کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن میرے کی یہ ہے سچا واقعہ جس میں وہ جھگڑتے ہیں لیکن وہ جو کہ پہنچ گئے گھما دہشت و زنا سے پیدا ہوئے تھے اور رکاوٹ فرمائی تھی نہ وہ جو عیسائی کہتے گئے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو از حد بدیہی سلطان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی اس لئے عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے اگان لعدان تیخمن ولد سجاد الخ نہ انکی بہر شان ہی نہیں کہ وہ کیسہ بیشنا بنائے وہ جس پاک ہے اذ قصی امرانا انقول لکن فیکون بیانا کے لئے ہذا ہی جگہ احتیاج ہے اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہتے ہی ہو جاتی ہے اسی طرح بغیر بظاہری برہمینی باپ کے بغیر عیسیٰ کو پیدا کر دیا خود عیسیٰ نے کہہ دیا تھا انی عبداللہ وان اللہ ربی و کہم ناعبد وہ بنا صراط مستقیم کہ اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا بانی ہے والا ہے اسی کی عبادت کرو سیدھا صراط یہی ہے نہ یہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو۔

## ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا قصہ انجیل میں بتایا ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں ایک روز تک گونگار بنا مذکور ہے اور میرے کے قصے میں اس قدر تفاوت ہے کہ میرے کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی اندیشیں چڑھایا جانا اور زکریا کی نگاہ میں پرورش پانا اور اسی طرح تو کہ مسیح علیہ السلام کے وقت فرمے کہ درخت کا تر و تازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیر خواہی میں مسیح کا کلام کرنا انکی اناجیل میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی اور انجیل میں جیسا کہ انجیل انمولیت وغیرہ اور اسی طرح رضاء کے زمانہ میں بھی کلام کرنا انجیل میں ہے قرآن مجید میں نہیں سو یہ کچھ اختلاف ایسا نہیں کہ جس سے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی وجہ بنتی خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کمی زیادتیوں میں ایک میں ہے کہ جو سی سنارہ کے اشارہ سے مسیح پاس گئے



دوسری میں نہیں علیٰ ہذا القیاس۔ اور اختلاف ہے بھی تو اس قرآن مجید کا ہی غلطاً و غلطاً اعتنا ہونا چاہئے نہ ان کی کتاب محمد کا۔

۲) انعام اہل اسلام و نظام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ ایک انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہوئے تھے۔ یہاں اور محاذ اللہ نا جائز تولد قرار دیتے ہیں مگر کچھ برائی نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم مسیحی کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور غلطی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے وہ فریق قدم بہ قدم حکما ریورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو انوکھیا لات کے مطابق کرنا ہے غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہودی کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کہ انکے خوارق عادات اور انوکھیا لات میں اس بات کے امکان پر دلائل لایں گی یہاں گنجائش نہیں متقدمہ تفسیر میں بیان ہو چکے ہیں کہ قرآن مجید کے وہ الفاظ بتانا ہوں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ اول۔ ان آیات میں متشکل لہذا بشر اسو یا سے لیکر قال لک قال ربک ہو علیٰ میتین تک صاف صاف کہہ رہا ہے کہ مریم کو فرشتے کہنے سے کہ تجھ کو فرزند دیجو یا ہوں تو تجھ کا بسکے کہ وہ حرام کا رخصت نہ کسی سے نکاح ہوا تھا اس پر فرشتہ کا کہہ کر نہ کہ مریم کا کہہ کر نہ کہ مریم کو فرشتے کے تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے ہوا ہے۔ دوم۔ و جعلنا آیت لِّلنَّاسِ بھی ان کی تصریح کرتا ہے کہ تولد مسیح اگر معمولی طور سے ہوتا تو خواہ اس لوگوں کے لئے کتنے ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تولد میں پر تائید کا اطلاق نہیں ہوتا لکن قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی آیات قرآنہ کے اور چیزوں کا انقطاع کا اطلاق ہوا ہے تو انہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات اس کی قدرت کی بابت عادت و اسباب ظاہری بغیر بائی گئی ہو جیسا کہ اصحاب کہف پر اور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہ۔ سوم۔ ان میں عیسیٰ عند اللہ مکمل آدم الا یہ میں اس امر کی صاف تصریح ہو کر کہ آدم کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اگر اس بات میں نہیں کہ صلیح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح یہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدم کے ساتھ مسیح کو ہے؟ اور نیز اس آیت کا نزول انہیں کے دماغ خیال کے لئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔

اسکے علاوہ اسی قصہ میں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کچھ خشک سے تفسیر مول کا پیدا ہونا پانی کا چھریہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہود نے کہا تھا کہ گود کے بچے سے کیونکر بات کر سکتے ہیں؟ اور فرشتہ کا مجسم ہو کر مریم کو نظر آنا یہاں بھی شاید تاویل ہل کرین کے۔

اسی طرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماقول صاحب اپنی کتاب میں انکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر حرج اور کلام الہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸۔ درس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہو چکا ایک جلیجہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی انگلی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اٹھنے آنے سے

پہلے وہ روح القدس سے حامل ہوئی گئی۔ پھر نسل لوقا کے اول باب میں ۲۶۔ درس سے لیکر انجیل یوحنا تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ ماقول صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں؟

(۳) یا اخنت یا ہون اخنت کے حقیقی معنی ہیں کہ یہاں مرد نہیں بلکہ کلام عرب میں آخ اور اخنت اور ابن بہت سے مواقع میں محض نسبت کے لئے لیا جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان اسے و اخا ہمدان یعنی اے عروبہ والے ای قبیلہ ہمدان والے یہیہ کہ اگر عرب اور ہمدان کے بھائی اسی طرح مسافر کے لہو ابن ابوبہل اور چاند کے لئے ابن البہل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنے کے لئے انکے جد اعلیٰ ہارون کی طرف منسوب کر کے کلام کیا گیا ایسے بزرگ کی اولاد تھے ایسا کرنا تھا بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑے نیک مرد تھے۔ ایک پادری نے آخنت کے حقیقی معنی سمجھ کر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کر کے اعتراض بڑھایا کہ قرآن میں غلطی ہے۔ فہم سلیم سیکو کہتے ہیں

اسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّسَمَّى الْيَوْمِ لَا يُرَى فِيهَا شَيْءٌ وَلَا تُؤْتَى مِنْهَا غُفَّةٌ فَلَا فَرَارَ لَكُم مِّنْهُ يَوْمَ يَأْتِيكُمُ الْمَلَكُ فِي الصُّورِ لَئِنْ لَّمْ يَدْعُوا لِحُكْمِهِمْ يَتَذَكَّرَ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ قَبْلَ الْيَوْمِ يُكْفَرُونَ

جس روزگاہ ہمارے پاس حاضر ہوئے مسندِ توحید پر آئے دیکھتے ہوئے لیکن ظالم آج کو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں گو زمانہ ہرگز نہیں اور اگر حکومت کے دن ڈروں گا، فیضِ لہذا کا اہلِ حق و عدل کو نصیب ہوگا۔

هُمُ الْيُؤْمِنُونَ ○ إِنَّا نَحْنُ نُزِلُ الْآرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا أَلَيْسَ لِيُجِئُونَ ○

ایمان نہیں لاتے ہم ہی زمیں کے دابرش ہونگے اور انکے ہی جو اسپر میں اور سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر لائے جائیں گے

## کے

اس بہم والبصر متبادلو لو تعجب کے صبیغہ لفظاً امر کے صبیغہ ہیں یعنی ما بہم ہم والبصر ہم بہم موضع فرین ہے کہ تو کہ احسن بزیادی احسن زید لفظوں میں اور متعی خبر ہے احسن زید۔ وکین ان لقیال اذا امر کل احد بان کین بزید والبارنا مائدۃ۔ یوم ظن والعال فیہ البصر۔ اذا تفضی یا یوم الحمرۃ سے بدل یا حسرت کا ظرف۔

...

پہلے فرمایا تھا فاضل لاہور کے عیسیٰؑ کے بارہ میں تو میں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے حقوق میں یہی بہت کچھ اختلاف ہے اور ساتھ ہی نسبت فرماتا ہے خلیل الذین کفرو اس میں شہرہ یوں ظہیم کہ سنکروں کو پڑے دن کی حضورؐ اور اس کی شدت و جزائی ہے۔

پھر دن قیامت کا دن ہے یعنی اُس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے انکے خلاف کا فر و اسوہ و ظالم جو جاوے گا۔

انس الخیر میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان کر چکے ہیں۔ اب اس کے اس روز کی مینائی اور شہنائی عجب ہوگی جتنی حیرت آج اندھی اور بہرے میں نہ باطن کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کسی سے سنتے ہیں۔ سرفروغ حال نہ ہوگا نہ ہوگا بلکہ عجب کھیں کھیں جاوے گی کان کھیں کھیں جاوے گی۔ یہی مضمون سورہ فی میں بھی آیا ہے لفظ کثرت فی فضلہ من ہذا الکشفنا عنک عطا رک فبصرک الیوم النجید۔

اسکے بعد آنحضرت صلیم کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کر دو تاکہ خوف کریں۔ پھر یوم الحشر کی کچھ اور تفسیر فرماتا ہے۔  
اذا نفضت الامر وہم فی غفلۃ وہم لا یؤمنون کہ کیا ایک انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاوے گا اور وہ دنیا میں غفلت میں بڑے ہیں اور ایمان نہیں لائے۔ بظاہر  
یوم الحشر قیامت کا دن ہے کیونکہ جنہوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہ ان کی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تنخویف  
پیدا ہوتی ہے یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ایمان و حسنات سے بھر پور  
اور ہر یکا یک کسی موت کا حکم ہو جاوے اسکا کا تمام ہو چکے اب اسکو ساتھ بیچانے کے لئے توشہ آخرت حاصل کر چکی بہت کہاں پس اس دن سے زیادہ  
بھی اسکی حسرت کا دن اور کمرو کیا ہوگا؟ یہی ضمن بھی قرآن مجید کی متعدد روایات میں آیا ہے لولا آخرت لئی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث  
میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ کیا اجل آجاتی ہے حسرت و ارمان دنیا کی جگہ دہل میں آخرت کے  
لئے کوٹنا ہی کرنے کی حسرتیں سلہتہ ہو جاتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ مال و زر زمین و باغات اس نے بڑی محنت سے چھل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہ گئے ان سب کا اللہ ہی وارث اور خیر مالک رہے گا اور سب ایک روز خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جائیں گے انھیں نرث الارض ومن علیہا والہما یرجون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔



وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِذْ كَانَ فَخْصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۖ وَآدَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيبًا ۖ وَوَهَبْنَا لَهُ

ادھر لکھا ہے میں نے اسی کا ہی ذکر کر دیا کیونکہ وہ خاص بندہ ہے اور یہی صاحب کتاب تھے اور چنے اسکو کو دے طور کے دائیں طرف سے بکرا اور دروازہ داری کے لئے پاس بلا یا

مِنْ رَحْمَتِنَا اخَاكَ هَرُونَ نَبِيًّا ۚ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ لَمْعَلٍ اِذْ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۚ وَكَانَ يَأْمُرُ الْقَوْمَ

اور وہ اپنے گھروالوں کو تسلا

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رکنے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے اور کتابت اور دوسرا کام نہ کیا کرتے تھے۔ ان کے بڑے بھائی محمد بن عبد اللہ بن ابی بکرؓ اور علیؓ کا لکھنا بھی

اللَّهُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۚ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ وَإِنَّكَ لَنَازِلٌ ۝۱۰ عَلَيْنَا نَزْلَةَ الْغُبَارِ ۚ إِنَّكَ أَتَىٰ عِلْمَ رَبِّكَ فَالْحَقُّ ۚ وَالْحَقُّ أَكْبَرُ ۚ

اللہ نے کرم کیا تھا۔ آدم کی نسل سے اور ان کی نسل سے جو کجگوئے بنے، جو کافکے سوا رکھا تھا اور ابراہیم اور اسماعیل کی نسل میں سے اور یہ ان دونوں میں سے جو کجگوئے بنے، راہ راست دکھا کر ان کو راہ درست دکھا تھا۔ جب

تَلَىٰ عَلَيْهِمُ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَكَانَ مِنْهُمْ خَلْفٌ ۖ فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ لَهُمْ عَذَابٌ ۖ

کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی خلیفہ کا نہیں بوجھ میں گر پڑا کرتے تھے اور سوتے جاتے تھے پھر بیدار ہو جاتے تھے بعد وہ اختلف پیدا ہوتے کہ جنہوں نے خلیفہ بن غات کو بن افضل اور شہزادہ محمد کو پھر علی کا بیٹا ہی بہت جلد ان کا بیٹا

من باب وأمن وعمل صالحاً فاولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون شيئاً جنت عدن التي وعد الرحمن عباداً صالحين فلان

یہی ہے کہ جو انسان ایسا اور اپنے کام کے سوجھ بوجھ میں دہل کر نہ اٹکے اور اس کی حق تلف نہ کیا جائے وہ ہمیشہ ہنس کے باغ و جنگل کا حسن سے لگا ہوا ہوتا ہے۔ یہی ہے کہ جو انسان ایسا اور اپنے کام کے سوجھ بوجھ میں دہل کر نہ اٹکے اور اس کی حق تلف نہ کیا جائے وہ ہمیشہ ہنس کے باغ و جنگل کا حسن سے لگا ہوا ہوتا ہے۔

مره پیش اگر سرگاهد برشتن که حسن کوچی خوابات سنخه من دوزخا کجایم سلامه که آله و عود و ...

[illegible]

---

پھر چوتھا قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ خدا نے انکو وہ طور کی دوائیں جانب سے پکارا یعنی الی انما اللہ الخ کے ساتھ موسیٰ کو خطاب کر کے کلام لایا اور اس شرف کے بعد دوسرے شرف پہنچا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی اکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

اور ذکر فی کتاب ایشیل میں پانچواں تذکرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام فرج اللہ کا ہے جو حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے تھے۔ چونکہ یہ ایک متقل  
رتبہ کے شخص تھے اسلئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جدا گانہ انکا پہلا وصف یہ ہے کہ کان صادق الوعدہ وعدے کے بڑے

یہ ان کے صادق الوعد ہونے کی ایک اور ثبوت ہے۔ حرمِ کان رسولاً نبیا یعنی حرمِ نبوت ہی حاصلِ نفعی بلکہ صاحبِ شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان

مرزا اپنے اہل و عیال کو جنہیں بعض علماء کے نزدیک اعلیٰ امت بھی شامل ہے، نماز و روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے، کامل و مکمل تھے اور اسی لئے ان عند المرزا اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ بھی تھے۔ پس اے قوم عرب تم کو امیں کا افتخار لازم ہے جو تمہارا جہدِ امجد تھا نہ اور یہ وہ وہ جاہل اہلِ کفر





وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَاتَ لَسَوْفَ نَحْيِيهِ ۚ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَوَعْدُكَ لَكُمْ خَسِيرٌ ۚ

اور انسان (منکر) کہتا رہتا ہے کہ کیوں جی جیس میں مجھ کو کیا پھر زندہ کر کے فرستے باہر نکالا جائے گا کیا وہ انسان اس بات کو یاد نہیں کرتا کہ پہلے ہی اس کو جنم ہی پیدا کیا تھا میں قسم ہے آپ کے رب کی کہ تم لوگوں کے الشیاطین تم لخصہ نہیں حوالہ ہم جیتا ۚ ثُمَّ لَنُنَزِّلَنَّ عَنْ كُلِّ شَيْعَةٍ إِيَّاهُمْ أَشَدَّ عَلَى السَّخْمِ عَذَابًا ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ فِي أُولَٰئِكَ شَيْطَانًا ۚ

شیطانوں کو جن کر لیکر ان کے جنم کے کنارہ ماحر کرینگے ان کے گنہگاروں کو جنم کے ہر گز سے ان کو گنہگار کرینگے خدا سے بہت اکر کرتے تھے پھر کو تو تسلیم ہے کہ میں سے کون کرنے کے قابل ہے۔

وَصَلِيًّا ۚ وَلَٰنْ مِّنْكُمْ لَأَوْرِدُهَا كَأَن يَكُونُ عَلٰى رِجْلِ رَجُلٍ ۚ فَنَنفِثُ فِيهَا رُوحَنَا ۖ فَتَمُوتُ ۖ وَأَن تَحْيَا عَلَيْهَا

اور تم میں سے ایسا کوئی ہی نہیں کہ جو پھر سے ہو کر نہ گزرو آپ کے رتبے اس کا درکار نہ لائی کر لیا ہے پھر پھر میرا کارہ کر لگوں گا میں ان کے اور نظاروں کو اس میں پڑاؤ نہ دھارے دین گے اور جب انکو ہماری اِيشَاءِ يَتَّبِعُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا ۚ أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَآخِرًا ۚ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُ مِنْ قَرْنٍ هُمْ

کھلی ہوئی نہیں سنا ہی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ کیا تو کوئی فرق ہے ہم میں اور تم میں سے مرتبہ میں بہتر اور کس میں عمدہ ہے حالانکہ اسی پہلے ہم بہت سی ایسی جماعتیں ہلاک کرچکے ہیں کہ جو احسن اَنَا نَاوَيْتُهَا ۚ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَمْلِكْهُ الشَّيْطَانُ مَدَّ أَصْبَاهُ ۚ إِذَا رَأَوْا مَاءً يَّوْدُونَ ۚ إِنَّمَا الْعَذَابُ لِلَّذِينَ آمَنُوا

اسباب اور ضرورتوں کو نہیں بہتر نہ کہنے کوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو خدا ہی اسکو (دینا میں) کو حیل ہی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جس کے انہیں عمدہ دیا گیا ہے جب اسکو دیکھیں یا تو عذاب کو یا قیامت کے مَسِيعُونَ ۚ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّقَامًا وَأَضْعَفُ جُودًا ۚ وَيُنَادِي اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَآلِقِيبَتِ الصَّالِحِينَ خَيْرٌ عَنِ ذِيكُ الْوَاسِعَةِ ۚ

تب معلوم ہو جاوے گا کہ کون جس سے درجہ میں ہے اور کسی کو درجہ اور براہ راست پر جس اللہ انکو اور زیادہ بہتر دیتا ہے یا تو ایسی ہی ہونو وہی کیا ان آپ کے رب کے نزدیک ذواب اور حاکم کے لحاظ سے بہتر ہیں

تفسیر

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ يَهَيِّئْ لَنَا مَقَامًا ۚ فَنَحْنُ خَيْرٌ مِّنْ قَبْلِهِ ۚ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُ مِنْ قَرْنٍ هُمْ

تو کہتے ہیں کہ تم ہی کیوں ہم سے بہتر نہ ہو گئے؟ اس بات کو حال اور حاکم کی قدرت سے باہر جاتے تھے اسلئے رسول کی تکذیب کرتے تھے جو ہر بات کو ان آدم کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ ہی نہ تھا ہم نے اسکو موجود کر دیا پس نیست جن کو موجود کر دیتا ہے اس کے نزدیک دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کو غنیمت ٹھاکر اور

سستہ کر لیا کہ ہم انکو زندہ کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کر رہے ہیں اس کے بعد ان کو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے اور یہ گنہگاروں کی جگہ پر ہونگے جہنم کے دروازوں پر بیٹھے ہیں پھر ان کے ہر مرتبہ میں سے متبصر کر کے گنہگاروں کو چھٹاٹ چھٹاٹ کر ہفت خوار کی ساتھ جہنم میں داخل کرینگے (شیعہ) فطرتہ کفر و فتنہ الطائفۃ ای شاعت) وان کلم لا وار دہا لی قولہ حیثا بعض منہ یمن کہتے ہیں کہ انہم سے مراکھا میں انکو اولاً غائب کیے صیغوں یا دیکھا تھا پھر حاضر کے صیغہ میں خطاب کیا کہ لا بل یا ان و من فرار و

یعنی داخل ہونگے تو لا تعالیٰ اور انک عنہا بعد و قولہ لا یسمعون جیسے ہا لیکن اکثر کہتے ہیں کہ مومن کفار کے لئے خطاب عام ہے مگر ال یا ان کا دعوہ میں داخل ہونا نہیں بلکہ اسکا ملاحظہ اور حاکم نہ کرنا اس کے پاس سے ہو کر گزرتا ہے جیسا کہ علم غم علی الذین اتوا الذین لا یزالون کرتا ہے اور بہت سی روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور

اسلئے لا بل یا ان جنت میں اس تکلیف کے مکان کو یاد کر کے زیادہ شکر یہ ادا کریں اور انک جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہوگی مگر راحت کاملہ تکلیف کا متبادل میں ہوا داؤد علیٰ الرحمہ حضرت کے لائل کے بعد نہ کہیں عرب یہ کہہ کرتے تھے کہ اگر ایسا ہی ہو تو وہاں بھی ہم ہی تھے ہر گز جگہ کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ حکومت و شرف و توان بھی

ہوگی اس کے جواب میں فرمایا کہ لا بل انہ کو دنیا میں انھو زیادہ دو ٹوند فرمایا جس کو ہنے ہلاک کیا جس معلوم ہو سکتا ہے کہ دولت دنیا کی جیسے شرف و شرف ان میں نہیں فرماتا کہ دنیا میں ہر حال میں ان القبت ہے اگر انکو جلدی نہیں کرتے بلکہ فیہ لا الرحمن رہے صیغہ امر و جو تحقیق کیلئے مجھے صراحت ہی اسکو امر کرتی دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کو دنیا میں باقرہ میں صیغہ امر کی جگہ

کو دنیا میں ہر حال میں ان القبت ہے اگر انکو جلدی نہیں کرتے بلکہ فیہ لا الرحمن رہے صیغہ امر و جو تحقیق کیلئے مجھے صراحت ہی اسکو امر کرتی دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کو دنیا میں باقرہ میں صیغہ امر کی جگہ

یہاں تک کہ ان کو دنیا میں باقرہ میں صیغہ امر کی جگہ



















وَقَالَ الْمَلِكُ لَمَّا خَلَّصُوا وَلَدَهُمْ أَعْلَمُ الْمَلُوكُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ الْكَافِرِينَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِّينَ



(تعبیہ صفت قبضہ میں داخل الرسول عام منبر پر نہ فرمایا کہ یہ میں ہیں کہ میرے تیل خاص مچھ کر لو کہ انہی نے تھے اور وہ جو نہیں پس میں اس گھوڑے کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک ہٹی بھری

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

لَكَ لَنْ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِثْرًا

ای ہی ہم اس طرح سے لکھ کر دکھائی کہ جو پہلے سنائے ہیں۔ اور جو پہلے اپنے ہاتھ میں لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

خَلِيلَيْنِ بِهِ وَسَاءَ لَمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِمْلًا يَوْمَ يُنْفَخُ الصُّورُ وَنَحْشُرُ الْجِبْرِينَ يَوْمَئِذٍ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرٌ يَخْتِافُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْآلَةَ

جہاں کہ وہ پہلے لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

عَشْرًا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْ نَكُنُ مِنَ الْآلَةِ يُومًا وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا

ای ہی میں ہم اس طرح سے لکھ کر دکھائی کہ جو پہلے سنائے ہیں۔ اور جو پہلے اپنے ہاتھ میں لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

فَكِدَّرُهَا قَاعًا مَصْفُوفًا لَا تَرَى فِيهَا عِصْيَانًا وَأَمَّا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الذِّكْرَ فَكَوْثَرٌ لَهُمْ فَاذْكُرُونَهُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ آذَنٌ أَنْ يُقَالُوا يَعْلَمُونَ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ

جہاں کہ وہ پہلے لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

عَلَيْهِمْ وَعَنْتِ الْوُجُوهَ لِلَّهِ الْقُبُورِ وَقَدْ حَاطَبَ مِنْ جُلِّ ظُلُمٍ وَمَنْ يَتْلِ مِنَ الصَّلَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلْيُحْفِظْ ظُلُمًا وَلَا يَضِلْ

ای ہی میں ہم اس طرح سے لکھ کر دکھائی کہ جو پہلے سنائے ہیں۔ اور جو پہلے اپنے ہاتھ میں لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ يَوْمَ يُنْفَخُ الصُّورُ وَنَحْشُرُ الْجِبْرِينَ يَوْمَئِذٍ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرٌ يَخْتِافُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْآلَةَ

جہاں کہ وہ پہلے لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

عَشْرًا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْ نَكُنُ مِنَ الْآلَةِ يُومًا وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا

ای ہی میں ہم اس طرح سے لکھ کر دکھائی کہ جو پہلے سنائے ہیں۔ اور جو پہلے اپنے ہاتھ میں لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

فَكِدَّرُهَا قَاعًا مَصْفُوفًا لَا تَرَى فِيهَا عِصْيَانًا وَأَمَّا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الذِّكْرَ فَكَوْثَرٌ لَهُمْ فَاذْكُرُونَهُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ آذَنٌ أَنْ يُقَالُوا يَعْلَمُونَ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ

جہاں کہ وہ پہلے لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

عَلَيْهِمْ وَعَنْتِ الْوُجُوهَ لِلَّهِ الْقُبُورِ وَقَدْ حَاطَبَ مِنْ جُلِّ ظُلُمٍ وَمَنْ يَتْلِ مِنَ الصَّلَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلْيُحْفِظْ ظُلُمًا وَلَا يَضِلْ

ای ہی میں ہم اس طرح سے لکھ کر دکھائی کہ جو پہلے سنائے ہیں۔ اور جو پہلے اپنے ہاتھ میں لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ يَوْمَ يُنْفَخُ الصُّورُ وَنَحْشُرُ الْجِبْرِينَ يَوْمَئِذٍ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرٌ يَخْتِافُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْآلَةَ

لکھ کر دکھائی کہ جو پہلے سنائے ہیں۔ اور جو پہلے اپنے ہاتھ میں لکھا تھا وہی ہے (قرآن) جس میں اس میں سب سے پہلے اس سو دہا تک ہیں اس میں کا وہ چھ اس پر ہو گا











سُوْرَةُ اِنْيَاكِتْهِ اِسْمِيْنْ اِكْسُوْلَا اِلَافْ وِ سِتَارْ كُوْهِيْنْ ۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ ۚ مَا يَلْبِثُ لَكُمْ مِنْ دَعْوَانِ رَبِّكُمْ مُحَدَّثٌ اِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ

لوگوں کا حسبِ توقیر و آگاہی اور وہیں کے غفلت میں بڑے سُرپیچ سے ہوئے ہیں۔ ان کے بگ بگ سے بھراے کیلے کوئی بات ان کے پاس آتی تو ان کو سن کر سن کر یہی سن دالہ دیتے ہیں۔

ان کے دل کیلچس میں لگے ہوئے ہیں۔ اور غفلانوں نے بچے بچے کہا۔ کہ یہ (محمد) ہے اگر تمہارے ہی جیسا ایک شخص۔ تو یہ کیا توبہ و درود استغفار و توبہ کی باتیں سننے یا کر رہے ہو۔ رسول نے کہا کہ یہ میرا رب

الْقَوْلُ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ بَلْ قَالُوا اضْغَاطٌ أَحْمَرٌ ۚ بَلْ فَتْرَ الْأَبْلِ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَا تَنبَأ يَكُنِ الْإِنْسَانُ الْاَوَّلُ

ما امنت قبلك من قرية اهلكنا اقم يومنون ۝ وَاَرْسَلْنَا قَبْلَكَ الرَّجَالَ اِنَّا اِلَيْهِمْ فَسَلُّوا اَهْلَ الدِّمْرِ اَن يَكْفُرُوا

اِنَّهٗ كَانَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ یَّجْعَلَ لَکُمُ السَّاعَۃَۤ اِیَّامًا مَّوَدَّعَۃً ۚ فَاِذَا حُجِرَ بِکُمْ وَاَنْتُمْ حٰکِمُوۡنَ عَلٰی النَّفْسِ الَّتِیْ حٰکَمَ بِکُمُ الْیَوْمَ ۚ فَاِنْ کُنْتُمْ عٰدِلٰۤیۡنَ سَوَّیۡتُمْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ یَّجْعَلَ لَکُمُ السَّاعَۃَۤ اِیَّامًا مَّوَدَّعَۃً ۚ فَاِذَا حُجِرَ بِکُمْ وَاَنْتُمْ حٰکِمُوۡنَ عَلٰی النَّفْسِ الَّتِیْ حٰکَمَ بِکُمُ الْیَوْمَ ۚ فَاِنْ کُنْتُمْ عٰدِلٰۤیۡنَ سَوَّیۡتُمْ

اور چمن ان کے آہے بان کہتے کہ کوجا کمانہ کہاتے ہوں اور نہ دوپیشہ رہتے واسے تھے۔ پھر چمن ان سے اپنے وعدہ کو چاکا کتاب لکھا اور کوجا چاکا بخت دی ۔ اور جوسے پرہنگے تھے

الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

ان کو ہلاک کر دیا۔ جیسے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بچھری ہے کہ جس میں تمہاری نصیحت ہے۔ پھر کیا تم کو عقل نہیں

کے

وہم مبتدا اور مفعول خبری فی خلیفہ ضمیر مفعول سے حال ہے اسے اعضاء غائبین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لایہ یقلوہم حال ہے ضمیر یلعون سے اور خبری دونوں حال مترادف یا مبتدا اخل میں اور جسنے لایہ کو مفعول پر ہے تب ایک ہی حال ہے کس کے لیے یہ خبر بعد خبر ہے بل ہذا جملہ فعل نصب میں ہے انجوی سے بدل ہو کر اسے دوسرا مبتدا الحدیث۔ قال بصیئہ یعنی رسول کا قول ہوگا حمزہ وکسائی وخص کی قرأت کے بموجب اور دیگر قرآن سے نقل بصیئہ مڑا ہے۔

...

یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بیشیہ توحید و نبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیاء علیہم السلام کے حجت و نگیزہ تکرر کے اور انکی نافرمانی کی سنگین سزا کا بیان ہے۔

حسابہ مفسرین کہتے ہیں کہ حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صد ہزار سال بعد آئے گا مگر تیسرے آنے والی چیز جو گمراہی گمراہی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے **ما قرب ما ہوکات** : واما بعد ما ہوکات : کہ آنیوالی چیز بہت ہی قریب ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ بعد موت کے بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ پیش کرنا پڑتا ہے۔

سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے پس اس وقت کے قریب ہونے میں تو کسی کو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں سوتا ہے کہ موت آگیتی ہے واسطہ انجوی بہ جہستہ مانفہ ہے ان کی عادات و ذیل کے بیان میں ان کے اعراض اور غفلت اور کبریل اور کوہ کے ثبوت میں۔ انجوی اسم ہے التناجی سے جسکے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے یہ معنی کہ ان باتوں کو جب ذکر اگلے جلد میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تھے۔ انسان جس بات کو ہم سمجھتا ہے اسکی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر شکم کہ یہ رسول تو تھا رسے جیسا آدمی ہے جطرح ہم کھاتے پیتے موتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ہے پھر یہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتی ہیں ہمارے پاس نہیں؟ ان کے خیال میں رسول بشریت کے جامد سے باہر ہے اور ملکیت کے لباس میں ہونا چاہتا تھا جو کھانے پینے سے پاک ہوا اور ہمیشہ جیتا رہے جسکے رو میں آگے ارشاد ہوتا ہے (۲) اقلون احرار و تم تبصرون قرآن مجید کو اسکے عجز کی وجہ سے مکہ کے کافر جاو و کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کھنٹا تھا کہ تم قرآن پر نہ چلو جان بوجہ کیوں جاو پر پلٹے ہو؟ یہ بات اسکے دل میں نہ تھی دل میں تو ہی جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جاو و کہتے تھے قل ربی اعلم القول یہ ان کے مخفی کہنے کے ہوا اب میں ہے کہ رسول نے انکاخفی راؤ نے کھنٹا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ اسنے کھڑے تم ہزار چھوڑ دو میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام غنی باتیں جانتا ہے اور سننے والا جہنم و بالا ہے اس سے تمہارا یہ مخفی مشورہ کب مخفی رہ سکتا ہے؟ القول صاحب کشف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے شامل ہے سر و جہر کو تا کہ اس کے لیے یعلم اسکی جگہ اعلم القول کہا۔

ہل قالوا اضغاث غلام بل انھما بل ہوشا کر کہ کو قرآن کے جاو و کہنے میں بھی استقلال نہ تھا یہاں کہ کتب تک کوئی کی میں عجب لگا کر تا ہے تو وہ اسطر عتلمت باتیں کہا کرتا ہے یعنی جاو و پھر بھی ایک ناماد پھر ہے یہ تو یاسا ہی نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو از خود خمد نے بنا کر ذرا اچھی اور دلچپ عبارت میں جمع کر دیا ہے کیونکہ وہ شاعر ہے۔ (۳) فلیأتنا بآیات الجہل پہلے نبیوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھانا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ یہ انکے تین شبہ تھے جسکی تفسیر آج کل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہہ کرتے ہیں ما منت من قرینہ الکلنا ہا ہم یومنون یہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار منہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کی سانسے پیش کیا کرتے تھے کہ ان سے پہلے جعفر رستیوں کو ہٹنے ہلاک کیا ہے انھوں نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے مگر جب ان کو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہ معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئیں گے؟ اسلئے ان کی خواہش کے موجب معجزہ نہیں دکھایا گیا کیونکہ ایک وقت مقرر تک ان کا ہلاک کرنا ہم کو منظور نہیں و ما ارسلنا فداک الا رجلا نوحی الیم یہ ان کے پہلے شبہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہم نے جعفر رسول بھیجے ہیں وہ بھی تو آدمی ہی تھے کہ جن کی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تم کو معلوم ہو تو قاسم سلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھ دیکھو کہ جن کے تم اسے اہل مکہ اکثر باتوں میں مستفہد ہو اور ان سے پوچھ پوچھ کر اعتراضات کیا کرتے ہو و ما جعلنا ہم جہالا یکلون الطعام و ما کانوا خالدا بین اور ان انبیاء کو ہم نے ایسے بدن عطا نہ کئے تھے کہ جو کھانے کے محتاج انھوں اور ہمیشہ باقی میں بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اُنہد گئے موت سے نہ بچے۔ ہاں وہ ہمارے رسول تھے انھوں نے اپنی نافہ مان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لئے جو کچھ وعدے کئے تھے تم صدمہ قدام الوعدہ ان کو ہٹنے پورا کر دیا تھا کیسہ ناہم و من انشار و الکلنا اسفرین رسولوں اور ان کے پیروں کو بچا لیا اور بدکاروں کو حد سے گزرنے والوں کو ہلاک کر دیا انھوں نے ایک گت باقیہ ذکر کم فلا تفتلون یہ ان کی دوسری بات کا جواب ہے کہ تم ان کو جو ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس میں غور کر دکھ تمہاری لئے اس میں کفہ و خط و نصیحت ہدایت و سعادت ہے پھر اس کو سحر اور کیا کیا کہتے ہو فلا تفتلون کیا شکوک عقل نہیں؟



ساتھ ہلاک ہونے سے کل آئندہ آئینوں سے لوگ سوال کریں گے کہ یہ کون تھا اور کیونکر ہلاک ہوئے؟ یا یہ مہینے کہ جاؤ تہا رہو تو کر چاکر کا رشتہ گوئی کسی پوجہ پوجہ کر کام کر گئے عیساکر  
تہا رہی بجالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ نا جا کر وہی ہی حکومت چلاؤ۔ پھر فرماتا ہے غمازت تلک دعوہم حتی جعنا ہم حصید اغانم کہ  
وہ ہلاک ہوتے ہوئے تک یوں ہی پکارنے کا یہ دینا انا کا ناخامین کہ اسے افسوس لے خرابی بیٹیک ہم سنگار تھے۔ مگر اس وقت انکا کنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکار کر  
پکار تے ہیست و نابود ہو گئے۔ دعویٰ صدر یعنی الدعویہ پکارنا یہ کہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین حصید یعنی ہوتی کھیتی یعنی  
الحصود۔ انجوہر چھناگ کا۔ یعنی ان کو ہم نے ایسا کر دیا جیسی کھیتی لٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بچا دیا جس طرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہ کہ ہلاک  
ہو کر یاد کر دیا۔

ان کا توں کی نسبت کہ جنگا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ حضور اور تحول میں دو شہر تھے جہاں عمدہ کپڑا بٹاتا تھا وہ مراد ہیں  
کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بنیاں مراد ہیں غفر کہنا ہے کہ شام وین پر کیا موقوف ہے تاریخ کمال کر دیکھئے گا تو ہر ملک میں آپ کو  
ایسے بہت سے اُچار شہر ہیں گے کہ جو زلزلہ یا آسمانی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پھاڑ کے آتش مادہ سے یا کسی اور آفت الہی سے جو معمولی آفتوں کے  
علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام و نشان بھی نہیں ان کی جگہ اور قومیں آباد ہیں۔ عبرت عبرت۔

وما خلقنا السموات والارض الا لمشکین بلکہ اور بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان  
کے نیک بد سے کیا غرض اور رسولوں کے پیچھے سے کیا مطلب؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہی اس میں انکے گناہ و ثواب کو کیا دخل یا سب اسباب یعنی  
و سماوی سے ہے۔ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی کائنات ان خود تو پیدا ہو ہی نہیں گئی ہر طور کوئی انکی علت و مسبب کچھ لوگے پھر ار  
میں کلام ہو گا خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جب ان کے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے کہ ان چیزوں کو جو مٹا دیا گیا ہے انہیں بلکہ ہر ایک  
سے ایک غایت مطلوب ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غایت اور کمال حاصل کرنے میں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نہ کر سکیں گے جیسا کہ خلقت انسان سے  
مقصود انکی معرفت و عبادت و دیگر مصالح ہیں تو کتنے ہو گئے جیسا کہ میوے دار و درخت کی کتنی شاخ جیسا کہ کانا ضروری ہوتا ہے تاکہ انکی جگہ اور شاخ پھولے اور انشا نا  
بعد ہوتا (آخرین) اسباب یعنی و سماوی وہ سب بھی ہماری ہی ہاتھ میں ہیں۔ اسباب کچھ پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لیے یا سعادت کیلئے ہماری ہی کام ہے۔ اور اگر  
ہو کہ دنیا کے پیدا کرنے سے قبل اور زمانہ ہی منظور ہوتا تو لا نفع نہ ان لہ نہ انای من عننا ہے ہاں یہی جہود اور نورانی چیزیں جو ہمارے روبرو ہیں کہ انہوں نے کیا کم نہیں  
بلکہ انہیں اور سل بھیجے ہوئے ہمارے مقصود تو بہات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جملنا ہے۔ اس مقصود کو کوشش کی جاوے گی یا نہیں کوئی اسے خام برتن ہی تشبیہی اور حق کو سخت پتھر  
سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینکنا تو فوراً ٹوٹ پھوٹ جائے فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینکا کرتے ہیں کس سے وہ باطل مٹ جائے۔

اور اسکا رکھنا اور بلکہ مٹا دینا تم بویہ کی بیان کرتی ہو اس تمہاری لئے خرابی ہو یا یہ حملہ انشا یہ بصورت جملہ خبر یہ کہ تمہاری ان باتوں پر ہمارے جملہ ان کے بری بالوں کی ایک  
بھی خاکہ وہ فرشتوں کو خدا کی سیدیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہے وہ سن لے انی انوار الا فلاں کہ زمین و آسمان میں کچھ ہے اسکی ملک سے  
پھر اسکو بھی کی کیا حاجت؟ اور جو دنیا پر اسکی کیا پیدا کیا ہے؟ یہ چیزیں خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں؟ وہ سن جندہ اور اسکی پستی میں یعنی ملائکہ وہ خود ان میں انکی عبادت کرتے ہیں  
نہیں کچھ کرتی ہیں وہ انکی سیدیاں ہو گئیں؟ ہم جندہ و انہ زمین کی خبر دیکھا ہوں گویا خدا بنائیا پھر کوئی پوجے ہم پر نہ توں کیا وہ کیونکہ نہ کہہ سکتے ہیں بلکہ ان کے آسمان میں میں خدا  
ہوں ان کے چہرے نہ آسمان تو زمین میں جس طرح انکا ایک جیسو کوئی پوجہ نہیں کہ کیا نہ ہو ان سب تو ہی پاک ہو اسکی یہی معنی ہیں خود انہوں نے زمین کی چیزوں پر پڑتے ہیں تو خود جانی کہ

اس کی تفسیر سورۃ انبیاء



اِمْرًا تَخَذُ وَاَمِنْ دَوْلَاهُ الْهَاطِلُ هَا تَوْبَرُّهَا نَكَمٌ هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي اَبَلْ اَذْكُرُهُمْ اَبَعْمُوهُنَّ لَعَنَهُمُ مَعَهُمْ

ایک اور شخص کو سوا اور بی معبود بنا رکھے ہیں کہہ دینا یہ دلیل پیش کرو یہ میرے ساتھ والو کا گناہ نہیں کہ نبی والا (قرآن) معبود ہی و گھبریا ہو کر پڑھتا ہے نہ تو اس کی کوئی بات ہے نہ ہی معبود نہیں بلکہ میں ہی ہوں۔  
وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا نُوْحِيَ الْيَدُ اَنَّا اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْ وَاَنْتَ وَقَالَ اَتَاخَذُ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَ الَّذِيْ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

اور تیری تسبیح کیلئے کیا کوئی ہی رسول نہیں پہنچا کہ جس کی طرف یہودی نے کسی جو کہ بکرہ سے اور کوئی مسجد میں میری ہی عبادت کیا کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ عاقل (فرشتوں کی بنیاد) کیا ہو پا کر ہے۔ بلکہ وہ تو اس کے معجز  
مُكَرَّمُوْنَ اَلَيْسَ فَوْقَهُ بِالْعُزْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهِ يَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا بِاِذْنِ رَّبِّهِمْ وَهُمْ مِنْ حَشِيَّتِهِ مُشْفَقُوْنَ

جس سے ہیں۔ کلام کرنے میں اس پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کہہ گا کہ اس کے اور جو کہہ سکے ہیں۔ اور وہ شعا عت ہی نہیں کرتے مگر اس کے کہ جس وہ خوش ہو گا اور وہ اس  
حَشِيَّتِهِ مُشْفَقُوْنَ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ لَمِنَ دَوْلَاهُ فَلَنْ يَخْزِيَنَّهُمْ عَنْ ذَلِكَ الْخَبْرَ الْظَالِمِ  
جلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی انہیں ہی کہہ کہ اس کے سوا میں خدا ہوں تو ہی پر ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔ ظالموں کو ہم اس میں سے سزا دیا ہی کرتے ہیں۔

پھر تہدید و توبيخ کے لئے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہی ام آخذ و تبارک کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اس بات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہا تَوْبَرُّهَا نَكَمٌ کہ یہ  
کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو معجز مہم اور فائدہ خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی و ذکر من قبل کہ اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اس بات پر نہیں تو  
عقلی پیش کرو عقلی دلیل کتاب الہی سے ہو تو سلم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الہی جو میرے ساتھ والو کا یعنی میری امت کا ذکر یعنی تمہاری گناہیں کرنے والی جو وہ قرآن مجید پر  
اور مجھے پہلے لوگوں کا ذکر قرآن و انجیل و زبور و مصحف انبیاء بھی دینا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو لکھا و لکھا اور بھی خدا کے سوا معبود ہیں؟ سید عید بن جبر قوادہ و سدی  
کہتے ہیں کہ یہ ذکر من قبل قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری امت کا اور مجھے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اب اس سے بڑھ کر اور جملہ کوئی کتاب ہوگی  
جو مانو گے؟ فرماتا ہے بل اکثر ہم لا یعلمون الحق نعم مضر عل کہ یہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اس کتاب الہی کا قصور نہ سمجھنا چاہئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور  
جاہل ہیں حتی شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے نہ مورتے ہیں۔ اس کتاب اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہو گیا ہے بزرگان دین جو انبیاء اور رسول  
ہیں انہوں نے بھی کبھی وہ خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ وہ مارسلنا من قبلک الہ اسے تمہارے پیشتر خدا را نبیا ہے میں سب کی طرف ہی وہی کی تھی کہ میرے  
سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کیا کرو۔ چنانچہ تورات موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہ بات موجود ہے پھر شیخ کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسبطح  
اور چیرول یا بزرگوں کا خدائی میں شریک نہ ہونا ان کا کھانا ثابت ہو گیا ہے عرب میں قدیمہ خزاعہ کے لوگ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بنیادیں کہا کرتے تھے ان کو قول کہی رو فرماتا ہو و قالوا  
اخذ الرحمن ولدا اسکا لہو کہ وہ شریک نہ کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنائی ہے وہ ایسی باتوں سے پاک ہو اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بنیادیں کہتے ہیں اس کے بندے ہاں معزنا  
بندے ہیں۔ مگر اس کے حکم کے ایسے بیٹے ہیں کہ اس کا کلام ہی اس کی اجازت بغیر نہیں کرتے جب وہ کچھ فرمالتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اس کے حکم کے پائند  
ہیں کہ جو کہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کا ظاہر و باطن معلوم ہے۔ یا یہ بھی کہ خدا تعالیٰ نے جو ان کو عزت دی ہے وہ ان کے ابتدا را انتہا سے خوب واقف ہے کہ وہ  
نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہ کہ وہ اس کی قدرت و علم کے احاطہ میں ہیں پھر ان کی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی یا  
ہیں یہی کلمہ گوئی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی کا فائل ہو بھی تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں ہمارے زیر حکم ہیں پھر بنیاد  
ہونا اور رشتہ ہونا کیسا؟ اور یہ کیا موقوف ہے ہم ہر ظالم کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۖ وَجَعَلْنَا

اور کیا سگڑوں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم جوڑی ہوئے تھے۔ پھر ہم نے انکو جدا کر دیا۔ اور ہم جاندار اور پھر کو پانی سے بنایا۔ تو پھر کیا اس پر بھی ایمان نہیں لیتے۔ اور زمین پر  
فِي الْأَرْضِ رِوَاْسٍ أَنْزَلْنَاهُمْ مِمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ السَّيْلُ ۖ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ ۖ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّرْفُوعًا ۖ وَهُمْ عَنْ  
جتنے ہی پہاڑ ہیں اور زمین پر جو کچھ ہے اور وہ زمین پر چھٹے ہوتے۔ اور اس میں ہم نے پانی کی شاخوں سے بنا دیے۔ تاکہ لوگ راہ پاویں۔ اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا۔ اور وہ جس کے آسمانی نشانوں کو

أَتَيْهَا مُعْرَضُونَ ۖ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

نفس پھر سے ہوتے ہیں۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا رہے۔

### ترکیب

کل شئی مفعول جملہ شئی کی صفت من المار الہندار الغائہ جو زبان یکن صفع کل تقدم علیہ صار حالاً۔

### تفسیر

مشکرین کو خیال رکھ کے اب انکو سانسے (جو بہت ہی معبودوں کے قائل ہے اور کہی ہوئی معجز مخلوق کو اسکا بیانیہ بیان کرتے ہیں) پھر چند دلائل بیان فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ عالم  
میں یہ تمام صنعت کاری ایک ہی کسی معبود یا بیٹے کے کیا پیدا کیا ہے؟ اور جو کچھ یہ دلائل اس پر بھی ہیں جو ان کی غور کرنے سے دعائیات کو دیکھیں اسکو اور ہر ایک کے خطاب کیا (۱) ان  
الامانات والارض کا تار تھا ان رقی بند گردانہ ہونا متفق بالفتح حد اگر نہ کہوں گا۔ اسکو معنی مفسرین چند طور پر بیان کرتے ہیں لیکن ابن عباس اور جن اور جو مفسرین اسکو یہ معنی بیان  
کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا ایک کانہ ہونا بنانا تاکہ یہ انہوں اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا بنانا تاکہ انہوں سے بارش برسنا اور زمین کے پانی کی پھر یہ ایک  
صیف و شائد پد کے وقت جبکہ بارش نہیں آتی اور زمین کے پھر پیدا نہیں آتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہی ان پر قدرت کی کہولتا ہو۔ بارش برسنا  
ہے پھر اس قسم کا سبب لکھنا ہی بعض آیتوں میں ان آیات میں ابتداء فرشتہ عاکم طرف اشارہ جو حکو قرآن مجید میں کی جگہ بیان فرمایا ہاں اجمالیان کیا جاتا ہے کہ ما وہ  
اثر یعنی تہرب ایک جامع تھا آسمانوں اور زمین کا مخرج تھا انہیں سے پینے آسمانوں کو حد اگر دیا زمین کو حد اگر دیا انہیں سے کی حد رے آسمان بنائی کی حد رے زمین پھر  
زمین کی مخلوقات حیوانات نباتات کو زندہ کیا کل شئی سے یہی چیزیں مراد ہیں نباتات میں یہی ایک قسم کی حیات ہے اگر غور کرو تو جمادات کا انتقاد بھی پانی سے ہوا ہے  
اور انکی صورت نوعیہ کا قیام انکی حیات ہے اس کے بعد میں فرمایا (۲) وجعلنا من المار کل شئی حی۔ صاحب شاف کہتے ہیں وجعلنا یا تو ایک مفعول کی طرف متعری قرار دیا جاوے

یا تو کس طرف پہلی صورت بہت معنی ہو کہ کہ ہنویں حیوانوں کو پانی سے پیدا کیا گیا کہ اور کچھ فرمایا جو اولیٰ خلق کل دانتیں بنایا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوئے ہر ایک قسم کا پانی ہے یا  
انکو پانی کی طرف اشارہ ضرورت ہے اسکی انکی حیات کو پانی کی طرف منسوب کیا گیا کہ آیا جو خلق الانسان من عجل انسان طبعی ہو تو کچھ جلد ہی پیدا ہو تو کچھ تہہ ہر ایک ایک شکل و  
عکس بدو سنی صورت میں یہ معنی ہو سکتا ہے اسکی شئی سبب المار کہ ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا گیا من المار مفعول ثانی کی کل شئی موصوفی صفت مجموعہ مفعول اول مفعول ثانی  
کا مفعول کرنا بہ تمام شان کو جو جسے ہو گا۔ اور بعض روایات میں حیاء بالنصب بھی آیا ہے یا تو اسکو صورت میں کل شئی کی صفت قرار دے کہ ہر کل شئی جو حی ہو اسکو پانی سے پیدا  
کیا یا یہ مفعول ثانی ہو گا تب یہ معنی ہو کہ کہ ہر ایک شئی کو پانی سے زندہ کیا ماس صورت میں ہر شئی سے مراد حیوان یا نباتات ہو گے قرآن سے یہ عام خاص کیا جاوے گا۔

سوال بہت ہو جاندا ہے پانی سے پیدا نہیں ہو گیا کہ جن اگل سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت آیا یہ خالق من تراب اور وہ جانور جو کہ  
حضرت مسیح علیہ السلام کا ریکانہ کر انہیں کچھ ہو گئے تھے کہ وہ اڑ جاتا تھا پھر سیدنا رسول کا پانی سے پیدا ہونا نہایا گیا۔ جواب ملاحظہ فرما کہ عام ہی مگر قریب مخصص ہو رہی

نفس پھر سے ہوتے ہیں۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا رہے۔

کس لئے کہ اللہ تعالیٰ اولم سے وہ چیز بیان کرتا ہو جو ان کے دیکھنے میں آتی ہیں اور یہ چیزیں انہوں نے کبھی نہیں دیکھی ہیں۔ پس یہ سب مثال نہیں۔ یا بیان اکثر یہ جو حکم و احادیث میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور عرف عام کو یہی کلیہ (۳) و جملہ فی الارض رواہی ان میں ہم لئے تعلیل و لام و لام التباس کی وجہ سے حذف کیا گیا۔ راہبہ زمین میں گڑی ہوئی چیزیں کی جمع رواہی جو مرد و پہاڑ یعنی کہ زمین کی گڑیوں کی وجہ سے یا خود ان کی ذات میں نقل اور جو پہاڑ ناکر دیا جو گنگلی نہیں اگر یہ بھی ہو یا پانی کی سطح خفیف و سبک یعنی پانی جتنی تپا تب اپہر کوئی مکان رہتا نہ کہیں یہ بھی ہوا انعام الہی ہے۔ (۴) و جملہ فیہا فحاجا سبلا معلوم ہندون کہ زمین میں تھما سے راہ پانے کے لئے کشادہ راستے رکھے اگر سخت تھما و دشوار گزار زمین تھی جیسا کہ بعض جبال ہوتی ہیں پھر دنیا اس لطیف کیسا تھ نہ تھی۔ اربع الطریق الواضہ معلوم ہندون میں ایک لطیف اشارہ اسطیف بھی جو کہ کاش یہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نہت چھپیں اور راہ ہدایت پر آویں (۵) و جملہ السمار سقا محفوظا آسمان کو چہرہ زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ کسے اور نہ مانا ہوئے محفوظ اور گھروں کی چٹنوں کی مانند وہ نہیں کٹوہ و سبک السمار ان تقع علی الارض الابانہ و موم یکہ شیا طیر سے محفوظ رہتا طیر کو دھاتک سامانی نہیں کیا قال و حفظنا ہاں کل شیطان رجیم۔ زمین کو یا فرش اور آسمان کی چہرہ اور یہ ایک عمدہ گھڑی کی روشنی کی قیلیل آفتاب ہاں ہیں اور اسطرح سیارہ بھی جھکا گئے کہ فرما تا ہی۔ پھر تمام مخلوق جو ان گھڑیوں کی نعمت کھاتی رہی اور یہ گھڑی کی نسبت بھی روز پانے مہانوں کو کھانا پھر ان کے اور کسے پیدا کیں ہیں پھر اس آسمان کی رفتار اور اس کے ستاروں کی گردش اور اس کے صدیا انقلاب خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اس کے جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں لیکن کفاران میں غور نہیں کرتے وہم عن آیاتہا معضون۔

فی بیفت اگر انسان تھوڑی دیر بھی ان عجائب قدرت میں غور کرے کہ جو آسمانوں میں کبھی میں صاف معلوم ہوا جو کہ اس پر وہ زندگی میں کئی چیز جو یہ کارہ وازی کر رہا ہے (۶) و ہوالذی خلق اللیل والنہار و الشمس والقمر فی فلک سبعون اس آیت میں ان چند نشانوں کا ذکر کرتا ہے کہ جن سے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا یہ انقلاب آنا علاوہ ان بی شمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوق کے لئے ہیں جیسا کہ رات میں ٹھنڈا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا بار بار کرنا پہلوں پہلوں کا خود اور ہونا ان کی قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا ہزاروں فوائد ہیں اور یہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے اسطرح آفتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب بھی ان فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا ہے۔ یہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کر کے دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں یہ دو چھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ ان کی اس چال کو تیرنے کے ساتھ بطور تشبیہ یا استعارہ کے بیان کیا۔

ف عمارۃ یم یک ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے اور آفتاب پہلے میں اور نیز اس کے حرکات فلک کی حرکات کے ساتھ ہیں پھر تیسرا اور اس فلک کی وجہ سے کہ جس میں یہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (۷) اگر یہ حرکات مختلف ہوتی تو کہیں ہمیشہ جاڑ رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت بنوست نظام عالم میں خلل مبعوث ہوتا (۸) ان کے نزدیک تو منی ظاہر ہیں اور جہور اہل اسلام بھی ان آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکما کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور آفتاب کسی فلک میں جوڑے ہوئے نہیں اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دایرہ نہیں ہاں یہ جو نظریں ایک نیلا گندہ سا نظر آتا ہے یہ عرف عام میں فلک گنا جاتا ہے خدا کی پاک کتاب میں ایسے امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت کرنا بخیر اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے جیسا کہ غمکی کا قول ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِلْبَشَرِ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَ فَهُمْ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْذُكُمْ بِالْأَشْيَاءِ الْحَدِيدِ مَنْزِلًا وَلِيُنَاسِ

اور اسی سے پہلے کسی آدمی کے توجہ پیشگی نہیں کہی۔ تو ہرگز تفرعِ حاد کو گھبراہٹ نہ دینا چاہیے۔ ہرگز کیا نہ دارِ رسالت کا مفرہ دیکھنے والا ہی اور نہ مکتوبِ غارت و بے چل حال میں ملبور استخوان کے آرائش میں تفرقہ پسند کا ہر پاسا۔

تُجْحُونَ ۝ وَإِذَا أَرَأَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنِ يَخْرُجُ مِنْكَ الْإِسْرَارُ ۖ وَأَهْلَ الدِّينِ يُدْكَرُ لَهُمْ ۖ وَهُمْ يَقْبَحُونَ ۖ وَهُمْ يُكَفِّرُونَ ۝

پہر آؤ ہی گے۔ اور اسے ہی حب ملک کا فریخت ہے تو بس تسخیر ہی کرتے گئے ہیں۔ کیا یہ وہی ہے جو تمہارے معبود کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ رحمن کے فکر سے منکر ہیں

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ وَإِقْبَلُ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْتَسْقِ ۚ وَبِقَوْلِكَ تَقِفُونَ ۚ وَإِذَا الْوَعْدُ إِذَا كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ لِيُعلمَ الَّذِينَ

آؤی جلد باز بنایا گیا ہے (زور تھرو) میں نگوہ اپنی نشانیاں ابھی دکھاؤ تینا بیوں سو جلدی منت کرو۔ اور دور کو تھیں کہ تباہ و و عہد کب پورا ہو گا اگر تم سچے ہو۔ کاش ننگروں کو کوہ وقت معلوم ہو جاوے

كفر احيى لا يفتنون عن وجوههم النار ولا عن ظهورهم ولا هم ينصرون بل تاتيهم بغتة فهم لا يستطيعون

کہ جب وہ نہایت سبوں سے آگ دو کر کھینکے نہ اپنی پشت سے اور انہی دو کھینکی گئی۔ بلکہ وہ گھڑی ان پر ایک ایک آماجواگی کی ہر توجہ ان کو بدحواس کر دی گی پھر نہ تو اس کو

سَرَدَهُوَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۝ وَلَقَدْ اسْتَهْرَىٰ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَخَافَ بِالْبَلَدِينَ ۖ سَخِرَ مِنْهُمَا مَا كَانَ لِأَيِّهِنَّ تَقْوَىٰ ۚ

مثال کیس گے اور انکو کہہ دیتے گی۔ اور انہی سے پہلے ہی رسولوں کے ساتھ تھک گیا کیسا ہے۔ پھر جس عذاب کی بابت وہ مہینی اور یا کرتے تھے وہی ان پر آ پڑا۔

مفعول مطلق یا مفعول مضارع اسے لفظ تکمیل پہا فتنہ۔ الامر و المفعول ثانی بن علی موضع نصب میں مطلق سے علی الجار مجبب کہ خلق من

ملین۔ اور حال ہی ہو سکتا ہے اسے بخلا و جواب کو مخدوف و معین مفعول یہ ہے نہ ظرف۔ بابتہ مصدر موضع حال میں۔

مقابلہ انتہا تب اور دیگر دارو دنیا کے ارکان بیان فرما کر کہ جن میں غور کرنے سے اس گھر کے نہانے والے کا وجہ ثابت ہوتا تھا یہ بات بیان فرماتا ہے کہ کسی

۱۔ اس گھر میں رہنا نہیں اسے ٹھیکہ سے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تنگو میٹھی کے سہارے اور نہ تھارے بعد ہمیشہ یہ بریں گے جو تھارے مرنے کی آرزو کرتے

یوں۔ واجملنا الخ اس دنیا میں امتحان کے لئے تم آئے ہو تاکہ تم نیک کر کے دارِ آخرت کی خوبیوں کے سہی بنو اور رہا رہے پاس ہر ایک کو ضرور آنا ہے ہر ایک

فریجینی بدی کا بدلہ ملنا ہے وافر اک الخ مرگاب ان دوار آخرت سے غافلوں اور داریوں کے مفتونوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے کہ دوار آخرت کے ہادی کا

سبحانے اس سے ہر وقت مسخر و مستعز و مکر کے ہتھیوں کی کیا یہی تمھارے بتوں کو برائی سے یاد کرتا ہے؟ یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہے انکو بے اختیار عاجز کہتا ہے مبالغہ

سدا ہی کہتے ہیں کہ ہر آیت الہیہ میں اس کی طرف اشارہ ہو مگر ناہجہ کہ نبیوں اور ان پر فرضی معبودوں کے

لے کر تو ایسا تھا ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کے ذریعہ اس کے اوصاف حمیدہ و جودہ لاشریک لہ اور تفاو و مطلق ہونے و بغیرہ کے منکر میں ایسا بننا واکرتے ہیں جس کے

ان اوصاف کا اکلارام اُناسے خلاصہ یہ کہ حقیقی معبود میں فرضی معبود کی یقین و مشرتل و ہمہ دار آخرت اور عیادت جاودانی کیونکر نصیب ہوگی؟

عن الاسان من قبل ابي الحسن بن علي المبالغة يعني دار آخرت کا ہادی جو انکو بری باتوں سے جو پیش آئیوں میں روکنا ہو تو انہی بازی سے کہتی ہیں کہ مستی ہذا اللہ

۵۔ وعدہ لب پورا ہو گا اور جلد ہی یہ کھول عذاب نہیں اچھٹا فرما ہی سوا ورحیمہ آیا ہے کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا کہ جب کا وعدہ کیا گیا ہے زندگی میں اور میرے جس

مہر ہو یا بے جلدی، خرو پھر دیا یا کہ یہ جلد باری اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہو جاوے کہ جب بے تھمیں ہر طرف سراگ انکو گھیرے گی کبھی

اس کی جلدی محو ہے پھر فرما ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت آج کی مہلت نہ لینے دیگی۔

سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ مَاتَ فِي سَبْعَةِ شَهْرٍ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ عَشْرًا قِيلَ لَهُ إِنَّهُ مَاتَ فِي سَبْعَةِ شَهْرٍ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ عَشْرًا













ایک رات کسی چرواہے کی بھینسی میں بکریاں کسی کے انگوری کھیت میں باڑیں بکریوں نے انگور کی کونپلیں کھالیں خوشبو خراب کر دیا صبح کو یہ بخارہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت نے اس کے نقصان کا اندازہ لگا یا تو اس قدر قیمت ہوتی کہ جتنا بکریوں کی مالیت تھی اسے وہ بکریاں اسکے نادان میں کھیت واسکے کو دلا دیں فریقین باہر آئے تو ان سے سلیمان نے پوچھا سنا کہ کیا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہونا چاہیے تھا یہ خبر داؤد کو پہنچی انہوں نے سلیمان کو بلایا پوچھا فرمایا بکریاں کھیت والے کو دیجئے اور جبر سے کہہ دینے کہ جتنی مدت تک کہ جبر اس طرح اس کا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اُدن وغیرہ کا قتلے کا اور تو اتنے دنوں اسکے کھیت کو درست کرے گا پھر حسب ایسا ہی ہو جاوے تو تیری بکریاں ان کو واپس ملیں گی۔ اس پر فریقین راضی ہو گئے داؤد علیہ السلام نے بھی اسکو بہت پسند کیا۔

اب داؤد پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور بندگان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقابل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام جنگ میں جا کر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو اُن کے ساتھ پہاڑ اور بند بھی تسبیح پڑھیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا بھی آواز تسبیح سے گونج اٹھتا اور پرند کا جھنڈ باندھ کر گے گا گرد آئے حمد و ثناء آج بھی میں شریک ہونا اُن کی تسبیح کرنا ہے اور ایسا واقعہ ہونا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زہر بنانی سکھائی۔ اسے پیشتر کوئی زہر بنانا نہ جانتا تھا۔ یہ بھی حرب و جدال میں بڑی کارآمد چیز ہے خدا نے نبوت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعے سے عطا فرمائی۔ آج کل قسم قسم کی توہین اور بدوقیوں اور آلات افشاش انسان کے ماننے کے اسباب ہیں مگر محفوظ رکھنے کا کوئی نہیں اسلئے فرماتا ہے تھنکم اسیر شکر کہ چاہیے۔ کا قال نبل اتم شاکرون۔

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھیں (۱) و سلیمان الروح حاصفہ کہ سلیمان کے لئے ہوا مسخر ہوئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کی طرف چاکر کی تھی۔ سورہ ص میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا للروح تجري بامرہ رقا حیث اصابع الاشيا ملین کل بناء و خواص و آخرین بین فی الاصحاد سورہ سبأ میں یوں آیا ہے و سلیمان الروح غدو یا شہر و دہا شہر کہ سلیمان کے لئے ہوا تائب کردی تھی جسکی صبح و شام کی رفتار ایک ہمدین کا رستہ تھا۔ سورہ ص میں ہوا کو نرم اور سورہ انبیاء میں تند و تیز فرمایا اسوجہ سے کہ ہوا التوئیر تھی مگر سلیمان کی مرضی کے موافق نرم بھی ہوتی تھی کہ جس تکلیف نہ ہوتی ہوا چلتی تھی۔ ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر بیٹھتا تھا یا نہ تھا جسوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت ایسا اور ایسا تھا جو ہوا پر اُڑا کرتا تھا جیسے بھر کا رستہ آدھے دن میں طے کرتا تھا اور سلیمان اصطر یا اور کسی مشرقی صوبہ سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دو پہر تک شام اور خاصیر و سلم میں جا پہنچتے تھے۔ البتہ مغربیوں ہلاک اور مشرقیوں ہود کے ہاں یہ روایات مشہور اور مسلم ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول و حضرت سلیمان نبی تھے اُن کے معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب و خراب صنائع اختراع ہوئے ہیں کہ جو ان صنائع کے صفحہ عالم سے محو ہو جانے کے بعد وہ افسانہ و دراز عقل معلوم ہوتا ہے۔ آج کل غبارہ کی رفتار کو دیکھئے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس جہاں میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو۔

جو لوگ تجزات و خرق عادات کو قصہ و کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں حرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہاز سی بیڑے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حیران شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لگائیاں پہنچانے کے لئے ہوا یا تھا جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے باب میں مذکور ہے اور بخبری بامرہ لے لارض الی بارکنا فیہا اسہ صراف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا ہر طرف آیا کرتا تھا۔

(۲) اشیا ملین یعنی جن حضرت سلیمان کے تابع تھے جو بہت سے سرکشی کی وجہ سے بیڑوں میں قید رہتے تھے اور ان میں بہت کثرت کا مومن پر لگا تھا کہ بعض

یہ داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ دی و الہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد اور اجتہاد شرع میں درست اور نہ ہے لیکن مجتہد سے حکایت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ہے یا یوں ہوا تو اسے بھی غلط نہیں ہونی مگر سلیمان کو اسے بہت عزت معلوم ہوئی۔ ہماری شرح میں اگر یہ حادثہ واقع ہو تو اسکی نسبت حسن امیری ڈالتے ہیں کہ یہی حکم سلیمان جاری ہوا کہ کیونکہ یہ آیت تھی کہ جو عبادت گزار ہیں ان سے منسوب حکم ہے پھر اس امام شافعی ڈالتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہو تو کیوں کے ملک کو کچھ دینا نہیں چاہتا کیونکہ دن میں کھیت کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر ان میں ہوتا تو ان دنوں ہوا کا امام ابوحنیفہ نے فرماتے ہیں کہ خواہ ان کا قصہ ہو یا رات کا جب تک چڑا ہے کی بکریوں کے چھوڑنے میں کوئی تعذیب یا خطا ہو گی ان دنوں ہوا کا کچھ حدیث میں آگیا ہے اجماعاً جہاں جابر ک ۱۲۳۸













سورہ انبیاء کے خاتمہ میں مسئلہ معاد کا ذکر تھا اس سورہ میں اس سے ابتدا کی جاتی ہے تاکہ انسان کو پیروی اور خدا ترستی اور عبادت کی طرف کامل رغبت ہو اور دلیں خوف رہیں اور انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر سورہ انبیاء میں ہوا تھا تصدیق انکی پیروی کرنی خواہش پیدا ہو سکے کہ و آخرت کا مسئلہ اور اس عالم کے مفید و مضر کام بظہر انبیاء کے معلوم ہو نہیں سکتے اسلئے خدا تعالیٰ اُس ہولناک واقعہ کی خبر کس سہیتناک عنوان سے بیان فرماتا ہے اور سب سے پیشتر رہے ڈرنے اور تقویٰ کرنا کا حکم دیتا ہے فقال یا ایہا الناس اتقوا ربکم اول تو غلط رہو یا چاہتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مرتبی سے ڈرو اور اسکی طاعت کرنا چاہئے مگر اسکے بعد ایک سخت مصیبت آنوالی ہے اسکا ذکر کر کے اور بھی اس تقوے کے حکم کو موکد کرتا ہے گویا یہ جلیلہ انزلزلہ البساعۃ شیء عظیم اسکی علت ہے کیونکہ اس سخت وقت میں انسان کو تقویٰ ہی امان دینگا۔ پھر فرماتا ہے یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اُس روز کیا حال ہوگا؟

فرماتا ہے یوم ترجہنا کہ اوس روز حالہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جائینگے۔ اور وہ دہانہ پلانیالیاں باد و جدو اسکے کچھ سے بڑی محبت ہوتی ہے بچہ کو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جائینگے اور اس دہشت سے لوگ تنوائے کی طرح بدحواس ہو گئے اور حقیقت نشہ ہوگا عذاب الہی کی بدحواسی ہوگی۔ یہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صومچھکے گا۔ پہاڑ اڑتے پھرینگے زمین کپ کپاؤگی ایک آپا دھلانی ہوگی کہ الہی تو یہ۔ اہل ایمان بیسے اس وقت روکڑ زمین پر ایک بھی باقی زمینگا پہلے ہی اٹھ جائینگے اشرار بدکار رہ جائینگے جو اس دن کو دیکھینگے۔ پھر تمام دنیا بیت ہوکر دوبارہ ایک ورعالم پہلے ہوگا ایسا آسمان نئی زمین قائم ہوگی لوگ ہی اٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن اناس من یجادل لئلا یشکسک بیان کو منکر ٹھکانے لگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور جھگڑا یعنی بے دلیل یہ فیض شیطانی و سوسہ ہے ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ تھنر نے عارث نے اللہ کے امر یعنی قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کی تھی جسکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا۔ مزین کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندہ درگاہ کی پیروی کرتا ہے اس میں لگے لگاؤ کندہ لوگ بھی آگے اور اہل میں جیسکے لئے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ جسکو یار بنایا گیا تو یہ اسکو راہ راست سے ہٹا کر جہنم کی طرف لے جائیگا پھر اس کجبت کو کیا ہوا جو بادی برحق سے جھگڑ کر مصل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ قیامت ہونے پر دو دلیل پیش کرتا ہے **اول دلیل** یا ایہا الناس انکم تم فی رب من العتث فانما خلقناکم لکم اولیٰ علیٰ اہل من بعد علم شیان کہ اگر تم کو قیامت کے روز کریمی اٹھنے میں شک ہو تو تم اس بات کو دیکھو کہ تمہیں تمہیں سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدم کوئی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں ہو کہ تم لطف سے پیدا ہوئے ہو جیسا کہ اسکے بعد خودی فرماتا ہے تم من لطفہ اور لطفہ خداؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر لطفہ کو جو پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنادیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اس میں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو ناقص رکھتے ہیں پھر لطفہ یا لپ کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رہ کر باہر جاتے ہیں انہیں لکھنا کہ لکھنا معلوم کہ انہیں کہ یہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسے طبیعت کو آلہ بنا دیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کوئی امر صحت کا ایک قطرہ یا یکساں خون یا یکساں گوشت کا لوتھڑا سب کی ایک طبیعت پھر اس میں سے کسی کو بڑی کسی کو چھانٹنے کسی کو کسی کو ہاتھ اچھٹا کر اور ان میں سے یہ دور اندیشیں نظر رکھتے پھر تم میں جسکو مبنی مدت چاہتے ہیں ٹھٹھٹے ہیں پھر بنا کر اس لطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لپکن میں کسی کو جانی میں کسی کو ایسی طبیعتی تک پہنچا کر مارتے ہیں کہ وہ علم و دانش جاکر پھر نادان بچوں جیسا ہو جاتا ہے پھر ان باتوں کا ذکر کیا وہ انسان کا بارگزنہ نہیں سکتا، بیشک کہ سکتا ہے اور ضرور

**دوسری دلیل** وتری الارض مامدہ سے یکرا تھک کہ زمین خشک ہوتی پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں بڑی بوٹیاں لگاتے ہیں اور ہماری اس قدرت کو کامل کا نامش اکثر دیکھتے ہو پھر کیا ہم مار الحیات برسا کر انسان کو نباتات کی طرح بارگزنہ نہیں کر سکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّبِينٍ إِنَّ عَذَابَهُ لَبُشْرٌ لِّمَنْ سَبِيلَ اللَّهِ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ

نُذِرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذَٰلِكَ مَا قَدْ مَتَّ يَدُكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي قَوْمَ الْبَاسِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعِبدُ اللَّهَ عَلَىٰ

قیامت کے دن اے نبی! اس کو عذاب و دوزخ کا جزو چکھائیے  
اس کو کہاجا چکا ہے تیرے دل کا بدلہ ہر سیکڑی دوزخ و دوزخ یافتہ اولاد کے ساتھ تیرا بدلہ ہر سیکڑی دوزخ یافتہ اولاد کے ساتھ تیرا بدلہ ہر سیکڑی دوزخ یافتہ اولاد کے ساتھ

حَرْبٌ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْدٌ لَمْ يَأْتِ بِطَنْ أَصَابَهُ فِتْنَةٌ أَنْ أَمْقَلَ عَلَى وَجْهِهِ خَيْبٌ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخَسِرَانِ ۝

عبادتِ مکرر سے تین رنگِ الٹ ہلک - پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو کسبِ حرام کیا - اور اگر کچھ تکلیف بھی پہنچی تو نہ کہل اور نہ کھل گیا اسنے دنیا ہی کھلی اور آخرت بھی - یہہے دھرم و حرام

اللہ کو چور کرنا اسکو پکارتا ہے جو نہ اسکو ضرر دے سکے اور نہ فائدہ۔ یہی تو وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔ اسکو پکارتا ہو کہ یہ کاہل اسنے نفع سے تنہیک تر ہو۔ ایسا انتہائی برا اور فحش ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الْاِيْنَ اَمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ يَدْخُلُوْنَ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ فَمَنْ يَمُرَّ بِهَا فَعَلَّامٌ يَّرٰى مَا يَفْعَلُ بِالْاِيْمَانِ ۝ مَنْ كَانَ يَتُخَلَّصُ عَنْ لَنْ يَنْصَرِفَ

جسٹک اندر ان لوگوں کو جہان مانے اور رسول نے اچھے کام کے لیے باغوں میں داخل کر دیا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی اندر جا رہا ہے جسکو رحمت اور ہیبت میں ایمان ہو کہ اللہ کی

اللّٰه فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمِزْ اِلَى النَّارِ وَلَمْ يَلْقَ فَمَنْ يَمُرَّ بِهَا فَعَلَّامٌ يَّرٰى مَا يَفْعَلُ بِالْاِيْمَانِ ۝ مَنْ كَانَ يَتُخَلَّصُ عَنْ لَنْ يَنْصَرِفَ

دنیا اور آخرت میں مدد کر دیا کہ جسکو جانے جس میں ایک رسی دکھائے ہر اس سے ہر اس کے کرتا پر چھکے کسی تدبیر کے ٹھکے کو وہ بھی کرتی اور تھے اسی کوئی کئی آیتیں نازل کیا جو اللہ

اللّٰه يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۝ اِنَّ الدِّينَ اَمْرٌ اَوَّلُ الدِّينِ هَادٍ وَّوَالصّٰلِحِيْنَ وَالنّٰصِرِيْنَ وَالْجَنَّةُ وَالْجَنَّةُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

کہ اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے وہ جو ایمان لائے ہیں اور وہ جو پیروی کیے ہیں اور وہ جو صوابی ہو گئے ہیں اور وہ جو نصرت اور جبرس ہیں اور وہ جو نصرت ہیں جسٹک خیانت کن اللہ ان میں باہم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

فیصلہ کروے گا البتہ اللہ کے سامنے ہر چیز کا حاضر ہے

سنا فتویٰ کی عبادت اور ان کے معبود کا حال بیان فرما کر اسکا کچھ کہتا ہے ایماندار کی عبادت کا بیان فرماتا ہے اور ان کے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہے کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہے اپنے ایماندار

نیکو کار بندوں کے لیے باغوں میں داخل کر دیا کہ جسٹک نیچے نہریں بہتی ہوئی کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے قادر مطلق ہے بخلاف ان کے معبود کو کہ انکو نفع و ضرر کا کچھ بھی قدرت نہیں +

من کان یطین ان من غیر اللہ من ان منافقوں کی طرف متوجہ ہو گئے کہ ہلا وہ ان معبودوں کی طرف متوجہ ہو کر تو اپنا کام بنالیں اور دیکھیں ان کے دل کا خصلہ جو خدا ہے کہ سطر سے

آپسی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہو گئے کہ ہلا وہ ان معبودوں کی طرف متوجہ ہو کر تو اپنا کام بنالیں اور دیکھیں ان کے دل کا خصلہ جو خدا ہے کہ سطر سے

نکالتے ہیں وہ جیسی چاہیں تباہ کر لیں جس قدر چاہیں زور لگائیں حتیٰ کہ آسمان کی طرف یا اپنے گھر کی چھت میں رکھیں کہ اللہ اللہ سے سہارا ہے سہارا ہے سہارا ہے سہارا ہے

کوئی رسی لٹکا کر اس سے لگا گھونٹ کر مر جاویں پھر دیکھیں کہ اس تباہی سے ہی ان کے دل کا خصلہ نکلتا ہے؟ یعنی ہر تدبیر میں کریں کچھ نہو گا شاہی رسی چپا تو کیا ہو

ہی یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ نہ ضرہ کی ضمیر من کی طرف رجوع کی جائے جیسا کہ سیاق چاہتا ہے مگر ان جاسوس کی مخالفت و مضائقہ تھا وہاں زید و سدی و فساد

و زجاج اسکو حضرت محمد اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہوگا کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیامیں اسکا بول بالا

اور آخرت میں اسکا وجہ ہند کرے کسی مدد نہ کرے گا اور یہی وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہے جیسا کہ مقابل کتے ہیں یہ آیت غطفان اور جسک چند لوگوں کے

حق میں نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ ہلو خوف ہو کہ خدا محمد کی مدد نہ کرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی گئے گزرتے ہوئے یا خدا حضرت سے حسد رکھتے ہیں اور جسک کہ

یہ خیال کرتے ہیں تو انکو چاہیے کہ جیسا دل چاہے ویسی تدبیر اور داور کر لیں یہاں تک کہ کوئی رسی لٹکا کر اس سے لگا گھونٹ کر مر جاویں یا رسی کے ذریعہ سے آسمان پر

بہنچ جائیں تب بھی کچھ نہو گا خدا اپنے رسول کی نیا د آخرت میں دکر لگایا اور کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ فعل مارید یا کوئی ایسا سبب پیدا کریں کہ جس سے آسمان پر

جاویں اور مانے ناکام ہو کر مر جاویں یہ یقین کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں جس کے معنی رسی کے اور سال کے بھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض سلمان حضرت کے فتوحات اور غلبہ

میں یہ سبکی کی وجہ تھا اور فل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں لکی طرف شاہ ہے کہ وہ جو چاہیں کر لیں لکی تدبیر سے کچھ نہو گا خدا کی قہر پر مدد و فتح حضرت کی کرے گا کہ

تمام قرآن کو آیات و آیات بنا کر غصے میں ہی نازل کیا ہے یہی ہدایت سورہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے گو دنیا میں اکثر یہ کفر فریق میں اہل

اسلام جملہ الذین آمنوا سے تعبیر کیا کہ وہم ہونی سہم صابی چارم نصائے پیچہ جو جس ششم مشرکین اور انہیں سے ہر ایک اپنے نہیں ہدایت پر کستا ہے مگر وہ اہل ہدایت پر دی

فریق ہے کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام یہی لکی قیل قال سوار کا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کرے گا انکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے

فصل فی تفسیر سورہ حج  
وہ جو ایمان لائے ہیں اور وہ جو پیروی کیے ہیں اور وہ جو صوابی ہو گئے ہیں اور وہ جو نصرت اور جبرس ہیں اور وہ جو نصرت ہیں جسٹک خیانت کن اللہ ان میں باہم



أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَبْجِذُ لَهُ مَن فِي السَّمَوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْجُودُ وَالشَّجَرُ وَالذَّائِبُ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ

(ملے مخاطب) کیا تو نے ہمیں کیا کہ آسمان والے اور زمین والے اور آفتاب و ماہِ منار اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی ان کے

وَلِيُذِيقُوا الْعَذَابَ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ هَذَانِ خَصْمٌ اِخْتَصِمُوا فِي ذُنُوبِهِمْ فَأَلْزَمَهُ

اے جھگڑیں اور ہتھیاریں کہ جنہ غلاب مقرر ہو چکا ہے اور جسکو کہ اندھیل کرے پہ اسکو کوئی عزت نہیں ہے سکتا بیشک اسد جو ہتھیار کرنا ہی یہ دونوں فرق مختلف چیلنے کے سبب معلوم ہیں کہ جس کے لئے یہ

کفر و فطحت لهم ثياب من نَارٍ اُصِيبَ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمْ ۝ يَنْظُرُونَ فِي الْاَرْضِ فَهُمْ لَا يَمْلِكُ فِيهَا شَيْئًا وَهُمْ يُعْرَضُونَ  
 کفر و فطحت لهم ثياب من نَارِ اُصِيبَ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمْ ۝ يَنْظُرُونَ فِي الْاَرْضِ فَهُمْ لَا يَمْلِكُ فِيهَا شَيْئًا وَهُمْ يُعْرَضُونَ

منکر میں اپنے بے نواگ کے پڑے قطع کے لئے میں نے کمر و کمر پر کھوٹا ہوا ہائی ڈالا جاو چکا کہ جس سے جو ہرے اپنے پت میں کھسکیاں چڑھ کر اسی جگہ میں بیٹھا اور اس پر کھسکا

گزشتہ سیر کے جب گہر کے دروازے سے نکلنا چاہیے تو پھر زمین کی گلی کے چاروں طرف اور کھانا چاہیے اور درخت کا غدار چھو

کثیر بعد از من اناس صفت خروطیعون مفرد اور بعض کہتے ہیں (تفسیر) من فی السعوت پر حوطوف کیلئے تعجب جملہ استغفار و خیر ثانی ہی پہنچاؤ

پہلے فرمایا تم اے ہر چیز کا شاعر جس سے ہر کا علم و ادراک کا ثبوت ہوا تھا جو فصل منہم یوم القیامۃ قیامت کے فیصلے کے لیے ضروری جواب یہاں الم تر سے قدرت و جبر کا ثبوت کرنا

اگر اسکے اگے نام کا نجات نہ ہو تو اس اوجہ کو وہ ذات دیتا ہے کہ کوئی مسکون نہ نہیں ہو سکتا اور وہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسی جنت نہ ہو کہ وہ اس کے سوا اور کوئی پونجے میں جہاں کشت

جن کا ذکر اگلی آیتوں میں کیا جاتا ہے۔ جو یہ کہ اس کی مانند سیکھو قدرت و سلطنت جو اوریات میں فیصلہ کرے جسے ہی وہ صفت ضروری ہے۔

فیصلہ کر دیا کہ ہم قادیان میں جا رہے ہیں، ہمارا کس ہر ایک نے سنا، ہمارے بھائی اور بیوی بچے ان کو سنا، وہم کو سنا، مگر یہ نہیں سمجھا۔

تمام عالم مکمل ہو اور ممکن کو جس طرح اپنے حدوث سے متوجہ ترقی کی طرف امتداد دے رہا ہے، یہی سید کا زمانہ ہی سن فی السلمات و

الارض اگرچہ چھوہولیات وسفلیات داخل ہیں لیکن ان مشرکین کے محبوب و مکرم جو نزول قرآن کیوقت موجود تھے مفصلہ ذیل تھے ایسے تیسہم کے بعد انکی تخصیص

السنن والنجوم آفتاب اور چاند اور ستارے اکثر فرقہ صامیہ اور محسن اور بنو مسعود ہیں انکے مرشدوں نے انہیں شیا کو سپر نورانی سمجھ کر انکی عبادت کو تقرب الہی کا ذریعہ بنایا اور

انہیں کو قاضی الحاجات سمجھے گئے پھر ان کے نام پر ان کی مناسبت کی گئی بنائے اور بڑے بڑے شائردکان بنا کر ان کی پرستش کرنے لگے یونانی بھی ایسا ہی کرے گئے پھر ہندو اور کروہجبال پڑھائے

پہر پونے لگے ہوا اور جب مکتو پہن کر اوپر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں تاج پھیل کے کھڑے اور اللہ رب العالمین کے ہر دور و حال میں پوجے میں ہیں یہی حرکت دراز ہے جس کی

و کثیر من الناس بہت آدمیوں کی پوجے میں راجہ راجندر کرشن ہرمون کا دیو بن کر بن کر پوجا میں آئے۔

اُنہیں کہے آگے سر جھکا کر ہیں باخدا انسان کہ جتنا کہتے ہیں بالاختیار امد کو سجدہ کرتے تھے اور کرتے ہیں باقی یہ ایشیا اپنے وجود اپنے بقا میں غم نہیں کی طرف

ہیں اور اس کے حکم کو ایک سنگ سحر میں بھی لکھا جاتا اور سحر ہے پہر لکے مالک خالق کو چھو ٹکران کو پوچھا کہ تیری عقل نہی ہے مگر آدمیوں میں ایسے بھی بد بخت اور بے عقل اور

ہم کہ حق علیہ العذاب کہ باعتبار خود اس کے آگے نہیں جھکتے اس کی مخلوق کے آگے جھکتے ہیں۔ رافعیوں پر عذاب الہی ثابت ہو چکا ہے اور ذلت نوشتہ زلیٰ

ایسے اندر فالین مکرّم کیونکہ جن کو وفات دے اُسکو کون عزت دے سکتا ہے اور اس فعل میں خدا کو کون پوچھ سکتا ہے وہ قائل عمار ہے اپنی

\_\_\_\_\_

\_\_\_\_\_





(۲) ایک قوم کا دوسرے سے علم و ہنر میں مستفید ہونا۔ (۳) دور دراز کے صحیح حالات کا ہم پہنچانا۔ (۴) پراس سے تجارت دو دیگر امور دنیاویہ میں فوائد حاصل کرنا۔ (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا۔ (۶) قوت اجتماع اور اخوت و مہینہ کا استوار کرنا۔ (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہ اس میں تبرک جگہ میں اسکا بہولت یہ ستر آتا۔ (۸) سفر کا عادی ہونا یا صفت و شفقت و تجر بہ حاصل کرنا وغیرہ۔ (۹) دوسرے فوائد و مہینہ دو بھی بہت ہیں۔

صد ہزار خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا۔ (۱۰) ایک پروردگار کے انوار و برکات کا منعکس ہونا۔ (۱۱) حضرت ابراہیمؑ زمین الموحسین کی یادگار کا جلسہ خصوصاً انہیں کے عاشقانہ لباس میں ہیئت میں اور تمیل و تکبیر پہاڑوں پر چڑھنا قربانی کرنا۔ (۱۲) تمام مخلوق کو دیکھنا دنیا کو دنیا میں ہی ایک جماعت ہو کر جو خاص اسکی پیروی سے عام جہل پر توحید و خدا پرستی کا ایک دلولہ پیدا ہو وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں اشارہ کیا ہے۔ لیشہدہ اشناغ ہم پر پیش فوائد کی تفصیل فرماتے ہیں فقال ویکروا اسمہم الصدفی ایام معلومات کہ چند معین فوف میں اسکا نام ہم لیا کریں بعض کہتے ہیں اس امر اور قربانی کرنا ہے جکا قرآن علی ما راقم الصداغ ہے کیونکہ قربانی میں اسکا نام کسی چیز یعنی جانور پر لکھا جاتا ہے بجایہ رسم الصداغ کہ کبھی جاتی ہے اور یہ بھی التزم منک الیک اور یہ بھی۔ ان صلاتی و نسکی و عجمای و عجمای و در رب العالمین۔

اکثر علماء کہتے ہیں۔ ایام معلومات کو نو عشرہ ذی الحجہ ہے اور صدوات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطار و قلاوہ و حق سمیع بن حبیبہ و ابن عباس کا قول ہے اور یہ کہ شافعی اور ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو زیادہ معلوم رہا کرتے تھے اور اب بھی معلوم رہا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسکی طرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ ایام معلومات سے عشرہ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اس کے چتر اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطار کی روایت میں ابن عباس سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے یوم النحر اور اس کے بعد کے اور تین روزہ اور میں۔ کیونکہ یہ ایام قربانی کے لیے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور یہ کہ یوم النحر سے پسند کیا ہے۔ بہرہ الامام بیہم ہر چار پائے کو کہتے ہیں خواہ برتری ہو خواہ بکری۔ اس معنی میں یہ لفظ ہم تہا پر جب اسکے ساتھ الانعام لکھا تو تعین ہو گئی یعنی اولت کا شے میل۔ و بقیہ کبرا و کثاف

نکلو انہما بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کے لیے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں برسم یوم الذخذ اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے خدا تعالیٰ نے دفع حج کے لیے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے یعنی ہر طبیعت و متعہ و قرآن میں آپ بھی کچھ کھاوے اور باقی فقہوں محتاج کو دیوے۔ پر بعض کہتے ہیں نصف آپ کھاوے اور نصف کو تصدق کرے۔ بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لیے ایک اچانے اقارب کے لیے ایک سالکین کے لیے۔ مگر جو قربانیوں کو مذہب یا کفارات یا حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انہیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہیے کہ تصدق کو دینا چاہیے یہ سالکین کا حق ہے پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھانے نہ تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں آپ کھانے کی اجازت صرف اس قربانی میں ہے جو نقد ہو۔ ثم لیفتوا انہم مرفوعہ میں گفت کلام عرب میں ناہائی کو کہتے ہیں جو ان کا لگتی ہے اس میں کچھ ناخوش کا بڑھنا حاجت کا بڑھ جانا سب لگیا عداوہ یہ کج میں نہ قربانی کر کے اہرام کو لہر و حجامت بنوا و نماز و صومیل کیل دور کرو۔ لیفتوا اے لیو والہ اللہ و سمع و لیو و خذوہم۔ اور جو کچھ ہلایا اور تھرا بنایا تھے نہ ان میں ہیں انکو بھی پھوڑا کرو۔ یا یہ مراد کج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن میں بڑھ چڑھا نہیں ہوتا جیسے کرم قرآن و شت وغیرہ انکو پھوڑا کرو۔ مذہبہم موجب جہنم و العرب یعول کلن فحج عماد و جب علیہ ذی بندہ وان لم یخذوا و یا نہ ذہن من اعمال البر سے جم (دارک)



















يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مَثَلٍ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لِيَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَعَلَ آلَاءُ اللَّهِ إِنْ يَسْأَلُهُمْ

لوگو ایک مثل بیان کیا ہے۔ اسکو کان لگا کر سنو۔ وہ بد کہہ جھگڑا کر تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ ایک کمی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اسکے لیے جمع بھی ہو جائیں۔ اور اگر اس نے

الذَّبَابُ شَيْئًا لَّيَسْتَفْزِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ الْمَطْلُوبُ مَا قَدَّرُوا اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

کمی کو بھی چیز چھین بچا دے تو اس سے واپس ہی نہیں لے سکتے۔ طالب اور مطلوب (زدنوں ہی) دوسے ہیں۔ انوں نے اسکی جیسا کہ چاہے تھی کبھی قدرت کی بیشک اسکو تو بڑا قوی و بڑا تر ہے

مگر اسلام پر عیب لگانے کے لیے پھر ایسا صاحبِ بصری لخواہ قصہ کو خواہ مخواہ پیش ہی کر دیا کرتے ہیں حالانکہ یہ سب اصل باتوں سے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خالص سنی بہت ہی عجیب و غریب

اور ایک قسم غلط مین تک ہی بیان کا نتیجہ ہے۔ پھر الذین باہر وافی سبیل ہم سے لیکر ان اللہ لغو و فحش و کلام صلب طلب کی طرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنی والوں اور

ظالموں کے ہاتھ سے مارے جانے والوں کو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ہیں اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کر لگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت

کا انصار عالمین کو انوں نے صرفات سے ظاہر کرنا ہے بقولہ بولج ایل فی النہار الی ان الانسان لکلغوا اور انہیں جلوں میں انسان ناقدر سے اور ہٹ دھرم کو اپنی دنیا

نعمتیں ہی یاد دلانا ہے۔ رشتہ بہرہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ ایسا جیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور بکر فیض سے کوئی عالی نہیں تو پھر نہ بدو نکو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و

احکام کی کیوں تکلیف دیتی ہے کہ اس جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منکام سکوہ کہ مجھے ہندو کی بھلائی کے لیے ہر اُمت کے لیے اسکا مناسب انگو انبیاء اور بادلوں

کی معرفت (جیسا کہ فرمایا ہے) لکل قوم باد و ان من امۃ الاخلا فیہ الذیرم ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاں و دایرین کے لیے ایک قانون دیا ہے جس کے

وہ پابند تھے فلانیا عنک فی الامۃ پھر انکو تسے اسے نبی اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں اور اس الی ربک ایک علی ہدیٰ مستقیم آپ سب لوگوں کو انکے رب کی طرف

بڑا ہے کیونکہ تم سید ہے رستہ پر ہو و لائل میں نظر کر کے ہر عاقل جان سکتا ہے و ان جادلوں کو نفل بہر علم باعملوں اور اگر اسکے بعضی وجہ سے جھگڑا کریں تو

کہہ دو کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھ لیا گا اللہ کی حکمت لوم القیامۃ فیہ مختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دے گا منکاست بیعت

اور رستہ بہرہا بن عباس کا قول ہے جیسا کہ عطا نے نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منک شریعت و مہتا جابعض نے مذبح و قربانی

بھی مولیٰ ہے، اللہ کو ہر بات معلوم آگے علم ان اللہ علی السموۃ و الارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ سیراے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان

اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے اور یہ بات اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں

کی عقل کو دیکھئے کہ شریعت و طریقہ انبیاء کو لگا کر و بعد و ان دونوں اللہ المنزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پیش کش کرتے ہیں کہ جس کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی

بھی سند نہیں۔ یعنی یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہمارے کچھ سفارش کریں گے اس بات پر انکے

پاس خدا کے ہانے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے طرہ کروا لیس ہم بظلم چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے ہی نہیں علم حقیقی الکی ثابت

کا نہیں سکتے جیسا کہ ہزاروں معبود خیالی جنہو کے ہیں کالی، پڑھی، سیر پر، فلاں دیو فلاں بہوت یہی حال عرب کی قوموں کا تھا مگر ذاتی علیم القیامۃ بیات توح

فی وجہ الذین کفروا لہم عذاب عظیم کے بارہ میں ہماری کئی کئی آیتیں اور دلائل ستائے جاتے ہیں تو کفر و کفر متاوی ہیں مہتا ہیں کہ آیتوں کے سانچوں پر چل کر کریں وادائی

علیم انہما نہ نماز پڑھا کر یا کھانے پینے کی گنگ اس سے زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کے لیے مقرر ہوگی تو قل فانکم لہا اسکے بعد انکو معبود و کئی جو واطاقی ظاہر کر نیئے فرماتا ہے یا ایہا

الناس ضرب مثل فاستمعوا لک الذلک ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو اور وہ مثل یہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لیکلغوا ذابا کہ جسکو پکارنا اور اس سے

درخواست لگاتے ہیں اسکو قدرت تو ہونی چاہیے اور وہ خالق ہی ہو اور خدا کے سوا جھگڑا کر تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات میں کم مرتبہ کمی ہے اسکو تو نبائی نہیں



اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ يَعْلَمُ مَا يَلِينُ أَيْدِيهِمْ وَأَخْفَاهُمْ وَالِلَّهِ تُرْجَعُ

فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی رحیم کو چاہتا ہے، پیغمبر پانچویں کیلئے منتخب کرتا ہے۔ بیشک اللہ سننا دیکھتا ہے۔ وہی سب کا اگلا اور پہلا حال جانتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سے سب کی نجات

الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ آمَنُوا وَأَسْلَمُوا سُبُوحًا وَعَبِيدًا وَكَانُوا خَيْرَ عِلْمٍ تَفِيحُونَ وَمُجَاهِدِينَ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادُهُ

کرتی ہیں۔ ایمان والو! کوہ اور مسجد کوہ اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور پہلا کیا کرو تاکہ تم نفاق نہ پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جیسا کہ چاہے جہاد کرو

هُوَ اجْتَنَبَكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مَلَأَ آيَاتِكُمْ رَبِّهِمْ هُوَ مُسْلِمُ السَّرَائِرِ ۚ مَنْ قَبْلَ نَفْيِ هَذَا يَتَوَلَّى السُّو

اسیے ذمکو اغخاب کیا ہے اور تیرے ذین میں کنی ننگلی ہی نیس کی ہے تھمارے باب ابراہیمؑ کما ی نوین ہے اسینے تو تھارا نام پہلے سے سلمان لکھا ہے۔

شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَوَكَّلُوا عَلَيَّ هَذَا عَلَى النَّاسِ فَإِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَانْتَسُوا أَيْدِيَكُمْ وَارْتَمُوا فِي الْغَلَابَةِ وَالْكَافِرُ هُوَ الْمُوَلَّدُ الَّذِي يُلَدُّ فِي الْغَلَابَةِ وَالْكَافِرُ هُوَ الْمُوَلَّدُ الَّذِي يُلَدُّ فِي الْغَلَابَةِ وَالْكَافِرُ هُوَ الْمُوَلَّدُ الَّذِي يُلَدُّ فِي الْغَلَابَةِ

[illegible]

ولو اجتہوالہ کرو سب بھی جمع ہو کر پکڑ لیں تو یہیں کر سکتے ہیں وہو سری بات اس سے بھی گھر ہے اور وہ یہ کران ہم تک باب اس سری سے کوئی پیر کے

ہمیں ہی نہیں سکتے پس جب یہ حال ہے تو صفت الطائب المظلوم محال ہے ہیں غالب کہ مظلوم کا بدو و صوبہ مکر و جھوٹ بن جائس کہیں کہیں کلمہ بزرگ کی پناہ

توں کی چڑھی ہوئی چیز کی ایسی ہے اسکو کوئی ہے اور مطلوب ہم ہے کہ جس سے کسی طلب نہ رہی ہے جس سے اس کی اس کا ہم کو جو بھی برائی ہے

صیغہ و لزوم میں جو بات پڑھنے سے ہی ہمارے دل میں ابھرتی ہے، وہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اس کی طرف سے ہے۔

قوی عویدہ دھوئی اور برباد فرما رہے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر انہوں نے کہا: "یہ تو خدا کا حکم ہے۔" انہوں نے کہا: "یہ تو خدا کا حکم ہے۔" انہوں نے کہا: "یہ تو خدا کا حکم ہے۔"

یوں ہی صفت معلوم ہوئی کہ وہ کوٹہ بند کے بزرگ ہیں اور ان کا یہاں سے تعلق ہے۔

کے لشکر کے اچھے اہلکار کہ جتنے تھے ان کے دست و پاٹا سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر رسل و امن الناس کر ملا کر لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول

اور عجب کے سر پر دریا بہاں نہ ہو وہ جہاں میں جی بے جا نہ ہو۔

یہ انکا بھائی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا ہی عاقل بنا دیا۔ ان کے کلمات اسے گھر کے منہ پر انکا بزرگ عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو جوڑ کر اللہ کے بندوں کو بوجہ کیا عاقل بنا دیا۔

یہاں جو کچھ مذکور ہے، اس پر غور فرمائیے۔

رسالت: یہ سمجھیں کہ جس رسول اللہ کے ارادے سے زیادہ کو تکمیل ہو سکتے ہیں ہر قوم جب رسول ہیں تو ضرور یہی اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لائے

اور سب سے بڑا یہ کہ تمہارے سوا اور کچھ معبود نہیں بنا یا یہ عرب کہہ کر انکے پیغام کو بالائے طاق رکھ کر انہیں کھنڈوا کر کاشمیر کی سمجھنے لگے۔ اور اسی کلام میں کہہ

منکر ۱۰ کا جواب ہے اسے عود کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے مجھ ہی کو رسالت کیلئے خاص کر لیا یا انزل علیہ الذکر میں مینا کہ اس میں کسی کا کیا اجارہ ہے۔

البدن فشتوا، اور اسے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اس کام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے اور اس سطح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اس کام کیلئے ممتاز کر لیتا ہے۔

ان اللہ سبحہ وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور ان بزرگوں کے بوجھنے والے چچتیں کر کے انکو الوہیت میں شریک کرتے ہیں وہ انکی باتیں سن

راہے اور جو کچھ فعال عبادت ان بزرگوں کے لئے کر رہے ہیں انکو کہہ رہا ہے یعلم باہین ایدہم وما خلقہم اللہ کو کلمی پہلی سہرات معلوم ہے والی اللہ ترجع الہام

اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کی طرف ہے یعنی ہر بات ایسے کی قبضہ قدرت میں ہے۔ اگلے جملہ سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

بجملہ عمل الشافعی ۳۴

יִשְׂרָאֵל



سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ هِيَ اِسْمُهَا اَيَاتُهَا وَجْهٌ رُكُوعٌ هَيْنَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ النَّغْمِ مَعْزُومُونَ ﴿٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ﴿٤﴾

البتہ کا یہ باب ہو گئے ایمان والے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو سیرہ باتوں سے الگ رہتے ہیں۔ اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٥﴾ اَلَّذِينَ اِذَا وُجِّهُوا اِلَیْهَا عَلَوْ اَوْ اِذَا وَجِّهُوا اِلَیْهَا مِنْهَا مَلَكُوا بِهَا فِرَاقَهُمْ عَزِيزًا مُّؤْمِنِينَ ﴿٦﴾ فَمِنْ اَبْتَعَىٰ سِرًّا اَذْلًا

اور وہ جو اپنے سر کو محفوظ رکھتے ہیں اگر اپنی بویں یا لٹوں پر اسلئے نہیں کوئی لازم نہیں یہ جو کوئی اسکے سوا سنے نہ ہو بڑے

فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْعَدُوْنَ ﴿٧﴾ وَالَّذِينَ هُمْ رَاٰهُمْ مِنْهُمْ وَعَعَدَ لَهُمْ مَخَافَةً ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩﴾ اُولَٰئِكَ

تو وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی مانتوں اور اپنے خودوں کی رعایت رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کیا کرتے ہیں وہی

هُمُ الْاٰكِرُونَ ﴿١٠﴾ اَلَّذِينَ يَرْتَوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾

و ارشاد ہیں۔ جو بہشت الفردوس کا درخت پاویں گے۔ وہ اس میں سدا رہیں گے

### ترجمہ

المؤمنون کی صفت یا بدل والین اسے مطوف الاعلیٰ ازواجہم فی موضع نصب لان المعنی صانوا عن کل فرج الماعن فروج ازواجہم اور حال ہی ہو سکتا ہے اسے الاوالین علی ازواجہم او قوانین عین میں تو کس کان فلان علا فلا ننتہ۔ ہم نہما خالدون بلکہ حال مقدرہ ہے فاعل سے یا مفعول سے

### تفسیر

یہ سورہ بھی کہ میں ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے۔ احمد و ترمذی و نسائی نے روایت کی ہے اس کا اخیر جلد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے بعد فرمایا کہ مجھ پر نازل آیت (یعنی اس سورہ کا اول) ایسی نازل ہوئی ہیں کہ جو اپنے عمل کی لگاؤ میں داخل ہو گا۔

سورہ حج کے اخیر میں یہ تھا کہ اسے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو خدا نے برگزیدہ کیا ہے کہ تم اور لوگوں پر دنیا و آخرت میں نیکی اور بدی کے معاملات میں شہادت ادا کرو جس کام کو بالاتفاق تم اچھا کہو یا جس شخص کو تم بُلا کہو وہی اچھا اور وہی بُلا ہے اور رسول ایسے معاملات میں تمہیں شہادت ادا کرنے والا ہے تمہاری اچھائی اور برائی رسول کی شہادت پر موقوف ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ گواہ جب تک عدل یعنی نیک اور معتبر نہ ہو تو اس کی گواہی کیا اس لئے اس سورہ میں اصول حسنات کی طرف اس جمل میں فاقیو الصلوٰۃ و آتو الزکوٰۃ و احتصموا باملا املا اشارہ تھا اس سورہ میں اسکی تشریح فرمائی گئی اور اصول حسنات جو موجب فلاح و صلاح داریں ہیں بتلائے گئے اور اصول حسنات بیان فرمائیے پہلے اپنے عمل کرنے والے کو بلا غلط قدر جسکے معنی تحقیق اور ضرور کے ہیں فلاح کا مفردہ ہی دیدیا کہ اسکی فلاح میں کوئی شک و شبہ نہیں فقال قد افلح المؤمنون کہ ایمانداروں نے فلاح حاصل کر لی آگے اس فلاح کی بھی تشریح فرمائی کہ گمراہوں سے پہلے وہ اوصاف ارشاد فرماتا ہے جن پر فلاح مرتب ہے بد سأت صفت ہیں جو تمام کام کا مطلق کے اصل الاصول ہیں اور جنہیں دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری و عملی تہذیب اخلاق سے لے کر تدبیر لئیل تک کوئی بات رہ نہیں گئی ہے داء المؤمنون









وَقَالَ الْمَلَأَمِنْ قَوْمِ الَّذِينَ كَفَرُوا كُنْزُهُمْ بِلِقَاءِ آخِرَتِهِمْ أَذْنُفُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا هَلْ أَلَبَسْنَاكُمْ مِنْكُمْ يَكُلُ مِنْكُمْ

اور رسول کی قوم کو کہہ سواروں جو کھرتے اور جنہوں نے آخرت کے پیش آنے کو چاہا تھا اور جسے انکو زندگی دنیا میں آسودگی ہی دی تھی یہ کہنے لگے کہ رسول ہے کیا تم ہی جیسا ایک ہی

تاکون مِنْهُمْ وَيَشْرَبُ مَا شَرَبُوا وَلَكِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذَا تُخْرِفُونَ إِيْعَالَكُمْ أَنْتُمْ تَخْلِفُونَهَا وَكُنْتُمْ تَرَاهَا وَعِظَامًا

کھاتے ہو اور وہی پیاسہ ہے جو تم پیا کرتے ہو اور اگر تم اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خسارہ میں پڑ گئے کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گے اور مٹی اور ہڈیاؤں کو

أَنْتُمْ تُخْرِفُونَ هِيَ مَاتَ هِيَ مَاتَ مَا تَقُولُونَ إِنْ هِيَ إِلَّا رِحْيَانُ الدُّنْيَا مَوْتٌ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ إِنْ هُوَ إِلَّا

تو تم پر زندہ کر کے قبروں سے ابلانکا لیا جائے جسکا سودہ کیا جاتا ہے سبواہ کماں وہ کماں صرف ہی ہماری دنیا کی زندگی ہے جس میں ہم نے اور زندہ ہوئے ہیں اور جو کو زندہ کرنا نہیں

رَجُلٌ يَأْتِي عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَأَخْبَثُ لَهُ يَوْمَئِذِينَ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كُنْتُ قَالَتْ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَدِيمِينَ فَخَذَّكُمُ

ایک ایسا شخص ہے کہ جسے اللہ نے جھوٹ بنالیا اور کو تو اسکا عقیدہ آئے کہ میں رسول نے کہا ہے میرے رب میری مدد کر اور انہوں نے پھر چلایا۔ قرآن تو ہی دیکر بعد یہ نام نہ کر چکے ہیں تو پھر چلے

الصَّبْحَةَ بِأَخْبَثُ كَجَعَلَهُمْ عَذَابًا لِقَوْمِ الظَّالِمِينَ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ مِمَّا تَتَّبِعُونَ مِنْ أَقْبَحُهَا وَتَكْفُرُ عَنْ

انکو ایک ہیبتناک آواز سے بولا کہ پھر تو پھر انکو چلا کر دیا۔ پھر انکو کو زندہ کر کے پھر ان کے بعد ہم نے اور قریب پڑ گئے۔ کوئی قوم ہی اپنے وقت سے انکو پڑھ سکتی ہے

ثُمَّ آتَيْنَا سُلَيْمَانَ سُلْطَانًا وَجَعَلْنَاهُ آيَةً لِقَوْمِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَابْعَثْنَا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبَعْدَ الْقَوْمِ لَا يُؤْمِنُونَ

پھر تو انکا نام اپنے رسول جیسے رہے جب کوئی رسول ہی قوم پاس آتا ہوا وہ انکو چلایا ہی لگو یہ ہم ہی ایک قوم کو دوسرے کے لئے لگو اور انکو پڑھ سکتا ہے اس قوم جو انہیں سنیں لگاتی

اور انہیں ہی ایک اور رسول آجایا دوسرا قصہ ہے اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صلح علیہما السلام ہیں انہوں نے ہی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور

مرکز زندہ ہو گیا تھا بعد کی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور کافر تھے اور اللہ نے انکو دنیا میں ثروت و دولت ہی دی تھی کہ انکو ایسی باتیں ہی دینا اور دوسرے

عز و میں آکر کیا کرتے ہیں ہوی ہو وہی مٹا کر کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہی جس طرح ہم کہاتے ہیں یہی اسی طرح اور وہی چیزیں کہنا آتی ہے پھر انہیں شخص کو حکم پر

ایک ایسا شخص ہے

تو تم پر زندہ کر کے

انکو ایک ہیبتناک

اور انہیں ہی ایک

مرکز زندہ ہو گیا

عز و میں آکر

پھر انہیں ہی

ایک ایسا شخص



يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنِّي لَا أَفْقَهُنَّ عَلَيْكُمْ وَإِنْ هَلْ أَتَاكُمْ أَمْرٌ مِمَّا كَرِهْتُمْ فَلَا تَعْزِمُوا لَهُ مِنْ شَيْءٍ أَنْ تَرْجِعُوا إِلَيْكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور یہ کہ کیا تم کا اسے رسول پاک چیزیں کما یا کرو اور اچھے کام کرتے رہو میں جو کچھ تم تک کام کرتے ہو ان سے واقف ہوں اور اللہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے اور میں تم سے ایک ہی چیز چاہتا ہوں کہ تم اللہ کے راستے میں کھڑے رہو اور اللہ تمہاری گناہوں کو بخشتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا فِي مَخْرَجِكُمْ كَيْدَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلُ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَاذِبُونَ ۖ ذَٰلِكُمْ لَعْنٌ مِنْ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلُ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَاذِبُونَ ۖ ذَٰلِكُمْ لَعْنٌ مِنْ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلُ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَاذِبُونَ ۖ ذَٰلِكُمْ لَعْنٌ مِنْ اللَّهِ

یہ کہ تم جو ایمان لائے ہو تم سے پہلے ایمان لائے ہوئے لوگوں کی طرح نہ بنو۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

وَقُلُوا لَهُمْ وَجَلَّةٌ أَلَمْ يَأْتِهِمُ الْكِتَابُ وَلَئِنْ رَأَوْهُ كَاذِبًا فَسَتَقِمْ ۖ ذَٰلِكُمْ لَعْنٌ مِنْ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلُ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَاذِبُونَ ۖ ذَٰلِكُمْ لَعْنٌ مِنْ اللَّهِ

اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

ترکیب

ان کو کہہ دو کہ تم اللہ کے راستے میں کھڑے رہو اور اللہ تمہاری گناہوں کو بخشتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرما کر ان کے اس شہسوار کو جو ایمان لائے ہوئے لوگوں میں سے ہے اور اللہ تمہاری گناہوں کو بخشتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

یہ کہ تم جو ایمان لائے ہو تم سے پہلے ایمان لائے ہوئے لوگوں کی طرح نہ بنو۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

یہ کہ تم جو ایمان لائے ہو تم سے پہلے ایمان لائے ہوئے لوگوں کی طرح نہ بنو۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

یہ کہ تم جو ایمان لائے ہو تم سے پہلے ایمان لائے ہوئے لوگوں کی طرح نہ بنو۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

یہ کہ تم جو ایمان لائے ہو تم سے پہلے ایمان لائے ہوئے لوگوں کی طرح نہ بنو۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔

یہ کہ تم جو ایمان لائے ہو تم سے پہلے ایمان لائے ہوئے لوگوں کی طرح نہ بنو۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کید کرتے ہیں ان کی لعنت ہے۔









قُلْ رَبِّ اِنَّا تَرَيْنِي مَبْعُودُونَ ۝ رَبِّ فَاجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَاَنَا عَلٰى اَنْ تُرِكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدْ رُؤِنَا

[illegible]

یابودون جہنم فعل جزیعی کا آا اصل میں ان، تھا مابعد ان شرط کے آئے ہے فلا تخطی اسکا جواب نظر رب اہتمام شان کے لئے مقدم ہوا اعلیٰ تعلق جو نقادوں سے باقی میں ب  
الصفا کے لئے اور اسیتہ مضول ہوا دے کا اجر ان اصل میں رب اجر ہی تھا اور جہ کا لفظ فائدہ دکر یہ کہے آئے آگے گویوں کہ ابراہیم رحیمی بعض کہتے ہیں رب کی تنظیم کے لئے حیض جمع کا لانا  
اور بعض کہتے ہیں ملائکہ کہہ رہی رحیمی کر تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو کہ **تفسیر** ہزارت جمع ہزارۃ دہوالخ و الخربک الشریہ والمراد وسواسہ۔

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدہ ہوتے تھے تو شکر نہ کیا کرتے تھے اور یہ یہود و بائیس کہتے تھے اس وقت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اس نے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنے وعدہ کے وثوق پر یہ حکم ارشاد فرمایا (۱) قل رب ان تری انما کرہا رب اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھا دے کہ جب ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو اس عذاب میں مجھے شامل نہ کرنا۔ کیونکہ جب بدکاروں کی شرارت سے دنیا پر قہر آجائے تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آجاتا ہے میں یہ کہ خطا اور بار بار دشمن کا غلبہ پھر فرماتا ہوں اے علی ان کہ شکر ماری بات کو نہ کہیں۔ اسے نبی اس عذاب کو ہم تمہیں دکھا بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ عذاب آپ کو دکھا دیا اب اس سخت قحط کئی سال کا پڑا کہ جس میں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آئی اور سب چلا آئے اور آنحضرتؐ صلیم کی خدمت میں اگر گریہ و زاری دعا کے ہونے لگا رہے حضرتؐ کی دعا سے وہ بلا رفع ہوئی۔

بحث میں غلبہ ہو کر دو لوگ حضرت علیؓ اور عبدالمسلم سے سخت لڑائی کرنے لگے تھے اور ایذا نیاں بھی طرح طرح سے دیتے تھے اس نے آنحضرتؐ کو بہت غصہ اور دُعا حضرتؐ کے پیروں کو بھی جو ہدایت اور دانش لایا  
پر بیٹھ ہیوس حکم دیا جو (۲) اور علیؓ ہی حسن بیہوش کرتے کہ علیؓ بدکھائی کے عوض بدکھائی کروا لینی ایذا کے مقابلہ میں ایذا مانو بلکہ بڑائی کے مقابلہ میں بھلائی کرو بدکھائی کے جواب میں نرم بات کہو ان  
انجلیفوں (۳) افسار دھار کر۔ حدیث میں آیا جو حسن بن فضالہ عظمیٰ منک۔ کہ جو تجھے سے توڑے تو اس سے بھی محبت کا رشتہ جوڑا اور تجھے جسے تو اسکو بھی دے۔ گھاس کی سخت تکلیفیں اٹھانا  
بھی آنحضرتؐ ہی دعا کرتے تھے کہ اللہ اہل بدعتی اہل باطل علیہم السلام کہ ابھی میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ نادان ہیں۔ کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی معاشرت پر غوغا خاری سفاکی میری کا الزام  
لگاتے ہیں اسلام نے وہ حملہ عفو حکم صلہ علیہم السلام کہ ابھی کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ مہر و محققین کا اتفاق ہو کہ یہ آیت آمین سیف سے نسخ نہیں بلکہ حکم ہے۔ وہ اور صل پر ہو یہ اور صل  
پھر فرماتا جو (۳) وقل ربي عز وجل كره ان يشعنا وسواسا يلقي اياتي بما دوسرے شیطانی سے ان ان کا بدکرداروں کے ساتھ تو قومیں ہیں کہ پر آنا وہ موجود ہے اس نے چاہے کہ اللہ  
چاہا مانگے نہ کہ اسکو وہ اس دل میں آویں دُشیا طین باس آویں جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر کسی کی بولی بولنے لگتا ہو اسی طرح شیطانی جو بدی کا بھوت اور جن جو آدمی پر کبھی  
ہو کر سے خلاص دل میں ڈال دیتا ہے لہذا چاہا مانگنا ضروری بات ہے۔

پھر فرمایا کہ تم شیاطین کے پاس آئے ہو، جاؤ اور کہیں کہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور اسی عالم کا پردہ آن سے اٹھ جاتا۔

فَمِنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ

پھر جن کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پانے والے ہیں اور جن کا پلہ ہلکا ہوا تو ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں آپ رب اور کیا سدا جہنم میں

حَلِدُونَ ۖ تَلْفُ وَجُوهُهُم الدَّارَ وَهُمْ فِيهَا كَالْحِوْنِ ۚ أَلَمْ تَكُنْ أَيْتِي تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ كُتُبَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۚ قَالُوا سُبْحَنَا

رہا کر سگے۔ انکے مہنوں کو الگ کیلینٹیں جھلکی ہو گئی اور وہاں لکھنے نہ بکڑے ہو گئے۔ ہم کہیں گے کیا حکومتی یا تین نہیں سناؤں دیا کرتی تیں پھر ہم انکو جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ ہمیں گے کہ ہمارے رب

عَلَيْتَ عَيْنَا شَقِيئًا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا وَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَوْا إِلَيَّ وَلَا تُكْسِرُوا

اپہ ہمارے شانزدہ سوار تھے اور ہم گمراہ رہے۔ اے ہمارے رب کہو اس میں سے نکال دے اگرچہ کہ میں تو ہم قصور دار۔ فرمائے گا اور وہ اس میں پڑے رہو اور مجھے بات بھی کہو۔

اللَّهُ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝ فَاتَّخَذَ الْمُشْرِكُونَ مِمَّنْ هُوَ آخِصٌ بِهِمْ رِئَاسَةً بَلَاغَةَ الدِّينِ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَن سَاءَ الرَّئِيسُ بِمَا يُبْلَغُ

کیونکہ میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جو کہ ان کتاب کا کہنا تھا کہ اگرچہ یہ ایمان لائی تو کوکھ خستہ عباد میری رحیم کرنے والا ہے۔ پس تمہے ان سے مسخوہن کیا یہاں تک کہ ان کے اختلاف نے

أَسْأَلُكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۚ إِنِّي جَزَيْتُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ إِنَّهُمْ هُمُ الْفَاقِرُونَ ۝

مہربانی یاد بھی ٹھوٹھو جلا دی اور تم ان سے ہنسی کرتے رہتے آج کے دن میں نے انکو اپنے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ بھی مراد کو پہنچ گئے۔

اور ملائکہ عذاب اور برے اعمال کی سزا میں سامنے دکھائی دیتی ہیں تو کہنے لگتے ہیں رب! رحمن سے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کر جا کے اچھے کام کروں اس وقت اس خوابِ عفتل سے

سدا اور عجب لذات و شہوات سے موثر ہوا ہوگا اور حسرتوں کا ارد گرد دھوم ہوگا بار بار یہ التماس کرنا کہ وہاں سے جواب ہوگا کتا کر نہیں یہ ایک بے فائدہ بات ہے جو حکو وہ عبت مند

بہارِ رادری کے وقت سے ہنسیاں ہنسنے لگیں اور کون کا درد کچھ کم ہوا۔ جاکر یہ اس کے چہرے پر آئینے کی طرح دکھائی دیا۔

سے نکال رہا جو ان کے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک پچھتائیں وہ اس سے نہیں بچیں گے۔

یہاں سے تنازع کا صریح ابطال ہو گیا اور یہی مسلک تمام اہلناہ کا ہے۔ پھر تیسرے کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فادائع فی الصور کہ جس عذر صور پہلے کا تو اس روزہ انسان کا نسب

کام آویکے جیسے اگر دنیا میں شمشک کا نمائندہ تھا تو کہو کہ فیضانِ شخص جو فلاں کی اولاد بنو فلاں قوم او قبیلہ کا ہو اور خجی ذات کا ہو شریف خاندانی ہے یا کم قوم یا جی ہے اور نہ کوئی ان باتوں سے بوجھ

جائے گا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام لےے گا فنِ تقلید موازیہ انجیل پھر حکمی نیکوئیوں کا پتہ بدی کے پتہ سے بھاری ہوگا وہ مراد پاوریکا اور جس کا پتہ بلکا ہوگا

جنہم میں جاوے گا پھر اگلے جنہم کی کیفیت بیان فرمائے گی۔ (سوازن میں چند اقوال میں (۱) پر کہ عدل و انصاف سے استعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ میں پھر جس کے

بہم میں جاوے پھر جسے ہم نے ٹینک میں لے کر کھڑے کر دیا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور گاڑی میں بھی اسے لے کر کھڑے کر دیا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور گاڑی میں بھی اسے لے کر کھڑے کر دیا۔

[illegible]

فلا تقیم لهم ثم الفیاضه ورفنا اسے تدرا (س) یہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوئی کہ جس کے دو پہلو ہونے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے بھی مراد وہی ترازو ہے جو

جس پر اعتراض کا تو نہ محال خیال کیا جاوے بلکہ اعمال تو لے کے مناسب جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہو۔) انکے منہوں کو آتش چہرہ چلبلیں دیکھ جلاد کی۔ اور ہاں انکے منہ بگڑے ہوئے

کلوں کے مسنی ہو، دونوں پہنوں کا بچھل کود انتوں سے جدا ہونا ایک نیچے لٹک پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر ان کے رونے چلنے پر فتنے کہیں گے الم کم الم آیاتی متعلق علیکم کہ دو بیٹے

کیا تم کو اس کی بہترین شاعری جا کرتی تھیں کہ جب کو تم جھٹھلا کر تھے وہ کہیں گے ہماری بدبختی تھی اور تم گمراہ تھے اب ہم کو اس آگ سے نکال دو اور دنیا میں مسجد و پھر اگر ایسا

[illegible]

میں نے اپنے دل سے یہ دعا کی تھی کہ میری ساری زندگی اسی طرح گزرے۔

منسوخ کا ابطال

میرزا حسن علی بیگ

زمین پر گھٹی کے نئے برس رہے ہو گے وہ کہیں ایک دن رہے ہو گئے اس سے ہی کہ جس شمار کرنا ہوں سو بچھو گئے۔ فرما لیا کہ تباہی واصل بہت ہی کم ہو چکا ہے۔

کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ اَفَحَسِبْتُمْ اَنْمَآ خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنْكُمْ اِلَيْنَا لَآ رُجُوعٌ ۝ قُلْ اِنَّ لِلّٰهِ الْمُلْكَ الْخَلْقِ ۚ اِنَّ اِلٰهَهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ اٰخَرًا لَّا يَرْوٰهُنَ اَلَا بُرْهَانٌ لِّدَعْوَاهِ ۚ فَاِنْ مَّا حَسِبْتُمْ اَنَّكُمْ رَكِبْتُمْ طَارًا ۚ لَا يَقِيْلُ الْكَافِرُونَ ۝

یہ باتیں بتائیں جانی ہوتی پھر کیا نئے پیغمبر کیا کہنے ٹھوکر ٹھوکر کیا ہوا کہ اے لوگو! تم کو ہمارے پاس پھر کرنا نہیں آتا۔ جس اللہ کو بادشاہ برحق ہے (جس کا ذکر فرشتہ ہی کی اس کے ساکنین میں ہو)۔

اور جس نے اللہ کے سوا اور سمیو کو پکارا کہ جس کے لئے اس پر کوئی ہی سند نہیں تو اس کا حساب اسکے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کو فلاح نہ ہوگی۔

اور اسے بنی دعا کرو کہ اے ہمارے رب مغف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کر نیا لا ہے۔

قال ليقر على لفظ الماضي عند اهل الكوفة ولفظ الامر عند اهل الحريين والبصرة والاشام ثم طرف من لفظهم قال ليهن في الدنيا وفي قبوركم عدد بديل بوجهكم في اوتون  
اسك عدد مئين مئير يعني هو سكتا هو عاوين بالتشديد من العداة شمارا كزى لاءى بالتحفيف على معنى العادين لى المتقين كقولك فزه برعايتى لى من لفظ  
كاجواب محذوف اى بالجملة من المدة مضافا صدرى من موضع الحال **تفسير** او مفعول له والتمحطوف هو التمايز بالاسم على الاستيناف -

منکرین قیامت سے بطور توجہ کے دہاں پھر یہی سوال ہو گا کہ بہتیم فی الارض الخ کہ جو تم کہتے تھے مگر حینا نہیں اور زندگی ہو تو دنیا ہی کی زندگی ہو اور وہاں کی زندگی اور اُسکے لذات مال و جاہ پر تم مٹے چُپکے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مرکز زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب جہلاؤ کہ تم دنیا میں کس قدر ٹھہرے تھے۔ وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اور نیز اس سوجھ بچہ کی گزری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کہ اگر فی جہوں کو کینکے دیوا بعض یوم ایک روز یا اس سے بھی کم دنیا میں تھے مثل العادین چاہے آپ گنتی کر مزیاں فرشتوں سے دریافت کر لیجئے فرشتہ کہیگا ایک دن یا نصف کہتا تو غلط ہو کر بھیج دیا

عمر دنیا میں بہت کم رہی اور انکم تعلیم بنظرِ کم تھی اسکو جاوے کہ دار آخرت اور حیاتِ جاودانی کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہ ہو بہت ہی کم ہے فُلسفۃ العباد کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں کو پچھلے دور کا وہ پہلے زمانہ میں اُن کی عمر اتنے گزر چکی تھی وہ بھی حیات و دنیا کو اسقدر قلیل سمجھتے ہیں۔ یہ حیات کی حقیقت ہے کہ جسکے لئے انسان اپنی تدبیریں کرتا پھرنا بعض عملات ہیں کہ کم شتم سے سوال کرنے بعد قبر میں نہنے کی مدت جو کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بھی بہت ہی قلیل معلوم کر نیگے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ختمِ انشاء خلق تک عیشاؓ ایسا تھا ایک تبدیلیز کلام شروع فرماتا ہوا اور یہاں پر قیامت قائم ہوئے پھر دلائل بھی ذکر کرتا ہوا کہ اگر قیامت قائم نہ ہو تو نیک بندگان

سنزیرہ ان سے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدستی نفرت ہو جس لازم آوے کہ انسان عیث پیدا کیا گیا ہے اور اس پر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں کئے فرمایا ہے کہ کیا تھے یہ سبھی اہل ہر کہ تھے  
یہ کیا پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہر پاس نہ آؤ گے فقالی اللہ انہ اس بات پاک ہو کہ وہ عیث پیدا کرے اور اس سے بھی نہ سبھہ کو کہ وہ ہمارا حاجت مند ہے کیونکہ ملک الملک الخ  
بادشاہ ہے بنا یہ ہر اس کی بادشاہی ثابت اور قائم ہے کہی زائل نہ ہوگی لا الہ الا وہ وہ کہلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے۔ عرش سحر مراد  
بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقہ عرش۔ لا الہ الا وہ کے بعد یہ فرماتا ہے کہ س کس ی عرج جسے اور معبود کو پکارا بغیر ذیل (اور ذیل تم ہو نہیں) تو اسکا سنا  
خاص ہم لینے۔ ابدی عذاب کی سزا دینے کا فروں کو فلاح نہ ہوگی۔ سورہ کا ابتداء قل لعلی اللہ منوں سے اور خاتمہ ان لا یطیع الکافروں سے کرنا عجیب لطف کلام میں پیدا  
کر رہا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت کو دعا و ثنا کی تعلیم کر کے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہے قل رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین۔

# سورۃ نور مدنیۃ فی اسمین جو شہادت ایت اور نوکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةُ النُّوْرِ اَوَّلُهَا وَآخِرُهَا اَلَيْسَ بِسَبْعَةِ اَحْكَامٍ لِّكَرُوْنِ الزَّانِيْنَ وَالزَّانِيَاتِ فَاحِلْدٌ وَّاَكْلٌ وَّاَحِدٌ مِنْ سَمَاعَةِ

یہ سورۃ چونکہ جسکو پہلے نازل کیا اور غرض کیا ہے اور پہلے اسیں کھلی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو ۔ عورت زنا کرنا کوئی اور مرد زنا کار سوان میں سے ہر ایک کے جلد سے واکا اکل کر یہ سماعۃ فی دین اللہ ان کنتہم لقمۃ منون باللہ والیوم الآخرہ ولیشہد عذابہما

سورۃ کو پڑھے بارہ اور نکلے اللہ کے حکم میں انہر کچھ ترس نہ کرنا چاہئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو اور چاہیے کہ انکے عذاب کو طافۃ من المؤمنین الزانی لا ینکح الزانیۃ او مفسر کہ الزانیۃ لا ینکح الزانی او مفسر لہ وجہم ذلک علی المؤمنین

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھو ۔ (دکتر) زنا کرنا اور عورت یا عورت کا مباشرت کرنا ہمیں کتا اور بکا عورت (دکتر) زانی یا مباشرت ہی کلام کیا کرتے ہیں اور مومنوں پر تو یہ حرم کر دیا گیا ہے سورۃ بینہ اور حق تعالیٰ کی خبر لے بڑھ انزلنا یا سورۃ کی صفت قائلہ والرائۃ والرائی کی خبر مانہ متصہ بہ مفعول مطلق کی صفت ہو کر وکذا تمام ہیں ۔

## تفسیر

ابن عربی نے روایت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے سورہ مومنوں کے خاتمہ میں اس کا کر نیک حکم دیا تھا کہ لے رب بکو خیر بندے اور ہر جرم کو نیک نہ تو بڑا جرم والا ہے ۔ رحمت الہی اسکی مخلوق بالخصد ص انسان پر ہمہ وقت سایہ نگہن ہو کر اس رحمت محمود کرنا کوئی یا یوں کہوں اس نور کا حجاب دوہی چہیز میں ہیں اول خالق سے سرکشی اس سے غفلت دوسرے معبودوں کی طرف التفات اس کا تعلق سورہ مومنوں میں بخوبی کر دیا تھا کہ کام ارشاد فرما ہے دوہی حقوق العباد میں علم کو کسی کے ناحق ایذا دینا بخلائی کے خلاف ہے اور سب پر مافی تہمت کا گناہ بھی ہرگز نہ کرنا ہو اگر وہ نری اور قند و فساد اور تمدن اور معاشرت کے اصول کے خلاف اور یہی علم اور مردم آزاری ہوا سئلے اس سورہ میں اسکا تذکرہ کرنا بھی ضروری تھا ورنہ نصایب تہمت میں قصور تھا ورنہ سئلے

اس سورہ میں زنا اور تہمت اور زنا کے اسباب و توفیق کی عیالی جو خور تو کونسا ہے محاسن کا دکھا نا اور کسی گھر میں بے اجازت چلا جانا یا بیوی گھر میں بے اجازت نہنگ کھولوں میں چلا آنا سب گنہگار پیرا ہے حرام و ممنوع فرمایا ہو اور انسان کی تہذیب و معاشرت کا دستور العمل بنا دیا گیا ہے سئلے سئلے اول اس سورہ کے فضائل اور اس کے احکام کا جو اجمال ارشاد فرمایا ہو فقال سورۃ انزلنا تاکہ یہ سورہ سئلے نازل کی ہو غیر علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی ہے یہ سئلے فساد اسکا حکام مومنوں کو جب تک کہ میں کسی غیر نے و انزلنا فیہا آیات بنیات اور پہلے اس سورہ میں آیات بنیات نازل کئے ہیں یعنی احکام مفیدہ جن کے مفیدہ ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں سئلے وہ آیات المدینہ اسکی نشانیاں ہیں اور وہ بھی ان پڑھ اور اس ملک جس میں تہذیب و تمدن کی مفتوح و پھیر اسکی معین کوئی قانونی جماعت ایسے احکام بیان کرے بقوت کی دلیل ہوا و

دلیل بھی کیسی روشن اور آیات بنیات کیوں نازل کئے تھیں کہ نہ کروں تاکہ تم سمجھو عقل بکڑو اس تہذیب کے بعد احکام شروع ہوتے ہیں (۱) الزانیۃ الہ کعدہ یا عورت جو کوئی زنا کرے اسکو سو و سو بار دو گوٹ کے سامنے تاکہ دو گوٹ کو عبرت و نصیحت ہو اور اس حکم کی تعمیل میں کسی جرم نہ کیا و شریف و ضعیف اپنے دیکھنے کا کچھ نہ لیا نہ کو اگر نکلے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان جو سب سے تانکہ تہذیب کے یعنی اگر کسی کو گے تو بہتر ایمان میں کلام ہے پھر اس فعل کی اور اس کام کے ثمراتوں کی تو بین کجائی ہو کر انسانی فطرت کی یہ بد نصیب و زنا پاک گردہ پاک مردوں اور عورتوں سے نکل کر سیکے قابل ہی نہیں کہ زانی ہی جس کو ڈھونڈ لیا کرتے ہیں انہیں سے انکو سخت ہوا کرتی ہو لیکن ایسا نادر ہے کہ یہ حرام چیز زنا کی تعریف بعض علمائے یہ کی ہو کہ پیشاب کا وہ اس مقام مخصوص میں داخل کرنا (فرج میں) جو طبعاً غریب و طبعاً حرام ہو غائبانہ تعریف عوف عام کے دستور کو اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھ کر کی ہو پیشاب کا وہ داخل کرنے کی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسی کی فرج میں اسکی یا اگر کوئی داخل کرے گا تو اسکا عذاب جاری ہوں گے یہ روایات ہیں کہ یہ فعل بھی حرام و ممنوع ہے اور اس کے لئے تہذیب ہے ۔ اس طرح ایسے مقام مخصوص داخل کرنا کی قید سے جو طبعاً غریب و طبعاً حرام ہو لیکن انکو ضعیف یا کجا نہ کی ہو لیکن اس میں اس مقام طبعاً غریب نہیں طبعاً سیکہ کا ذکر ہے تہذیب کا ۔ مگر انا م شامی اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لذت اور فساد شہوت و فساد جگہ برابر ہے اور اس طرح چاروں

کہ بعض کے حکام  
فعل اور واجب جنیل  
ہیں اور

نکا سئلے

نکا سئلے

نکا سئلے



وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت (زنا) لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لائے تو انکو اسی کوڑے مارو اور انکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۚ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ زَوٰجَهُمْ

اور خود بھی لوگ بدکار ہیں مگر وہ جو اس کے بعد توبہ کر لے اور درست ہو جاوے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے اور جو اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے

وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِينَ ۖ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ

ہو۔ اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو انکی یہی شہادت ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ بیشک میں سچا ہوں اور اپنا بیویں باریہ کہے کہ مجھے اللہ کی لعنت

إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذٰبِيْنَ ۖ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَذٰبِيْنَ ۖ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں کاذب ہوں (سے بچد) اور عورت کی سزا کو بھی یہ بات دور کر دے گی کہ وہ بھی چار بار اللہ کو گواہ کر کے یہ کہے کہ بیشک وہ سچا ہے۔ اور اپنا بیویں باریہ

أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۖ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ قَاسٌ حَكِيمٌ ۚ

بیشک مجھ پر اللہ کا غضب پڑے۔ اگر وہ سچا ہو۔ اور اگر مقرر اللہ کا فضل اور انکی رحمت تھی تو اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنا والا حکمت والا ہے اور انکی کچھ نہ بولتا

### ترکیب

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ بِمَنَاقِلٍ اسکی تفسیر واولئک الجملة استفادہ۔ الا الذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے استثناء ہوا اور ایک

جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع اسکا نصب علی الاصل۔ الا انفسہم لغت شہداء کی ہوا اس بدل فہشودہ احدہم مصدر مضارع فاعل

کی طرف مبتداء و الخ فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوبہ تفسیر مصدر ہونے کی وجہ سے۔ لے ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ

بصرفینے نزدیک شہادت اور کہ فیول کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے یہ دوسرا حکم تہمت زنا کی بابت جبکہ زنا کی قیاحت اسکی سزا مقرر ہوئی تو کیسا اسکے ساتھ تہمت کرنے

کی بھی مانعت اور اسکی سزا مقرر ہوئی چاہئے تھی والذین یرون انھن من حیثہن سچی پھینکنا یہ استعارہ جو محبت زن سے کیونکہ تہمت لگانا والا کو یا پھر تھینک دیا اور اسکی قیافت کہتے ہیں

اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی بار ساحت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اپنے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرے تو اسکو اتنی سزا دے کہ اسکی گواہی

قبول کر وہ فاسق مگر جب یہ کہی اور ایک ہو جاوے تو غیر کمزیر کہ اللہ غفور رحیم ہو۔ یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محسنات کیا مراد ہے؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں

خواہ یہ عورت باجی ہو خواہ کوری اگر پاکدامنی تھخصیہ اس طرح آیت کا عموم چاہتا ہو خواہ کافر ہو خواہ مؤمنہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریبہ یا امیر شریفہ انھن ہوں

نہو کہ فقہانے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کر کے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام عقل بلوغ حریت عفت اس لئے کہہتے ہیں کافر عورت کو تہمت

لگانے سے یہ سزا نہ ہوگی بلکہ تعزیر مگر نام نہری وسیع بن السید ابن ابی سلی کافر کو بھی شامل کرتے ہیں بہر تہمت لگانا لیکو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں۔ اور مخرج

دیوانی یا تابع یا لونڈی یا زنا کا عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہو گئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں یہ حد گرچہ آیت میں بار ساحتوں کو

تہمت لگانے میں سزا نہ ہوگی مگر تمام امت محمدیہ میں بات پر تفسیق ہو کہ یہی سزا پار سار دے تہمت لگانے میں بھی (۲) والذین یرون من کون مراد ہیں؟ آیت عموم چاہتا

ہے کہ کوئی کہوں نہ خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگاؤ اسکی یہی سزا دے گا۔ گریہاں بھی علمائے ائمہ کے یا لونڈو کو حکم

حدیث رفع القوم عن ثلاث الخ مستثنی کیا ہو کہ پھر حد نہ قائم ہوگی یا ان کے حکم مناسب تھا تو کچھ کو شمالی کر دی (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سبب یہی

نہو کہ کوئی کہوں نہ خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگاؤ اسکی یہی سزا دے گا۔ گریہاں بھی علمائے ائمہ کے یا لونڈو کو حکم

حدیث رفع القوم عن ثلاث الخ مستثنی کیا ہو کہ پھر حد نہ قائم ہوگی یا ان کے حکم مناسب تھا تو کچھ کو شمالی کر دی (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سبب یہی

نہو کہ کوئی کہوں نہ خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگاؤ اسکی یہی سزا دے گا۔ گریہاں بھی علمائے ائمہ کے یا لونڈو کو حکم

حدیث رفع القوم عن ثلاث الخ مستثنی کیا ہو کہ پھر حد نہ قائم ہوگی یا ان کے حکم مناسب تھا تو کچھ کو شمالی کر دی (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سبب یہی



ہونی چاہیے؟ آیت کا عموم ہی چاہتا ہے کہ امام شافعیؒ و ابوحنیفہؒ و مالکؒ و ابو یوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درہم ہارنے کا حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفا حشرہ فلیس نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا اور نصف دی گئی جس میں غلام بھی شامل ہیں جبکہ زنا کی نصف سزا ہے تو بہت کی بھی نصف ہونی چاہئے۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور ان کے بعد سب نے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں ہی سزا دیتے دیکھا ہے امام اوزاعیؒ پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہوا اور یہ ہی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے پوری سزا دی تھی مسئلہ اختلاف (۴) الا الذین تابوا الیہم کسب استغناء ہے کہ یہ استغناء سب کے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے اور لا تقبلوا الہم شہادۃ واد لک لہ یعنی توبہ کرنے کے بعد نہ اسکو نئی دوسہ مارو نہ اسکی گواہی رد کرو توبہ فاسق ہے۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیرؓ و عطاء و امام مالکؒ شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے دونوں جملوں سے استغناء ہے یعنی توبہ کرنے کے بعد اسکی گواہی قبول ہو اور فاسق نہیں تو بکر کے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر صدق قائم ہو ہی یا نہیں نخی و شریح و امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اول لک ہم الفاسقون سے استغناء ہے یعنی توبہ کرنے کے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر صدق قائم ہوگی اور ابد اسکی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عند اللہ اسکا دفع ہو جاتا ہو لیکن سزا تو دنیا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول نہ کرنا بھی سزا دینا ہے اور یہی بات قرین قیاس بھی ہے۔ باقی ہر ایک کے دلائل انہی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے والد علم۔

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض نظر پرہہ پوشی شرط کیا گیا ہے ورنہ دو گواہوں سے قتل ثابت ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے کیونکہ بفضل کے ثبوت میں دو شخصوں کی گواہی پیش ہونی ہو اور یہ فعل دو کا ہی مسئلہ دو گواہ عورت کو دو گواہوں کی ضرورت ہونی والدین یرمون الزواجم الہم الیہ تیسرے حکم انہی پوری کی آیت بہت لگانا چاہئے۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگا دے اسکو چار گواہ مذکورہ اگرچہ قیاس ہی چاہتا تھا کہ ایسی صورت میں اسپر بھی اسی درہم سے چار چالیس گواہ عورت پر تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات لیکن اپنی بیوی پر تہمت لگانے میں اسکی ہی معزنی ہو اسلئے بغیر سبقتی اور اپنی معائنہ کی کوئی دلیل الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے مقولوں پر چار گواہوں کا ہمہ تن پناہ بڑی مشکل بات ہے اس لئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھ کر یہ حکم جاری کیا گیا تو خداوند باری اللہ کی قسم کھا کر حکم کے رد پر یہ کہہ کہیں سچا ہوں یہ چار میں بمنزل چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہ کہے اگر میں چھوٹا ہوں تو بچہ اللہ کی لعنت ہو۔ پس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسی درہم سے چار گواہی اب ہی بیوی اگر گئے زنا کا اقرار کر لیا تو وہ سنگسار کیا وگی اور اگر وہ اس قدر ہی ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر قسم کھانی پڑے گی کہ باللہ یا بچہ اللہ کی قسم وہ یعنی شوہر چھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو۔ اسکو شریع میں لعان کہتے ہیں۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نہ رہے گا اور کچھ بھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس محل سے بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا نہ کہلاوے گا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ طلاق نامہ تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں۔ مالکؒ و شافعیؒ وغیرہ کہتے ہیں اس لعان میں مرد عید سلیمان ذی سب شریک ہیں نہ ہری اوزاعیؒ ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ خاص سلیمان خضر محمد و دین جاری ہو سکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کا ذوق پر صدق قائم ہو سکتی ہے نہ ہری و مسلم نے سہل بن سعدؓ روایت کی کہ جو عورت نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ توبی صلیع سم وچھو کہ کوئی اپنی بیوی کے پاس کو بپو کرے یا نہ کرے تو اسے قسم حضرت بکرؓ نے جو چھاپنے سے سوال کر دہا جانا تب عورت نے کہا خضر خضر دیکھا کہ حضرت بکرؓ نے چھو لگا تب فرمایا کہ تمہاری حق میں آیت نازل ہوئی۔ حافظ ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عجمی کی شان میں آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلا بن ابریکہؓ کے حق میں بعض کہتے ہیں اول تو طلال کا معاملہ پیش آیا پھر عجمی کو بھی دونوں میں شریک کر دیا



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ وَالْهَوَىٰ عَنِ اللَّهِ عَظِيمٌ ۖ وَلَا تَذْهَبُوا بِمَعْنَىٰ قُلُوبِكُمْ لَنَا أَنْ تَتَكَلَّمُوا

اپنے مومنوں سے وہ بات کہنی شروع کر دی تھی کہ کیا تم کو علم ہی تھا اور اسکو تم نے سنا تھا یا تم نے سبھی لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تم کو تھا تو کیوں تم کہا کہ تم اسکو نہیں سنا۔

کنا ناہنجی لایق نہیں سبحان اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے ۔ اللہ تعالیٰ صیحت کرتا ہے کہ کبھی کسی ایسا کونسا اگر تم ایمان رکھتے ہو ۔ اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

الْأَيْتُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُجُودُونَ أَنْ تُشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَ

بیان کرتا ہے اور اللہ خردار حکمت والا ہے۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچہ ایلان والوں میں پہلے تو اچھو دنیا میں ہی اور آخرت میں بھی عذاب

الْآخِرَةُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَفْضَلُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَرُوفٌ سَرِيعٌ ۝

یہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تمیر اللہ کا فضل اور مسکى رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ مردِ گزرنے والا ہر مان ہے (تو دیکھتے کیا ہوتا)

لولا بعضی ملاقاتین نہا کیوں نہا بعضی مایہ نگی لنا سبھا تک + ترکیب + بہنا للتعجب ان تعووا اے کر اہتہ ان تعووا اہتہ مفعول نہ ۔ اور ممکن ہے

کے مفعول بہ ہو بیظلم کا بمعنی بہیم۔ بہم عذاب الیم ثمران الذین ان شیع مفعول کجیون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے ورحمۃ معطوف ہے۔

ۛ فضل اللہ پر پھروان اللہ ۛ **تفسیر** ۛ اس پر معطوف جواب لولا محذوف اسے لعا جکم بالحقوبۃ۔

مدح اور باقی سکوت کرنبیالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنبیالوں پر ناراضی ظاہر فرمائی۔ منجملہ ناراضیوں کے ایک یہ جملہ بطور زبر کے ہے و تقولون الہ کجس

بات کا مکمل علم نہیں اسکو بلکا جانکر منہ ہوسے کھانے لگے یہاں تک کہ کوئی گھراو کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہ چرچا پھیلنا ہو پڑتا ہے یہ بڑی بہاری بات ہو دلواؤ سمجھتے ہو

بلکہ تمہیں یہ مناسب تھا کہ جب اسکو سنا مانتھا وہیں کہہ دیتے کہ یہ کو یہ بات منہ پر لانی ذریعہ انہیں سبجانک یہ بہتان عظیم ہے۔

سجائنگ عرب میں تعجب اور استبعاد دونوں موقع پر لولا جاتا ہے مگر سہار کا مورہ میں استبعاد کے موقع پر معاذ اللہ وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں سننے ہی بھتان غلط

کہنا اسلئے ضرور تھا کہ یہ قصہ مجھ علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کچھ لینا چاہیے باخدا اور اس کے برگزیدہ لوگوں کا، خشان، ہزار و ہزار کی عفت ازول

کے حق میں جو کوئی، احمق کچھ کہے تو یہ نہیں کر سکتے، یہی اسما مان لے آئے اور صاحب زادہ کو تاج محل کے محاصرہ کو جوڑ کر عادت ہو گئی۔ وہ آواز سے لگتا کہ وہ ایک

کھانا لازماً ہے۔ دوم اس بات کے چھوٹے ہونے کا قصہ حضرت ابو بکرؓ کا کہ انہیں اپنے خال خال کے کھنڈر سے کھانا ملا۔ تیسرا یہ کہ انہیں کھانا ملا۔ چوتھا یہ کہ انہیں کھانا ملا۔

و در این کتاب که در سال ۱۳۰۲ هجری قمری در شهر تبریز چاپ شده است، به شرح حال و سیرت ائمه اطهار علیهم السلام پرداخته شده و به بیان فضایل و مناقب آن بزرگواران پرداخته شده است.

[illegible]

مکرمہ حکم رہا ہے، عینہ پھر جی ایسا لکرا اور کندھ ہار کے ایسے ٹھونکے تیار کرنا، اور ادب اور سلاسنیہ اور بہادریب سبھا، یاد دو ویم جی ایسی یاد

حزاریاں پس کی ہیں باقی حلق دریں میر دم کی خوب جاسا اور وہ یم چرا نہیں نکلوں کو خود رکھ کر کلو ایسی کو ہییدہ بالوں مسخ کرنا ہے

مگر بعض یہود وہ لوگوں کی بجائے ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی لندہ اور ناپاں بایں سے گھبرایا کرتے ہیں ان الدین ان کے بیچ الفاحشہ اپنے دلوں میں یہی دلوں کو بولا

کرتا ہے کہ ملاں کے یوں کہا اور ملاں کی چوروں ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سوچیں عذابِ الیم پر دنیا میں بھی عذلی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے۔

فد فاری جاتی ہے مرد و الشہادۃ اور کوئی نظروں میں حقیف عیر قابل الاعتبار ہو جائے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں مبتلا ہونے میں اور فقر میں

جیسی عذاب الہی میں مبتلا ہونے ہیں۔ فرمایا کہ صرف اسکا فضل اور رحمت تھی جس سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الہی نہیں اتر اور نہ بات تو بڑی تھی۔











اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكُوتٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْأَمْثَالُ فِي رُجَا جَعَلْنَا كُنْهَ الْكَوْكَبِ دُرًى يُوقَدُ

الدر آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی طاق میں چراغ جو (اور) چراغ شیشہ کی قندیل میں جو (اور) شیشہ گویا کہ چمکانا ہوتا رہا ہو روشن کیا گیا ہو

مِنْ شَجَرَةٍ مِّنْ بَلَدٍ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ لَكَ آيَاتِنَا لَعَلَّكَ تَعْقِلُ وَلَا تَكْفُرُ بِهَا يُصَوِّرُكَ اللَّهُ يُفَصِّلُ لَكَ آيَاتِهِ لَعَلَّكَ تَعْقِلُ

روغن زیتون سے جو بابرکت درخت ہے نہ مٹتی ہے نہ غری ہے کہ جگہ میں خود بخود روشن ہو گیا ہو اور گویا کہ چمکانا ہو۔ نور پر نور الدر اپنے نور سے

لِنُورِهِ مَنْ يُّنْصِتُ يَرْجُو اللَّهَ الْأَمْثَالُ لِلنَّاسِ اللَّهُ يَجْعَلُ شَيْءٌ عَظِيمًا

جس کا چمکانا ہو مایات کرتا ہے اور ان کو گونگے لئے مثالیں بیان کرے اور اللہ ہر شے سے واقف ہے

صہ ایسا ہی کیا کرتا تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت کر دی۔ ان اردوں تھیں ان میں ان شرطی علی سبیل الغالب واقع ہوا جس کا مفہوم مخالف نہیں (ف) ان آیات میں تو بکرنے اور کاتبوں کو دینے کا بھی حکم ہے۔ مگر ظاہر انکا تعلق حقوق العباد سے نہ تھا اس لئے کہ عدد و شمار میں نہیں لیا۔

### ترکیب

اللہ مبتدا اور السّموات والارض خبر مثل نورہ صفتہ نورہ مبتدا و المشکوۃ موصوفہ فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہو کر خبر موصیٰ تمام جملہ بیان ہوا اور لیت کا المصباح مبتدا و فی رُجَا خبر قریش علی ہذا۔ درمی منسوب الی الدر و فیعل کریم من الذکر و یوقد صفت ہے مصباح کی :

### تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لئے آیات بنیائے نازل کیں تم کو جہل کی اندہیوں سے نکال کر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں ہے اوصاف نورانی اور نور ہدایت کی تمہیں بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جس نے تم کو جہل کی غلامت سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر یہی نور کی اس شمع سے تشبیہ و تکرار شیشہ کی قندیل میں یہ فرماتا ہے اللہ اپنے اس نور سے جس کا چمکانا ہو مایات کرتا ہے۔ الدر نور السموات والارض بحث اول نور عرف میں روشنی کو کہتے ہیں وہ ایک عرض قائم بالغیر ہے جو اجسام کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ قرآن متاخر ارگن سخن سے اس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقتہً جائز نہیں کس لئے کہ نور معنی مذکور ایک عرض ہو وہ حادث اور قابل تقیم اور قابل تقیم ہوئی دیکھئے اللہ نہیں ہو سکتا اس فرقہ کو ایہ کہ بھی قول رد ہو گیا جو نور عظم کو اللہ کہتے ہیں۔ اس لئے علماء اسلام اس جگہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور معنی متور ہے کہ اسے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و قمر و کواکب اور انبیاء و صلحاء و ملائکہ سے منور کر دیا اور یہ قول ابی بن کعب حسن ابو العالیہ کا ہے۔ بعض کہتے ہیں معنی مدبر السموات والارض ہی جیسا کہ باخبر رئیس کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر تہذیب حسن جیسا کہ جریر شاعر کہتا ہے و انت لنا نور و عیش و عصمہ یہ زجاج اور اسم کا قول یو ابن عباس فرماتے ہیں فی بعضی ہادی ہو کہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ لفظ اطلاق اس پر سائنہ ہو جیسا کہ عاد کے عدل کھدیا کرتے ہیں یا مغمض الخالی جتہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام مشکوٰۃ الانوار رکھا ہے اسمیام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقہً آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس پر اس لفظ کا اطلاق حقیقہً ہی نہ محجازاً بہت سے مقدمات بیان فرما کر یہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری شرف ہے اور دونوں کا منتصفہ ظہور ہے اور خواص تقویٰ سے ظہور ہی اشرف ہے اس لئے ادراک عقلی ادراک بصری بدرجہ اولیٰ اؤر ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک جو سلا الاحوال کے وقتہ واجبہً موصول ہیں یعنی تغفلات فطرۃً دوسرے مکتبہً دو قسم ثانی میں کہیں غلطی ہی واقع ہو جاتی ہے اس لئے اس کے واسطے ہادی و مرشد کی ضرورت چھوٹی ہو اور اس امر میں کلام آہی اور کلام انبیاء سے زیادہ اور کوئی ہادی و مرشد نہیں اس لئے بھی نور ہیں اس وجہ سے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہے اس طرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہاں تک کہ سب طرحہ کر نور عظم وہ روح جو سب روح سے اعلیٰ و معدن نور ہو پھر یہ سب انوار جیہ ہیں



فِي مِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنَ اللَّهِ إِنَّ تَرْفَعُوهُ لَكُمْ فِيهِ اسْمُهُ لَا يَسْفِكُ كَفًا لَكُمْ بِهَا ثَوَابٌ وَلَا يَخُفُّ عَنْكُمْ دَفْعُهَا فِي الْحَدِّ وَالْأَصْلُ رِجَالُ الَّذِينَ يُنَادُونَ بِهَا مُبَارَكَةً وَلَا يَبْعَثُ عَنْ

ان گھروں میں کہ تنظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور انہیں اس کا نام یاد کیا جائے جن میں صبح اور شام اس کی تسبیح و تہلیل کی جاتی ہے۔ ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں جو کہ فرشتوں کی ہر حرکت ذکر اللہ اور اقامہ الصلوٰۃ وابتداء الزکوٰۃ میں پائے جاتے ہیں۔ ہر تسبیح و تہلیل کے بعد اللہ احسن ما عملنا ذکر کرتی ہے۔ نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس میں دل اور انھیں اس کا جاوگی۔ ہر ایک اللہ کو دیکھنے کا اچھا بزرگ

وَيَذَرُكَ هُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور ان کو اپنے فضل سے اور جو بھی چاہے بے حساب روزی دیتا ہے

### ترکیب

فی مِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنَ اللَّهِ ای تو صرف ہر ذرہ کی المصباح فی رجاہتی بیوت۔ یا تو قدرتی تعین سے اسے تو قدرتی المساجد کی طرح سے متعلق ہے۔ رجال سبہ کا فاعل مفعول الیہم مفعول فاعل الیہم رجال کی صفت نجا فون صفت ثانیہ لیجز بہم۔ سب سے متعلق۔

### تفسیر

فی بیوت کو ہم ہر چیز میں سلام سابق کا مترادف دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے۔ وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور ایسے صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گندہ اور ناپاک مکان میں نہ ہو کہ جس کی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہو۔ بلکہ مکانوں میں ہو کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا۔ یعنی مساجد۔ خانہ کعبہ۔

مسجد نبوی۔ بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور ان کے بلند کرنے سے مراد یا حقیقت بلند کرنا ہی اعظم حکم کرنا۔ ان مقامات خصوصاً بیت المقدس کے قدرتی روشنی جو تینوں کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی ہیں ضرر فی البشاعت ہے۔ پھر ان گھروں کی صفت میں فرمایا کہ انہیں ایسے لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح و تہلیل کیا کرتے ہیں اور اس کا نام لیا کرتے ہیں (یعنی عام خواہ نماز فراموشی و اوفل کے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر تسبیح ہو) کہ جب کو ذکر کرتی اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے بے حجاب ہو کہ سکتی ہے تسبیح کرتا۔ تجارت عام ہو خرید و فروخت و دو کو شال اور فروخت میں نقد حاصل کیا جائے اور وہی اللہ جو انسان کو ذکر کرتی سے روک دیتا ہے اور اسکو جدا کرنا بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں رک سکتی۔ اور ہر ایک قدر یاد رکھی میں شمول ہو اور زکوٰۃ و فطرت دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جس دن ان کو انھوں کا عجیب حال ہو گا دل صدائے اللہ سے ہوا ہو گا اور انھیں اپنی کوئی باندھ ہو جو کوئی کرنا حکم آتا ہے یا سبب میں انکی اس بات کا سبب ہیں کہ ان کے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دیکھا اور نہ صرف بدلہ بلکہ اعمال کو اپنے فضل سے اور بڑھتی بھی عطا کر گیا کیونکہ وہ بے نیاز ہے پر وہاں جسکو چاہتا ہے حساب دیتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں فی بیوت تسبیح سے متعلق ہے اور یا یکرب جدا کا نہ کلام ہے جس میں یہ تیلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہی گئی ہو کہاں دیکس جگہ پایا

جاتا ہے؟ پھر آپ ہی تیلانا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جائے کہ جن کے بلند کرنا اللہ نے حکم دیا اور جن میں کسی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکیزہ لوگ کسی تسبیح و تہلیل کیا کرتے ہیں کہ کوئی شغل دنیاوی ان کے کار سے نہیں دکتا۔ اور بت بکار دل بہار انکا شیوہ خاص ہے اور انہیں کے دلوں و سینوں میں اللہ کی وہ چراغ روشن کر کے جسے انکو اللہ نے اس لئے بہت اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی جو اللہ نے علم باسر کلامہ۔ رجال کے نفع میں اس طرف اشارہ ہو کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہے جو مساجد اور جماعت انہیں پڑھنے اور تلوین پڑھنے اور یہ بھی اشارہ ہو کہ دراصل یعنی مردانہ ہی لوگ ہیں کیونکہ ان کا یہ طالبہ تہیں اور بتوں کے طالبہ ہر ہیں۔ مگر مردانگی کی ہر نہ کہنا سونا جملہ کرنا کیونکہ انفس انڈوانا اور نفسانی خواہشوں کو اس میں چراغ ہدایت سے جلادینا بڑی مردی ہے۔ اس کلام پاک کی شرح کے لئے ایک فقرہ چاہئے۔









ثلاثا اسرار

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَعْطَيْنَاهُ تَقْوَىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

اور منافقین کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہی ہو گئے مگر ان کے بعد ہی انہیں سے ایک فریق بھٹک گیا ہے۔ اور وہ دوسرے ایمان ہی نہیں لائے۔ اور جبکہ وہ اللہ اور رسول

وَرَسُولِهِ لِيَكُمُ يَمِينٌ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مَّعْرُضُونَ وَإِنْ يَكُنْ لَّهُمْ شُكٌّ يَأْتُوا إِلَيْهِمْ مِنْ عَيْنٍ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ الْحَدُوثَ

کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ انہیں فیصلہ کیا جاوے تو جہی ایک فریق انہیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر ان کے لئے حق پہنچے ہو تو رسول کے پاس گردن جھکا کر آتے ہیں کیا ان کے دلوں میں ہماری جہاں تک میں

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنْ يُحْجِثَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَسُولُهُ عَنِ الْظُلْمُونَ ۚ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یاس سے غور ہے کہ اللہ اور اس کا رسول انہی حق کو بھی کوٹھا گا دہے تو ایسا نہیں کریں گے بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مؤمنین کی بات تو یہی تھی کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس لئے بلا کیا تاکہ

لِيَكُنْ لَهُمْ يَمِينٌ يُقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ نَجِّسْ اللَّهُ وَيَقْدِرْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

کہہ سکتے تھے کیا اور ایمان لیا اور یہی لوگ فلاح پائیں گے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا اور اس کی نافرمانی سے حد کرتا ہے سو وہی کامیاب رہیں گے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَدًّا إِنْ مَرَّ بِهِمْ شَيْءٌ لَا يَقْتُلُوهَا وَلَا يَمْلِكُوهَا وَلَا يَنْصُرُوهَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

اور وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم اسے گھر گھر بھڑک کر نکل پڑیں۔ کھدو قہیں تو نہ کماؤں ستور کو ان کی حکم دہی چاہی جھگڑا کر کہتے ہیں۔ اس کو اللہ جانتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی

الرَّسُولِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ فِجَارٌ وَنَمِيلٌ وَطَائِفَةٌ مِّنْهُمْ وَالرَّسُولُ أَلَّا يُلَاحِظَ إِلَيْهِمْ

بھڑا رہے ہیں جہاں دین تو پیچھے رہ کر دہی سے جھکا دہ دہا رہے اور پیچھے رہی تو جہاں سے ذمہ پلا کر کیا گیا ہو اور اگر ہکا کما مالو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول پر تو بھڑا کر کہہ نہیں کہ وہ کوئی نہ حکم نچا دیوے۔

تفسیر

اور لائل کے بعد جو انسان کو دل میں نور دہی اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب درازدرا

سی باتوں میں ہی رسول کریم کے امتناع کر نیسے دل چرا جاتے اور حیدر ہانہ بناتے ہیں۔ یہ چند منافق جو میرتہ منورہ میں رہتے تھے انہیں کی طرف ان آیات میں روئے

سخن ہو کہ یہ لوگ غمزدہ سے تو ایمان فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آ کر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت وہ وہمیں نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کو

لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تو انکار کرتے ہیں اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسول کے پاس دوڑ کر آتے ہیں پھر کیا انکو

دل میں عرض اتفاق ہو یا شک میں پڑے ہو یہ نہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول بظلم کر لیا ہے بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کی طرف جائز رکھتے

ہیں۔ اسکا تذکرہ کی یہ نشان نہیں بلکہ انکی یہ نشان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا و اطعنا کے سوا اور کچھ نہ کہیں یعنی

یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سمرزش کے بعد وہ منافق قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلیجائے گا تو ہمیں حکم دینگے تو ہم تعمیل کریں گے یعنی ہم

دل سے مطیع ہیں فرمانبردار ہو کیوں جو ہوتے ہیں کھاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا و ستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسول حکم دیتا ہے اسی پر

قائم رہو اور ہماری قائم رہو گے تو رسول پر کچھ نہیں پہنچا چکا اسکا ہمیں پر ہے۔

اب اس میں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے ہر مقال کہتے ہیں بشرط منافق مراد ہے ہر کا ایک ہی ہو گا

اس کا حکم اللہ اور اس کے رسول کی

وہاں ہی اشارہ

وَعَلَى اللَّهِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَتَّقُوا اللَّهَ وَيَصِفُوا الصِّلَةَ لِيَسْخَرَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخَرَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَسِيَ كُنْتُمْ لَهُمْ

اللہ نے تمہیں سے ایمانداروں اور سچے کام کرنے والوں کیلئے وعدہ کر لیا ہے کہ انکو ضرور ملک کی خدائے (یعنی حکومت) عطا کر دیکھا جیسا کہ اسنے ہمیں کو عراق کی تھی اور میں نے یہی گواہی دے کر سبکدیا ہے

دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلِيُبَدِّلْ لَهُم مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

انکے لئے اسکو ضرور مستحکم کر دیکھا اور انکے خوف کو اس سے بدل دیکھا

الفقه وقسم الصدقة وانه الزكاة واصعب الدين لعلمك ترجمه لا تحسد الذين كفروا معي في الارض واولاهم النار وليس المصلح

[illegible]

نفس

قوله: "فمن كان منكم غافلاً فليذكر" أي من كان غافلاً فليذكر الله تعالى.

[illegible]

۱۱. موانع و سبب های ازدواج : ازدواج را هر چه مانع از آن باشد موانع و هر چه سبب آن باشد سبب های ازدواج می نامند.

ان مسلمانوں کو کعبے کے خلاف و امامت اور زمین پر حکومت و سنت کا وعدہ دیا گیا کہ ان کو انصاف و انوار الزلہ اور امام کا حق ہے کہ زمین پر حکومت و سنت و وحی کے لئے ان کو

اس میں یہ طرح خدا اور اسے رسول سے برتر نہ ہو جائے بلکہ ساز و راز اور حقیقہ میں اس کے حکام کی پابندی کی رہنمائی کی طرف و اطیعوا الرسول میں جملہ انسانوں کی اس برتری پر

بادی ورنہ فہرلی میں ہیلہا ہوا جو کہ شوکت و سلطنت چہن ایجابی اور جو بنائیں اندر پاکر افسر ستانی لڑکھیں اور پھر میں لڑکھیں لڑکھیں ہونہ ہند کہ سب سے

میں نہیں رہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہو کر آخرت میں ہی انکا مکالمہ ہو گا۔ ہم چاہتے ہیں اس فقرہ لا احسبن ان الخیرین سے انکو کوئی دنیا وار پوزیشن نہ ملے اور نہ ہی انکو کوئی دنیا وار پوزیشن ملے۔

جو کفار کی دوزخ میں پہنچاؤ گا تمہاری مقابلہ میں روم اور ایران و غیرہ بھی بڑی بڑی سلطنتیں ہیں۔ یہ سب ہماری بس میں ہیں انہیں مغلوب و مہر کر کے پراکھ دیں۔

حاکم فرزند محمد و وزیر علی بن ابی طالبی کہتے ہیں کہ اس آیت کے نشان نزول میں یوں دایت کی ہو کہ حضرت صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو اس کا سلام تجزیر ہوا کہ سلام

بروقت خوف کی حالت میں ہتھیار بند رہا کرتا تھا اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسا بھی دن آئے کہ کبھی ہم بھی اس منہ سہرات کو سویا کر نیکے کبھی بھر خوف خدا اور کبھی خوف منوگا ایسی بھائی

انہ کے لیے وہ کیا راستہ نازل ہو، خصوصاً جنگِ اُخراب میں تو مسلمان براہِ حد تک یقین اور سخت خوف و ہراس تھا ابوالعالیہ کو یہ ایسا ہی مددگار اور راہنما بنی عاتقہ بنی اسیان

چون فیصل کیا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس وقت کہ مسلمان ہر جو نیک عمل و طہر و مشین کو پیروی و مدد کرے اگرچہ وہ کافر یا کفرین یا باطل یا غیر طہر و مشین کو پیروی و مدد نہ کرے حکومت و ملک و سرحد و غیرہ کے واسطے سے

تہی حضرت سلیمانؑ دا وعلیہ السلام وغیرہ کا لوگوں کو حق پسندوین پرانکو دکھانے کا اور لوگوں کے اندر اسی سہارے مذہب کی پابندی کریں گے کہ کسی روک ٹوک نہ ہوگی ہر طرح کی سیاسی مذہب کی پابندی ہوگی

یہ قابل رشک انداز و موقف جو انکو دشمنوں کا مستحق یا اسکو دور کر کے اسکا بدترین من و ننگ کسی سہزنہ ڈین کو کہ دین کو مخفی کریں بعد دینی سہری عبادت کیا کریئے اور میرا سیلوں کو تشریف لے

گے یعنی ان کے عبادت و توحید کو بجا لائینگے اور نیک ہونگے اور جو اسکے بعد ناشکری کر لینگا وہ فاسق ہے اس پر حیات الہی کا ہاتھ نہ پڑے گا۔ صدق اللہ العلیٰ العظیم اُس نے یہ وعدہ کیا

ایسا نصرت کو جنگ احزاب کو بعد غلبہ یا دواہر کی ہے حضرت ابوبکر عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں تنہا عرب بلکہ روم و ایران کو فوج سرسبز سلطان

بہی اسکے ساتہیں میں اور نہایت امن کے ساتھ اسکے زما نو میں میں اسلام کی اشاعت و ترقی ہوئی۔ اس آیت سے ظہورِ اربعہ کی خلاف ورزی کا حق رہا نہ صاف صاف ثابت ہوا۔

ہوتا ہے۔ خوارج کا قول، باطل ہے جو وہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو خارج کرتے ہیں اس طرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو وہ خلفائے ثلاثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام کو انہیں

حضرات کے عمل میں غلو نہیں آئیں اور حضرت علیؑ ان کے عقیدہ کے موافق تفسیر کرتے تھے ان لوگوں میں جمل نہواوہ اس آیت کے مصداق نہیں سکتے اور اسی طرح باقی ائمہ

اطہار کو تو سرے سے حکمت ہی نہیں مگر اور وہ بھی خون سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آج تک ڈر کے مارے کسی غامض چہرے بیٹھے ہیں۔ افسوس بعینہ سنا

نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت ہی انکی نہ رہی اور اب یہی باز نہیں آتے مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب جس سے آجکل کے ریفارمر غافل

جو کہ اور اس سبب ترقی تلاش کر رہے ہیں اللہ اعلم المسلمین و اہل رؤسائهم۔

\_\_\_\_\_











وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْإِنشِرَازِ وَقَدْ فَتَرَاهُ وَاعَانَاهُ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْآخِرَةِ إِذْ هُمْ إِخْرَجُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلُمًا وَرُؤُوسًا وَقَالُوا لَسَا طِيلًا أُولَٰئِكَ

اور کافروں نے کہا کہ یہ قرآن کچھ نہیں مگر جھوٹ کی جھسک تو غلام کیا ہے اور دیگر لوگوں نے اس میں اسکا ساتھ دیا ہے۔ پس وہ منکر تو غلام اور غلام پر تڑپا تو اور کون کسے کہ قرآن الگو کی کہانیاں ہیں

اَسْتَبْأَهِيَ مُنَى عَلَيْهِ نَكْرَةً وَاصِيَةً ۖ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوا

[illegible]

قَالَ هَذَا رَسُولٌ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ثُمَّ انْزِلَ إِلَيْهِمْ فَكَانَ يُنَادِيهِمْ أَوَدِلْتُمْ إِلَى الْكِتَابِ ۚ

کہ یہ کیا رسول ہے جو کما کما، اور بازار میں پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیج دیا کہ اس کے ساتھ وہ بھی خوشنویس لکھتا یا اس کے پاس کوئی خزانہ لپکتا

وَأَنْتُمْ لَهُ جَنَّاتٌ يَأْكُلُونَ مِنْهَا الْقَوَاقِلَ ۚ وَالظَّالِمُونَ فِي شُجُورٍ أَسْفَلٍ ۚ وَكَانَ الرَّجُلُ يُسَبِّحُ ۙ ذِكْرًا أَنْتَ كَيْفَ ضَرَبْتَ الْوُكُلَ ۚ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

یہاں کے لوگ کوئی باغ بھرتا کہ جس سے دکھ مٹا کر آتا اور غلاموں نے اپنا غلاموں سے پرہیز کیا کہ تاکہ تم کو جس ایک ایسے شخص کے تابع ہو گئے ہو کہ جو کہ چہرہ بدو کیا گیا ہو اپنی تہہ راہ کی کسی شائین بیان میں نہ مل سکے اور نہ مل سکے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيْرًا ۚ الَّذِيْ اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْْ ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ حَتِّهَا ۚ اَلَمْ يَجْعَلْ لَكَ قُلُوْبًا

رستہ میں پاسکتے۔ اس کی بڑی باورگت ذات ہے جو اگر چاہے تو (دو زبانیں) آپس کے لئے اس سے ہی بہتر ایسے باغ میدان کو دے کہ حسین پڑھی نہریں بہا کر یں آپ کے محل ہی بنادے

افترقی کا فاعل ضمیر عید کی طرف راجع ہے ضمیر قرآن کی طرف راجع انسانی کی عید کی طرف علیہ کی تفسیر کر کی طرف قوم افرون ان کا فاعل ظکرا و زوال و اس فعلی جاؤ کا ماضی مضارع حال میں

من شاعر طبعی جواب دهن لونه فصاحت به جزان یون فی محل الریح و الجزم

ان آیات پر انکو چند شہادت کا جواب ہے جو رسالت کی بابت تو کچھ خلاف قرآن کو لاؤ خود انہی ایسا ہار دیکر لوگ احسن سے انکا اشارہ اہل کتاب کی طرف تھا اس کو اس کا میں مدعا کچھ نہیں ہے

[illegible]

سکے جواب میں یہ کہدینا کافی تھا کہ فقہ جہا وظلم و جور کہ یہ جڑی بے انصافی اور کرکری بات ہے کہ نہ اہل کتاب ہی جو آپ کو تعلیم کرتا ہے اور آپ قبل نبوت بر عرب میں صلوات اور راستی سے خوش

تیسرے دنیا کے معاملہ میں یہی جو ٹیڈ بولر اہل خدا کے معاملہ میں جھوٹ لوگوں کو دنیا کو دشمن بنائے وہاں اساطیر والوں میں الجھنا ایک دوسرا شہید ہو جانی حقیقت پہلے شہید تہمید کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کے لیے تھا۔

[illegible]

بل تلخ بھی اس کیفیت میں نہیں یہاں کہ کس کسے کہا ہے معلوم ہو گئے اور کچھ معلوم ہوئے ہیں لیکن اب وہی عالم الغیب کی حضرت کو بتا رہے ہیں وہ خود غفور الرحیم ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے

ترانس انکلا کا زونیا ہی میں معلوم کرادیتا ہوں (۲) شہید یہ تھا کہ رسول فرشتہ خصال ہوتا تھا چکر چوڑا کچھ نہ دینا کلا کر بارکیٹے بازار میں آدھی جاوے یا شاہ مرقہ الحال سا ہو کچھ ہمارے

وہی بیگم پوچھا کہ لوگو! تمہیں آج حال قائل الطاف المولانا علی رضا علیہ السلام تھا کہ جب وہ کوکباں خزانہ بینی پر نیا قتلہ تو لوہا ہے اس کے ہر سکر کو دیاں جاو و کمار کی ہو کہ دیوانہ

کے لوگ نافع ہو گئے ہیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہوا کہ انظر کیف ضروراً، وکیو ید بخت اکو کیا کہائے ہیں گمراہ ہیں لڑھکتے نہیں پاسکتے

\_\_\_\_\_

[illegible]



وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمُنْكَرُ أَتُنْزِلُ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا لَقَدْ أَفْتَدَيْنَا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَمُوا عَتَا يُكِيدُ

اور ان لوگوں نے جو ہنسے ہوئی کہ ایمان سے رکھے کیا کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے گی یا ہم نے نصیب کو دیکھ کر تو یقین نہ آیا اللہ اور اس کے فرشتے میں بہت بڑا سمجھتا اور بت ہی بڑی سہ کوشی کی ہے

يَوْمَ يَرْوْنَ الْمُنْكَرَ لَا يَشْرِي يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ وَيَوْمَئِذٍ أُنْزِلَ سُحْرُا وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ عَمَلُ جَعَلْنَاهُ

جس دن فرشتہ کو دیکھیں گے تو وہ دن مجرموں کے لئے توختی کا دن ہو گا اور کہیں گے دور دور

هَبَاءً مُنْقَثِرًا أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا وَيَوْمَ تُنْفَخُ السَّمَاءُ بِالْغَافِقِ وَنَزَلَ الْمُنْكَرُ

تو اس کو خاک دہول کر ڈالیں گے جنت والوں ہی کا اس دور سکنا بھی بہتر ہو گا اور خواب گاہی عمدہ ہو گا اور جس دور کو دلوں نے آسمان کیل جادے اور حق فرشتے

تَنْزِيلًا الْمُنْكَرُ يَوْمَئِذٍ لِّحَقِّ الرَّحْمَنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا وَيَوْمَ يُعْصَى الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ

انزلیں گے تو اس دن حقیقی سلطنت رحمن ہی کی ہو گی اور وہ دن کافروں پر بڑا ہی سخت ہو گا اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کچھ کچھ کاوش

يَلَيْفَتُنِي لَأَتَّخِذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَوْمَئِذٍ لَّيَقْنِي لَمْ أَتَّخِذْ فَلَا تَأْخِيْلًا لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي

میں ہی رسول کے ساتھ رہا ہوتا۔ اسے میری غلطی کا شے فلاں کو دوست نہ بنا یا ہوتا۔ اسے تو یقین کے لئے نبی بھی بھیجا دیا بعد

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا وَقَالَ الرَّسُولُ يَرَبِّ إِنِّي نَفْسِي كَانَتْ سَاجِدًا لِّلَّهِ

اور شیطان تو انسان کو دقت پر غواہی دینے والا ہی تھا اور رسول کہتا ہے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو ٹل سمجھا کر

لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْقُرْآنُ لَكُنَّا مِنَ الْمَلَأَى الْأُمِّيَّةِ تَقْرِيبًا خَيْرَ الْحَقِّ الْمُلْكُ كِي صِفَتِ يَوْمَ كَانَتْ نَصَبُ أَوْ كَرْتَهُ دَفْعُ

منکر و کاہ ایک اور یہی شبہ تھا جس کو قال الذین لا یرجون لغارنا سے شروع کرتا ہے کہ جس کو کہے ملحق کی امید نہیں یہ نہیں سمجھ کر کہ اللہ کے

ساتھ جانا وہ کہتے ہیں کہ تو نہ کہی باتیں ہی کہنا کرتے ہیں ایماندار کی تو کیا مجال کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ آئے محکم کیوں آتی ہیں یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا

کو کہہ کر پھر اس سے پہلے کہ میرا لڑکا ہو یا بیوی کو کہیں ہا اسکے جو بیٹے یا بیوی لگا کر اللہ کے واسطے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اس لین سمجھا کر یا کہ اس نے آسمان و دنیا میں خلق کیا تو کہیں یعنی بیوی بیوی کا

کشتی کی بات۔ بلاک مخصوص لوگوں کا اس تو بہن چکی وہاں تک کہ فرشتہ بھیجی ہوتی ہے سو وہ انہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو دنیا میں ایک کہ کہہ سکتا ہے خدا کی بات کہ لگا کر کہی کہ اس میں

لوگ لگا کر کہیں گے ہر سو روزہ لگا کر کہیں گے کہ کوئی خوشی ہو گی خدا کے ہر شے سامنے آئے کہ لگا کر کہہ لگے۔ وہ دنیا میں لگا کر اس سے انہیں کہی کہ اس سے اسباب کے سبب قیامت کا حال اور

ان منکر و نکاد بال نکال میان شروع کر دیا جو ملائکہ کے دیکھنی کی خواہش کرتے ہیں اور وہ یہی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا نہیں مانتے ہمارے پاس خود فرشتے آئے چاہے

قدنا انی اعلمونی وہ جو دنیا میں راہ دہا کر لگا کر کہیں گے کہ تو نہیں کیاں واقعہ یہ ہے کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو دنیا میں ایک کہ کہہ سکتا ہے خدا کی بات کہ لگا کر کہی کہ اس میں

اسکے بعد اس کے کہ چند اور حال دنیا کی بیان فرماتا ہے را، یوم تنشق السماء ایک جگہ وہاں سے ان نظروں والا ان یاتیم اللہ فی ظلم من النعام تمام ابر سفید اس ابر سے

کیا اور ہے یہ ظاہر لگا کر اور دیگر وہاں تک کہ اللہ کی ہر گز توجہ ہی ایسی حقیقی بادشاہت ہے کہ دنیا میں مجازی بادشاہتیں ہی ہیں اور سو روز کسی کی نہیں

۲۱) الملک الخ اس سو حقیقی بادشاہت اللہ کی ہو گی کہ توجہ ہی ایسی حقیقی بادشاہت ہے کہ دنیا میں مجازی بادشاہتیں ہی ہیں اور سو روز کسی کی نہیں

اسے ظہور کا بل سیر ہو گا۔ ۳۱) یوم یصطفیٰ العالم فی حقہ یہاں تک کہ اسے یعنی ہر ظالم اس روز ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا انہوں نے کہ لگا کر کہی کہ اس میں

کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بنا یا اس سے مراد اس کی وہ شخص ہو گا کہ جسے اس کو دنیا میں ہدایت پانچ بعد ہدایت ہو سکتی کہ پھر اس میں بارگاہ تھا اور ایسا ہی تھا

اور ان لوگوں نے جو ہنسے ہوئی کہ ایمان سے رکھے کیا کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے گی یا ہم نے نصیب کو دیکھ کر تو یقین نہ آیا اللہ اور اس کے فرشتے میں بہت بڑا سمجھتا اور بت ہی بڑی سہ کوشی کی ہے





وَقَوْمٌ يُؤَكِّدُونَ الشَّرَّ أَفْوَهمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَعَادٌ وَهَمْدٌ وَهُنَالِكَ نَتْلُو قُرْآنًا لَدَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ يَبْكُونَ وَأَنْهُمْ سَابِقُونَ

كثيراً. وكذا نصيبك من الأمثال. وكذا تبرأني كثيراً. ولقد أتوا على القرية التي أمطرت مطراً السوء. فلم يكن نواين وهما

بَلْ كَانُوا لَا يَتَلَفَعُونَ شَيْئًا ۚ وَإِذَا رَأَوْا تِلْكَ الْأَهْزَاءَ إِذْ هُمْ وَأَهْلُهُمْ فِيهَا لَمُّمَّةٌ أَتَتْهُمْ آيَاتُنَا مِنَ الْبُحْرَيْنِ نَبِّئُهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ الْفَاسِقِينَ ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَأَى سُلَيْمَانُ ذُرِّيَّتَهُ خَيْرَ الْأُمَّةِ مُقَامٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ الْبَاقُونَ لَا يَنْبَغُ لَكَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ ذُرِّيَّتُكَ يَا أَلْأَلْأَلْ مَاذَا قَالَ لِقَوْمِهِ إِذْ رَأَوْهُ يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ قَالَ يَأْتِيهِمْ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ غَدَقَةٍ مِنْهُ فَهُمْ حَنِينُونَ ۝ ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ بِأَسْمَانِهِ فَاهْبَاطَ مِنْهَا حَقًّا فَنُفِثَ فِيهَا الْهَبَّ فَجَاءَ الْقَوْمَ مِنْ تَتَاهَا ۚ فَكُفِّيَتْ عَنْهُمْ آيَاتُنَا وَنُوْحِيَ إِلَى الْكَاذِبِينَ ۝

ان صبر يا غيراهو سوف يعلمون حين يرون العذاب من اضل سبيك ان اليت من اخذ الله هو فانت تكون

عليه وويل ان الذين سمعون او يعقون انهم الا انعام بل هم اضل سبيلا

[illegible]

یہاں تک کہ وہ ان کے دوستوں کو بھی بلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے دوستوں کو بھی بلانے لگا۔

انہوں نے صرف ان کی نگہبیاں ہی بلکہ عوام و سلاطین کے ذریعہ اپنے قوم کو عادی و خود کو دیکھ کر حضرت ہود و ہودا علیہ السلام کی کائنات پر ایمان پیدا کیا۔ ان کے گناہ اور ان کے گناہ کے سبب

۱۰۔ جس عہد میں اس نام کیساتھ منسوب کیا سب سے پہلا مفسر کا اختلاف ہے کہ کسی نے کہا کہ یہ اسم تیسری ہجرت کے بعد آیا ہے اور ایک نے کہا کہ یہ اسم پہلی ہجرت کے بعد آیا ہے۔

عند اللہ اکبر و میاں ابوبکر قرنی نے نماز کو جو کچھ جس میں کیا اس کو اور کونسا نماز کے بلایں کیا ہو کہ وہ نماز کو خدا کا ذکر کرنا کہ جس کو کہ وہ سرفرازاں گئے کہ جس کو کہ جس سے توبہ حضرت ابی طالب علیہ السلام

ایسی دارد و گویند که تا اس تو بگویم با من موجود است و یک بی دیاپوتا اگر من بگویم که منم تو را می گویند با منی که تو معلوم می شود و لکن که که که که تو باره هر روز با من می گفتی

[illegible]







تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ۚ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ الْغُلَّةَ الَّتِي لَمْ يُخَفِّفْ فِيهَا مِنْ لَمَاعِدٍ ۚ

وہ بڑا بابرکت ہے کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اویس چراغ آفتاب اور کچھ تو پاؤں بنایا۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے رات کے چھپنے دن اور رات کے چھپنے رات لگا دی جو کچھ پاہی

[illegible]

انکار کرنا چاہیے تو اس کے مقام غور ہے اور زمان کے بند سے تو یہی ہیں جو زمین پر جھک کر چلنے ہیں اور جہاں اس نے جہاں سب پر جہاں تو ان کو نبی اسلام اور وہ جو اپنے رب کے آگے سجدہ

مُسْلِمًا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَكَانُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ هَادِينَ ﴿١٠٠﴾

اور قوام میں رات گزارنے کی اور ۱۰۰۰ روپے کا قسط ہے اس سے جسے کمال دوزخ کو

وہ جو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے کچھ سیکھا ہے، وہ تو جانتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے کچھ سیکھا ہے۔

إِذَا الْقَوْلُ إِسْمِيرٌ وَلَمْ يُعَذِّرْ أَوْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ وَالْأَبْدَانِ لَا يُدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهَا أُخَرًا لَا يَعْلَمُونَ أَنْفُسَ الَّتِي حُرِّمَ

جب خروج کرے ہیں تو نہ فتنوں کی خرابی کرے ہیں اور نہ ٹکدلی اور لٹکے خروج کرنا امتثال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قفل کرتے ہیں کہ جس کو

اللَّهُ الْبَاسُ يُزِيلُهُمْ مِنْ قَعْرِ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ الْجِبَالُ كَالْهَيْبِ الْمَسْكُوتِ ۚ وَتُجْعَلُ السَّيِّئَاتُ عِلْفًا لِحَسَنَاتِ الْبَارِئِينَ ۚ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُنَاصِرُ

اللہ نے تمام کر دیا ہے گوئی سے اور زندہ دنا کر سہیں اور جدا کیا تا ہی ہے تو سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اُس کے لیے قسمت میں دو چیز غدا ہو گا اور اُس میں وہ سزا اور ہو کر مٹا رہے گا۔

[illegible]

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِي الْقُرْبَىٰ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمَ يَافَثَ ۚ

[illegible]

مَتَابَعُوا الَّذِينَ يَشْهَدُونَ الزُّرُودَ وَأَيُّ الْقَوْمِ الرَّامَةِ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِكُمْ لَبَّيْكُمْ لَعَنَ الْخَبْرَ وَأَعْيَاهَا صَمًا ق

گناہ سے بے پروا نہ رہے۔ اور وہ جو کبھی بیہودہ گلہ پر گزر رہا ہے تو نوہر پر گزر جائیں۔ اور وہ جب الگوانے کی بات سمجھ جاتا ہے تو انہر پر

عُمَامَنَا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاحِنَا ذِكْرًا وَعَبِّرْ وَاجْعَلْ لِلنَّاسِ لِسَانَ إِحَادًا ۖ أَوَّلُكَ فِيهِ مِنَ الْغُرْفَةِ عَاصِدًا ۖ

اور وہ جو دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تمکو ہماری بیویوں اور اولاد کیلئے سے تمکو ہر ایک عطا کر اور ہر مومن نگار و نگارین کو سنانا دی۔ وہ لوگ جس عسکر کا کہہ کر جس جنت کا اعلان ہو جائے گا

وَقَدْ كَرَّمْنَا شِدْقَهُ اسْمًا كَرِيمًا

[illegible][illegible]

مطلب یہ کہ جان بڑھ کر جسے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر میں آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں روشن کیں، اس گھر میں کیا عجیب و غریب کچھ قسم کا سامان اور معیشت ہے جو بیچا یا بچہ کہتے ہو کہ جو حرمان کو ن ہے اور اُس کے

سچہ کہ جسے نفرت کرے وہ اور یہیں نہیں نکلیا بلکہ اس نے اتفاق کر کے ایک سجدہ دوسرا آپس پر کیا کہ دونوں نے کعبہ کی عبادت میں ملال کو ایک دوسرے کو مخالف ہی سمجھا دیا تو وہ دوسرا کلمہ پڑھا اور اس کا لفظ لکھ لیا کہ اختلاف ہے یا اختلافان

[illegible][illegible]

اور میں پیدا ہوئی ہیں یہی ہیں جس کی پیروی کو مسلمانانہ اور مذکورہ اس طرح سے تسلیم کیا کہ جو صحیح خبروں کے ان سبیل اور ہر ایک شخص

[illegible]

یہاں سے فرط غصہ تھا کہ کہ حکام کی کیا جانے تو تیرے بیٹا کو دیکھ کر کہہ دیا کہ تیرے بیٹا کی جان میں تو یہ ہے کہ اس کا دل اس کے لیے ہے۔

---













وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعَبْدِي ۖ إِنَّكَ مُتَّبَعُونَ ۚ فَاسْرُفْ عَيْنُكَ فِي الْمَلِكِ ابْنِ حِشْرِ بْنِ ۖ إِنَّ هُوَ كَاغِبٌ ذَمَّةً ۚ

اور موسے کو کہنے لگا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاوے گا۔ (سورہ نکلے) پھر فرعون نے بھی شہر میں ہر کاسے ڈھراوے۔ کہ یہ ایک تہذیبی سی قیامت ہے ۚ وَاهْكُمْ لَنَا لَعْنَاظُونَ ۚ وَانَّا كَجَمْعٍ حَزَنٍ ۖ فَاخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۚ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۚ كَذَلِكَ

جماعت ہے اور یہ ہمارے بڑے دشمن ہیں۔ اور ہم سب اُن سے خطرہ دیکھتے ہیں۔ پس مجھے فرعونوں کو باغوں اور چشموں اور غراؤں اور عمدہ مقام سے نکال کر کیا ہیں ۚ وَأَوْسَرْنَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ ۚ فَاتَّبَعُوهُمْ مُّشْرِقِينَ ۚ فَلَمَّا تَرَاكَ الْجَمْعُ قَالَ أَصْحَابُ مُّوسَىٰ إِنَّا لَنَرُكَ كَافِرًا ۖ مَّعْرُوفًا

اور ان چیزوں کا بھی اسرائیل کو وارث کر دیا۔ پھر فرعونوں نے ان کو دن نکلنے ہی آ لیا۔ پھر چونے دنوں کا میں مقابل ہوئے موسیٰ کے لوگ کہنے لگے ہم پہلے گئے۔ موسیٰ نے کہا اگر گز نہیں۔ بلکہ میرا ساتھ میرے بھائی

سِبْطِينَ ۚ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اصْرُبْ بِعَصَاكَ الْيَمْرُقَ ۚ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۚ وَأَرْفَعْنَا أَمْثِلَ الْخَرِيزِ ۚ وَوَحَّيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ۚ ثُمَّ أَكْرَفْنَا الْأَخْرِيزَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ لَكُمْ هُؤُلَاءِ مِنْ دُونِ ۚ وَلَٰكِن لَّهَٰؤُلَاءِ بَرَاءَةٌ ۚ

وہ مجھے ابھی راہ جاوے گا۔ پھر مجھے موسے کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار۔ (موسیٰ نے عصا مارا) سو دریا چھٹ گیا۔ اور باقی کا ہر ایک ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسا کہ آج کل ہمارا دریا جس پر ہم دیکھتے ہیں (موسیٰ نے فرعونوں کو) ۚ وَأَوْسَرْنَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ ۚ فَاتَّبَعُوهُمْ مُّشْرِقِينَ ۚ فَلَمَّا تَرَاكَ الْجَمْعُ قَالَ أَصْحَابُ مُّوسَىٰ إِنَّا لَنَرُكَ كَافِرًا ۖ مَّعْرُوفًا

## تفسیر

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ بِأَنَّهُ قَدْ كَذَبَ ۚ فَاتَّبَعُوهُمْ مُّشْرِقِينَ ۚ فَلَمَّا تَرَاكَ الْجَمْعُ قَالَ أَصْحَابُ مُّوسَىٰ إِنَّا لَنَرُكَ كَافِرًا ۖ مَّعْرُوفًا ۚ

اور اوحینا الی موسیٰ باقی تمام قصہ کو حذف کیے جو موسیٰ کی سرگرمی سے متعلق کہتا تھا صرف بنی اسرائیل کے مصروفے جانے کا تذکرہ شروع فرمایا۔ کیونکہ نشان قدرت کا دیکھ کر ان کے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب کو بل لے کر فرعون کو تیرے ہی اسرائیل کو رات میں نکلنے چاہئے موسیٰ بنی اسرائیل کو رات میں نکلنے چاہئے

جس سے باجارت فرعون نے نکلے اور اسرائیلیوں نے فرعون یوسف کے گھر پہنچے نہایت زیورات بھی مستعار لئے تھے جہت سب نکل گئے تو فرعون کو تیرے ہی کو وہ نکلے گا شام میں تپتے تپتے فرعون نے جا بجا ہر کاسے بھیجے دیئے کہ لوگ ملے آویں اور کچھ خوف کریں کیونکہ ان ہوا آتش قدرت قلیوں یہ تھوڑے لوگ ہیں اور انھوں نے ہونا خوش کیا ہوا کیا ہے ہماری حکومت کے لئے جا

ہیں دوسرے ہمارے زیورات لینگے محض نظر اصداء کو کہلا بھیجا ہے کہ مدد کو آؤ ونا جمیع خدروں۔ کیونکہ ان سے خطرہ ہے +

پس فرعون اور اُس کے ساتھ بہت لوگ ان کے تعاقب میں نکلے اور صبح دن نکلے ہوئے اسرائیلیوں کو دریا قطرہ قریب آیا بنی اسرائیل کو دیکھ کر دیکھنے موسیٰ نے تسلی دی کہ اللہ

ہم سے ساتھ ہو جائے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مارا اسکے مارنے سے دریا پھٹ گیا اور پانی کی پاڑ پھاڑ کی طرح سے دو طرف کھڑی ہو گئی بنی اسرائیل نشان میں سے پڑھنے لگے

ان کے چچے چچے ایسی راستہ سے جب وہ یہاں آئے تو دریا باہم مل گیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک لہر کی طرف کی بڑی نشان بنی اسرائیل وہ اکثر نہیں لے گئے کڈ لک

اور رہتا بنی اسرائیل ہر مقام پر اکثر لوگوں کو دھوکھا ہو گیا ہوا کہ دریا بنی اسرائیل کی ضمیر فرعونوں کے خاص جنات و عیون و کنوز و مقام کی ہر طرف پھیرا ہے اور اسکی تقدیر میں کہہ دیا کہ فرعونوں کے خوف ہوئے بعد ان کے باغوں و عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھروٹ کر اکرا لاکھ ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہیں

ہوئی کہ تمام اہل تاریخ اس پر متفق ہیں کہ دریا قطرہ کو عبور کر کے بنی اسرائیل چالیس دن تک یہیں میں ٹکرائے پھر سے مصر میں آئے اور نیز اس فرعون کے بعد دوسرے فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہوا کی سلطنت کا خاتمہ ہوا کہ باوجود شاہ کے ہاتھ سے سینکڑوں برس بعد ہوا پھر تو یہ جیسا کہ عیون میں فرماتے ہیں یہ ہوا مثل ذلک المقام الذی کان علیٰ انہ صفہ مقام اس تقدیر پر متفق صاف ہو گئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کر دیا۔ یہی نشان مافطین میں لکھی ہے کہ دیکھیں یہی عقدہ اور باغ و چشمے اور زلے خطائے جس کا فرعونوں کے پاس تھا اور اسے نکال کر ہنسنے اُن کو دریا قطرہ میں غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ عمدہ مقامات سے ان کو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کئے اور سورہ دخان میں بھی ایسا ہی آیا ہو کہ تم کو اس جنات و عیون شروع و مقام کو کہ وہ تو کاؤ ایشیا فاکسین کڈ لک اور شتا با قو ما آخرین۔

اور ان چیزوں کا بھی اسرائیل کو وارث کر دیا۔ پھر فرعونوں نے ان کو دن نکلنے ہی آ لیا۔ پھر چونے دنوں کا میں مقابل ہوئے موسیٰ کے لوگ کہنے لگے ہم پہلے گئے۔ موسیٰ نے کہا اگر گز نہیں۔ بلکہ میرا ساتھ میرے بھائی سِبْطِينَ ۚ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اصْرُبْ بِعَصَاكَ الْيَمْرُقَ ۚ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۚ وَأَرْفَعْنَا أَمْثِلَ الْخَرِيزِ ۚ وَوَحَّيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ۚ ثُمَّ أَكْرَفْنَا الْأَخْرِيزَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ لَكُمْ هُؤُلَاءِ مِنْ دُونِ ۚ وَلَٰكِن لَّهَٰؤُلَاءِ بَرَاءَةٌ ۚ



لائی جا چکی اسدن مال اور اولاد کام نہائیگی مگر اُنکے کہ جو خدا کے پاس کفر و معصیت جب شہوات سے پاک دل لیکر آیا ہو گا اسکی اولاد نیک کے اعمال صالحہ کی وجہ سے بابت  
نیچر میں در سید طرح جو مال اسے اسکی لڑہ میں صرف کیا ہو اسکے کام آئیگا اور اُس ندرت پر متوسل پوچھا جائیگا کہ تم دنیا میں کسی عبادت کیا کرتے تھے پہر کیا آج وہ تمہارے  
معبود تمہارے نفع یا نقصان دے سکتے ہیں۔ اسکے بعد وہ بھی اور انکے وہ معبود و تعبث بھی ارجوح خبیثہ و مشاغلین سب کے سب جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔  
اور جہنم میں آپس میں لڑائی لڑنے کے اور شرکین کہیں گے ہم بڑے سخت گزارہ تھے جو تکوید الہامین کا شریک بن کر لیا کرتے تھے ہی آج ہمارا کوئی سفارتی چونہ حمایتی  
کا شہ دہا رہ دنیا میں غائبی امانت نے تو ہم بھی ایمان لائیں ایمان کے نرا کچ کا مشاہدہ ہو گیا۔ اذ قال لایہ وہ وہ معبودون کو حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ یہ جنوں کو  
پوجتے ہیں لیکن سوال اس غرض سے کیا تھا کہ انہی جنوں کی مکروری ثابت کریں تاکہ انکو شرمنہ کی حاصل ہو اور یہ بھی انہی پرستش چھڑ دیں کہ وہ تو ایسے تھے کہ انکو نہ مانا  
کئے پر نہیں کیا بلکہ قتل لہا عاقبت بھی کہہ دیا کہ تم صرف انہی پرستش ہی کیا کرتے ہیں بلکہ ہم دن پھر انکے گرد ہار کرتے ہیں (والکوف الاقامہ علی ارضی واما قالوا  
نفل لایہم کا نوا بعد وہنا بالہنا ردون الیہل۔ کیسے) انکو بت پرستی پر تخاصم اور اسکی وہ منہ ظاہر کرنا چاہتے تھے (الندرسے گہری)  
ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا بل اور اُنکے اطراف میں تھی وہ لوگ مذہب صلابی رکھتے تھے جو ستاروں اور دیگر دوائی اور آسانی چیزوں کی پرستش کیا کرتے تھے پھر ان معبودوں  
کے نام سے طرح طرح کے موشیخ تارکین تہیں۔ تنجیداً پچاس سال ہوئے ہوئے کہ شہر منی کے بعض قدوں کو فرانس کی ایک جماعت نے حکم حضرت سلطان عجائب  
قدیر دریافت کر دئی تھیں کہ وہ کیا بات بہت پیچھے سے سنگ مرمر کا ایک عجیب غریب مکان پر لکھ ہوا جسکی دیواروں پر ہر طرف عجائب موشیخ ترشی ہوئی تھیں اور پھر اسکے  
صدر مقام میں ایک بہت بلند بلبل سنگ مرمر کا تھا جسکے پاؤں بائیں کسے اور بائیں دونوں پر عقاب کے برادر اُنکی صورت انسان کی تھی وہ قد آدم اور پچاس سال کا لکھا گیا  
فرانس کے عجائب خانہ میں رکھا گیا اور دیواروں پر کچھ لکھتے بھی تھا جو اب تک کسی سے پڑھا نہیں گیا۔ غالباً یہ ابراہیم کی قوم کا بت تھا حضرت ابراہیم نے پھر ان سے  
در یافت کیا ہاں اسکو حکم آدینوں اور بعضوں کو کھلا جب تم انکو پھارتے ہو کچھ تمہاری بات بھی سنتے ہیں یا نہ کچھ نفع یا نقصان بھی دیکھو ہیں؟ اسکا وہ کیا  
جواب دیا تو اس نے کہنے کے بل و بعد انا اذناک لک یعلون ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا جو انکی تقلید ہم کرتے ہیں ایسی تقلید حرام ہے۔ ابراہیم نے  
فرمایا کہ اگر تم انکو تم قہمدون اتم و آبارکم الا قدیمون۔ اب تم کو معلوم ہو گیا کہ تم اور تمہاری باپ دادا کس بے حقیقت چیز کی عبادت کیا کرتے تھے ہاں بعد ولی اللہ علیہ السلام  
یہ سب میرے دشمن ہیں یعنی مجھ ان سے نفرت و عدوت ہو گریگا ہاں اللہ میں سے نہیں۔ اسکے بعد ربنا اللہ میں چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جن سے انکو انکی  
طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا اللہ خلقی قہو یہدین وہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھ کو راہ راست کی طرف رہنمائی کیا کہنا جو اللہ ہی بولطیف و یسین و اذا  
حضرت فہو یسین کہ صرف یہی نہیں کہ پیدا کر کے ہی اُس نے پھوڑ دیا پھر اُس سے کچھ کام نہیں پڑتا بلکہ جس طرح ابتداء میں اسکی طرف حاجت تھی حال میں بھی ادنی  
اور اعلیٰ حاجت اسی سے دینے بولطیف و یسین سے چھوٹی باتوں کی طرف واذا حضرت فہو یسین ہے اور عظام کی طرف امار کیا واللہ یسین فہم یسین واللہ ی  
ایض ان ایض خلقنی یوم الدین زندگی دنیا کے بعد بھی اس سے تعلق ہو ہی موت دیکھا پھر قیامت کو دوبارہ وہی زندہ کر لگا اسی سے مجھے کنا ہو کس نے  
کی امید ہو دہر چند حضرت ابراہیم گناہ نہ تھو مگر کا صان خدا بمقام عبدیت اپنی ذلالت و اسی فروگزاشت کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے ہیں یعنی تمہاری بہت بڑا  
اور میرا معبود یہ کیا کرتا جو اب تک کو کون قابل پرستش ہو یہ سب پر تہمیش ہے اسکے بعد جو دار آخرت اور دنیا کی بہبود کی لئے حضرت ابراہیم نے اپنے رب کے دعائی اسکو نقل کیا  
جو رب بہت ہی حکما و الحقیقی الصالحین حکم ہو مگر کمال قوت دار کہ کا کہیں سے اور اک حق حاصل ہو وائینی بالصالحین مرا کمال قوت عیالہ کا کہیں سے خیر کمال میل ہو  
و جمل لی لسان صدق فی الاخرین اور میرے بعد دنیا میں برائیوں اور ذلالت کے اندر کہ باقی رہی جو توحید کا طریقہ جو جو نصیب ہو کرے بعد میں ہی ہو کہ وہ اس سبب سے  
مجھے ذکر خیر ہو لیا کہ میں آج اور کس کو توحید کا طریقہ غریب کا باعث ہوا جسکی فتح جزائیںم و عجز و عجز کی کما واثم مجھ۔ یہ سہل آخرت کی دعا تھی جسکا دینا آخرت کے سوال کو خارج  
تو اپنے کو بھی عاکی کہو کہ وہ کچھ تھوڑا تھوڑا نہ ہو خدا کے نعمت میں شریک کرنا عالی و صلوٰۃ کام ہو مگر لاختر فی یوم یستون کہ قیامت کے روز مجھ سے کوئی باز پرس ہی نہ کرنا  
اسکے بعد قیامت کا حال شروع کر دیا کہ اسروز نہ مال کام آویگا نہ اولاد دفع دیگی اگر قلب سلیم کہ جس میں قیود اخلاص ہو پھر۔

یہ سب میرے دشمن ہیں یعنی مجھ ان سے نفرت و عدوت ہو گریگا ہاں اللہ میں سے نہیں۔ اسکے بعد ربنا اللہ میں چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جن سے انکو انکی طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا اللہ خلقی قہو یہدین وہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھ کو راہ راست کی طرف رہنمائی کیا کہنا جو اللہ ہی بولطیف و یسین و اذا حضرت فہو یسین کہ صرف یہی نہیں کہ پیدا کر کے ہی اُس نے پھوڑ دیا پھر اُس سے کچھ کام نہیں پڑتا بلکہ جس طرح ابتداء میں اسکی طرف حاجت تھی حال میں بھی ادنی اور اعلیٰ حاجت اسی سے دینے بولطیف و یسین سے چھوٹی باتوں کی طرف واذا حضرت فہو یسین ہے اور عظام کی طرف امار کیا واللہ یسین فہم یسین واللہ ی

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ آلَهُ سَلِيلِينَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَالْحَبِيعُونَ ۝ ٢٠

مجلسِ لایا جبکہ اونکے بہائی نصیح نے کہا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے میں تو تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں میں اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مِنْكُمْ قَبْلَ الْبَعْثِ

اور میں اس پر کسی کچھ اثرات کو نہیں انگنائے میری محذوری تو اللہ ہی پر ہے۔ جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا بانو۔ قوم نے کہا کیا ہم تجھے بائین اور تیرے تابع تو

الْأَرْدَ لَوْ أَنَّ قَالُوا يُعْصِلُونَ إِنْ حَسِبْتُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّكَ لَوْ تَشْعُرُونَ وَمَا آتَاكُم بِهِ الرَّؤُوسُ إِنْ أَتَا إِلَّا

کہنے لوگ ہو گئے ہیں۔ نہ جانے کہا اور مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے

ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے کاش تمہیں اس کا شعور ہوتا اور میں تھان (داروں کو اپنے پاس کھینچ کر نہیں لیج سکتا)

[illegible]

پس کھوکھور ڈرنا تو دنیاوی الامور۔ انہوں نے کہا اسے فوج تو باز نہ آئی  
نوح نے کہا اسے رب ہماری قوم نے مجھے جہنم دیا تو میں کبیر اور نوح کے درمیان فیصلہ کیا کہ کدو اور کھجور کا درخت

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ وَمَنْ مَعَ فِي الْعَالَمِ الْمُشْكِرِينَ ۖ ثُمَّ لَمْ يَأْتِهَا بَعْدُ الْيَقِينُ ۖ إِنَّ فِي خَلْقِهَا لَآيَةً وَمَا كَانَ لِلَّذِينَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ ۖ هَٰذَا رِكَازُهُوَ الْعَرَبِيُّ الْفَرَسِيُّ

جو ایذا و زخمیں ان کو کئی نجات دے۔ پھر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ دلوں کو جو میری کشتی میں تھے بچا لیا۔ پھر بعد میں دل و باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ایک نئی نسل بنا دی جو اور ان کے افسرانے دلے تھے اور ان کو ایذا پہنچا کر پھر اسے پورے زمین پر

ترکیب

دانتھک جملہ اہل اے ضمیر نوسن سے ارڈیون جمع ازدول یعنی ذلیل

ما علمی ظاہر میں ما استفہامیہ جو فعل رفع میں اسبب مبتدا ہو سکے

دوسری تقریر میں کہ مضمون میں ایک اور لفظ ہے۔

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِنَا فَتَدَارَكُوا أَلَمًا لَّيِّنًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے بعد حضرت اہل بیت علیہ السلام کو بزرگترین منصب بیان کرنا چاہے۔ اگرچہ مقررہ سوره اخلاص میں مذکور ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے بعد حضرت اہل بیت علیہم السلام کو بزرگترین منصب بیان کرنا چاہے۔ اگرچہ مقررہ سوره اخلاص میں مذکور ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے بعد حضرت اہل بیت علیہم السلام کو بزرگترین منصب بیان کرنا چاہے۔

ہے لیکن چونکہ اسلوبِ قرائن مورخانہ نہیں چلنے لگتا، نزدیک مرربیان کرنا عیبِ بلید و احمقانہ نہ رہے، نزدیکِ غیرِ نالِ قصوں کو بھصائے مقام و حالاتِ قوم

کمر بیاں فرمانا عین حکمت ہے، خصوصاً نئے نئے اسلوب کے اسلئے اسکا پھر بیاں اعدادہ کیا۔ حضرت نور کا ساڑھے نو سو برس تک ایسے وعظ پند فرمانا اور

پھر ان کا ہدایت پر نہ آنا حضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور ان کے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے سہمطنوں سرکش قرضی کو کامل تہدید ہے۔

گزشت قوم نوح و المسلمین اگر کہ قوم نوح کے کہ صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ ان کو چھٹا ماتو سنبول کو چھٹا کیونکہ دین کی باتوں میں سنا کہ زبان تھے کہ

سید کا نام احمد کاوند کا کہ کاغذ کا کہ لکھنے پر شہادت کا کہ قاضی کا کہ اس لئے کہ قصہ میں احمد کاوند کا نام

مندی کی سبب اس کے اصرار میں بن گیا تھوڑے عرصے میں جس پر پوری حالت و حال سے اس نے اپنے ہاں ہر ایک کو

انھوں نے حج اٹے بہا لی ہے کیونکہ ملک و قوم کے لئے ہے۔ حج کے ادا کیا ہی انھوں نے کہ میں ہیں عدسے درے جو بوقتِ پیری رے ہو و قوم میں ہیں جی بہ پیری لڑکی

تہا یہ تو ان کا نصف تھا اپنی حالت ذکر کرنا ہے اے الٰہی کلمہ رسول کہیں تمہارے خدائی طرف سے پیغام لیکر آیا کہوں ہی طرف سے مجھ پر نہیں کہتا اور میں امانت دار بھی

ہوں یعنی اس پیغامِ رسائی میں کہہ رکھی زیادتی نہیں لگا ہوں جب یہ یقیناً اللہ و اطیعین اللہ سے ڈرو کہ اس کے حکام کی مخالفت کرو اور میرا کہا مانو یا اس کے حکم علیہ

۱۰۰۔ اگرچہ اسے کہہ سکتا تھا کہ میں نے جو غرض ہوں کی کہ غرض مند کی حالت میں دفعہ دہرے ہوتا ہے۔ البتہ مددوری تو میری ہے، مگر تم پر نہیں رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کا

[illegible][illegible]

آخر کار نہ مانا غرق ہوئے











وَمَا تَنْتَهِ بِهِ الشَّيْطَانُ وَمَا يَتَّبِعُهُمْ وَمَا يَنْسُجُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ السَّمْعُ لِعَمَلِهِمْ وَلَوْ أَنَّكَ تَدْعُ مَعَ اللَّهِ الْخَافِينَ

اور قرآن شیطاں نے کرنا ہے اور نہ ہی ان کا کام ہے اور نہ وہ اور کو کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہ سے ہی الگ کر دیے گئے ہیں۔ پس اسے ہی اللہ کے ساتھ کسی سب کو پکارنا  
فَتَكُونُ مِنَ الْمُنْذَرِينَ ۚ وَالَّذِينَ رَعَوْا عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۖ وَخَفَضُوا جَنَاحَهُمْ مِنَ الشَّجَرِ مِمَّا رَفَعْنَا فِيهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ فَكَانَ عَصَاكَ

دونہ تم مذاہب میں پہلا چھاؤ گے۔ اور اپنے نزدیک قریب داروں کو ڈراؤ اور جو ایمان والے آپ کے تابع ہیں ان کے لئے اپنا بارادہ جھکائے کہ وہ بھی تیرا منہ نہیں آتا کرو۔ پھر اگر وہ نافرمان کریں

تَقُلُ لِي يٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي أَنَا اللَّهُ قَدْ جَاءَكُمُ الْبَيِّنَاتُ فِي الْحَقِّ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

تو کہہ دو کہ میں تمہارے افعال سے بھی اللہ ہوں اور اسے ہی خدا ہے زبردست مہربان پرہیزگار کو۔ وہ جو میں کو کہا کرتا ہے کہ تم کو لڑائی کے لئے مجھ سے اور تمہارا خدا میں کی صف میں ٹھہرا دینا میں نے تم کو شک دہی

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ هَكَذَا نُفِثُ بَعْضُكُم مِّنَ الشَّيْطَانِ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِ كُلٌّ ۚ إِنَّمَا آتَيْنَاكَ الْيَقِينَ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

سننا جانتا ہے میں تمہارے ہر کام کو شیطاں میں اتار کر دیتا ہوں۔ وہ ہر جوئے بد کردار پر اتار کر دیتا ہے۔ جن شیطاں میں ادنیٰ اور اعلیٰ باتیں اٹھا کر دیتے ہیں اور بہت تواریخ سے سچی ہوئی ہر کفر اور

وَالشَّعْرَ يُصِيبُهُمْ الْعَازِلُ ۚ لَئِنْ تَرَكَتُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَّهْيَبُونَ ۚ فَإِنَّهُمْ يَفْقَهُونَ مَا لَا يَفْقَهُونَهُ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَذِكْرِ الْكِتَابِ ۚ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَمِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمْتُمْ أَلَيْسَ لَكُمْ مُنْقَلَبٌ يَّمْشِقُكُمْ

اچھے کام کے اور اپنے کلام میں اور انہوں نے اللہ کا بہت ذکر کیا اور اپنے اوپر باطنی ہو چکے بدنامیوں نے بدلہ لیا تو وہ سننے میں اور اظہار کو تو وہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کس کو طے پڑتے ہیں

یَوْمَ يَوْمِ الْخِزْيَانِ ۚ وَحَالُ هِيَ يَوْمَئِذٍ تَبْخَرُ فِي كُلِّ وَادٍ يَّهْيَبُونَ ۚ فَإِنَّهُمْ يَفْقَهُونَ مَا لَا يَفْقَهُونَهُ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَذِكْرِ الْكِتَابِ ۚ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَمِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمْتُمْ أَلَيْسَ لَكُمْ مُنْقَلَبٌ يَّمْشِقُكُمْ

یومِ یومِ الخیزان کی اور حال ہی ہو سکتا ہے تب خیر کی کل واد ہوگی۔ **تفہیم** یہ منقلب صفت ہر عرصہ رخزدی کی اور عالمی تجویزوں کے منقلبوں انقلاب ہی منقلب

گر اسپر ہی وہ شہر کہتے تھے کہ یہ سب کی سب ہیں بلکہ شیطاں اسے حضرت پر القادر کہتے ہیں اور یہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب کی سب ہیں بلکہ شیطاں اسے حضرت پر القادر کہتے ہیں اور یہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب کی سب ہیں

اس کا کیا ہی سبب بخش جواب عطا کرتا و ما تشرکت بلکہ شیطاں کی شیطانی ہر کفر اور باطنی ہو چکے بدنامیوں نے بدلہ لیا تو وہ سننے میں اور اظہار کو تو وہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کس کو طے پڑتے ہیں

کو مضامین ہمیشہ سے دلی رغبت سے ناپاک باتیں ان کی جو رک ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالیٰ سے

دلی رغبت اور شہوات لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید میں ہیں اسے انکو دلی نفرت ہے پھر یہ طلب شیطاں کی کا دل تو معلوم ہی نہیں انکو تو دلی

شہوات ولذات کی باتیں معلوم ہیں کہ جسے نفس خوش ہوتا اور روح پر تار کی آبی اور جو معلوم ہی ہوں تو وہ کہہ سکیا دے باتیں تعلیم لٹھا کرنے کے لئے کہ جسے انکو دلی نفرت

ہو بلکہ وہ اپنے منہ سے انکو اس کی قدرت ہی نہیں کہ وہ کسی مقدس اور پاک اور بزرگوں تک پہنچیں اور ہر ایسی باتیں القادر ہیں گو وہ کے کپڑے کو پہلی تک کہاں رسائی بخشا

کو آفتاب تک کہاں دسترس اور بالفضل وہاں تک دسترس ہی ہو تو پھر ملا راعلیٰ اور خلقوا القدس تک کہاں رسائی کہ جہاں سے یہ مضامین عالیہ آتے ہیں ہاں سے

فرماتا ہے انہم من السبع المعزولون ترمی نے سورہ جن کی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ جایا کرتے تھے وہاں سے کوئی بات سن آتے تھے

تو ساحروں کا ہنوں کو انہیں سوہنہ مل کر کیا کرتے تھے مگر جب کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے آئے تو انہوں نے انکو وہاں تک جانی سے روک دیا گیا۔

یومِ یومِ الخیزان کی اور حال ہی ہو سکتا ہے تب خیر کی کل واد ہوگی۔  
تفہیم یہ منقلب صفت ہر عرصہ رخزدی کی اور عالمی تجویزوں کے منقلبوں انقلاب ہی منقلب  
گر اسپر ہی وہ شہر کہتے تھے کہ یہ سب کی سب ہیں بلکہ شیطاں اسے حضرت پر القادر کہتے ہیں اور یہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب کی سب ہیں بلکہ شیطاں اسے حضرت پر القادر کہتے ہیں اور یہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب کی سب ہیں

## حاشیہ صفحہ ۷۴ متعلق بایست و انفعی زبیر الاولین

ان کی خصوصیت صلح طیف ہی تھی اور قرآن مجید طیف ہی شوق ثانی کے پیش ہی ہو سکتے ہیں کہ یہ قرآن ہی اسکے مطالب بہیہ انکو نہیں اولین و کتب کو موافق ہیں نہیں ہی ہائے جاتے ہیں باشتیلاؤں موافق کو جہاں کتب و بین میں تحریرت وقع ہوئی ہو اگر اس مطابقت کے لئے میں کچھ نظر پیش کروں یہ تمام کتاب ہی اس نکر سے جو شخص قرآن مجید کو کتب منتہ کو دیکھ لگا اس بات کی پوری تصدیق کر لگا عجیب شکل بات ہو مخالفت کا تاہم جو جات نہیں لکھ قرآن مجید کتب بصرہ کے مطابق ظاہر کیا جانا ہو تو کہتے ہیں اسی لیا گیا جو حال لاکہ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے اور ان کو اس میں عرب میں کوئی کتب خانہ کتب سابقہ کا نہ تھا پھر کہنے وہاں نقل کیا اور کب کیا اور کئی حضرت کیا ہا اسی شعبہ کی بنیاد پر ایک پوری صاحب و ملازمین کو قرآن نازل ہوئی کیا ضرورت تھی اور جو ان باتوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جہاں قرآن مجید فانی غلط باتوں کو ہر ذکر کتب باتوں کو کی ہے تو کہتے ہیں لو صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔ اول شقی پہی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بلا تحریرت نہ نہیں آتیں اسکے اہل مذاہب نے اپنی خود غرضوں پر بھی انہیں ایسی تحریرت و تبدیل کی ہو کہ کچھ کا کچھ دیکھا یا اس بات کو علماء اسلام نے کتب مناظرات میں پڑھی کوئی نسبت ثابت کر دیا ہے مگر تاہم انہیں اب ہی آنحضرت صلح اول پر کوہین متین کی بابت اس قدر شبانہ تین ہی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لئے نہیں ہائی جائیں۔ اس مقام پر بطور طریقہ کے چند بشارات مختصر اقل کرنا ہوں مفصل کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکھو (۱) تو بہ سفر اہشتی کے اٹھارہویں باب میں ۱۸ اور سیر پہل اسکے لئے اپنی اسرئیل کے لئے اسکے جانیوں میں سے زنی اسماعیل میں سے کیونکہ وہی اسرئیل کے بھائی ہیں (۲) ای موسیٰ تمجد ایک نبی برادر گلا اور اپنا کلام اسکے منہ سے نکلا اور انکا انتہی اس خبر کا مصداق انو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ کے جانشین ہیں جیسا کہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسیٰ کے تابع تھے کتاب و شریعت جدید کے پاس تھی یہ حضرت علی علیہ السلام کیلئے ہو کہ باحققا و رضا حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے کسی خدا کے طور سے حکم نکلیت تھے اور حضرت موسیٰ انسان تو خدا اور انسان میں کوئی بھی مماثلت نہیں اور نیز علی علیہ السلام غیر باب کے تو موسیٰ باب سے پیدا ہوئے تھے نہ علی کی شریعت موسیٰ کی شریعت کے مانند ہے نہ انکا طرز نبوت اسکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسیٰ کی نبوت حکومت و شہادت کیساتھ تھی بظراف علی کے اسکے علاوہ حضرت علی اور یوحنا نبی علیہ السلام کے عہد تک اس بشارات کے بموجب لوگو کو اس نبی کا انتظار تھا اور یہی موجود انہیں نہایت مشہور تھا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے سچائی سے پوچھا کیا تو ایسا ہے کیا تو سچ ہے یا وہی ہے۔ وہی سے اشارہ انکا اسی نبی موجود طیف تھا جو کہ مسیح اور ایسا کے غیر سمجھتے تھے یہی بات کہ بعض عواریہاں نے ہووے کے مقابل میں اس بشارات کا مصداق حضرت علی کی کو فارو دیا چوہا کہ کتاب اعال و لیا جاتا ہو تو یہ استدلال ہم کوئی بحت نہیں لہذا آنحضرت اور موسیٰ کی مماثلت خود کو دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں آنحضرت والدین و پیروں کو جو جیسا کہ موسیٰ نے اپنی اسرئیل کو فرعون کی قبیسے را کیا آنحضرت نے عرب کو غیر فرعون کی حکومت و ایک ربانی دی جس طرح حضرت موسیٰ کے بعد یوشع ایک غیر شخص انکا جانشین ہوا اس طرح حضرت کو بعد ابو بکر صدیق جانشین ہوئے جس طرح موسیٰ کے بھائی اسرئیل میں سردار ہوئے اس طرح آنحضرت کے بعد خاتم ہوئے حضرت موسیٰ کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ متعلق احکام تھے اس طرح آنحضرت کی شریعت میں بھی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسکے لئے اللہ تعالیٰ قرآن میں قرآن مجید اور اسلما الیکم رسولنا ہذا علیکم السلامنا الی فرعون رسولنا اسکے آنحضرت کی نبوت کے معاصر علماء یہودی فائل تھے ہاں الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول کیا بعض نے کیا جملہ ان کے مخیرین تھا جو جگہ حائل شریک ہوا۔ اور عبداللہ بن سلام وغیرہ اور کچھ اہل بیت ان بعد علی بن ابی اسرئیل رہے شیعہ بنی علیہ السلام کی کتاب میں جو بتکمل اہل کتاب کو نزدیک کلام الہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپ کی امت کا نہایت حارح کیساتھ ذکر ہے چنانچہ اس کے ساتھ ہی باک جملہ میں ائمہ دشمن ہونے پر تیری رشتی لکی اور ضلالت و کجالات و غیرہ طالع کیا ہے کہ دیکھ تاریکی میں چہا جائیگی اور تیری قوم پر لیکن خداوند چھ طالع ہوگا اور کجا جلال چھ پر تو دیکھو گا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے







سورۃ غلصکت ہل سکے نرائین دیتا امیشتا رکعہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طسے نلک ابٹ النعراں وکناب مبین ہدی ولبشری للمومنین الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتوا

الزکوۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون لان الذین لا ینؤمنون بالآخرۃ ذلکاکم اعماکم ثم یمیتھن اولئک

الذین کم سوا العداء ھم فی الآخرۃ ھم اکحسرون واولئک لکنفۃ القنار من لکن حکیم علیہ

وکناب صلوۃ قرآن ووصاف الہدی بشری دول معلل میں ہیں (ترکیب) آیات کتاب اور بدیہی و ن کی برہمی سکتیں الذین لیس فی حق جو المؤمنین کی

وہم بالآخرۃ نلک ابٹ النعراں وکناب مبین ہدی ولبشری للمومنین الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون لان الذین لا ینؤمنون بالآخرۃ ذلکاکم اعماکم ثم یمیتھن اولئک

الذین کم سوا العداء ھم فی الآخرۃ ھم اکحسرون واولئک لکنفۃ القنار من لکن حکیم علیہ

وکناب صلوۃ قرآن ووصاف الہدی بشری دول معلل میں ہیں (ترکیب) آیات کتاب اور بدیہی و ن کی برہمی سکتیں الذین لیس فی حق جو المؤمنین کی

وہم بالآخرۃ نلک ابٹ النعراں وکناب مبین ہدی ولبشری للمومنین الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون لان الذین لا ینؤمنون بالآخرۃ ذلکاکم اعماکم ثم یمیتھن اولئک

الذین کم سوا العداء ھم فی الآخرۃ ھم اکحسرون واولئک لکنفۃ القنار من لکن حکیم علیہ

وکناب صلوۃ قرآن ووصاف الہدی بشری دول معلل میں ہیں (ترکیب) آیات کتاب اور بدیہی و ن کی برہمی سکتیں الذین لیس فی حق جو المؤمنین کی

وہم بالآخرۃ نلک ابٹ النعراں وکناب مبین ہدی ولبشری للمومنین الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون لان الذین لا ینؤمنون بالآخرۃ ذلکاکم اعماکم ثم یمیتھن اولئک

الذین کم سوا العداء ھم فی الآخرۃ ھم اکحسرون واولئک لکنفۃ القنار من لکن حکیم علیہ

وکناب صلوۃ قرآن ووصاف الہدی بشری دول معلل میں ہیں (ترکیب) آیات کتاب اور بدیہی و ن کی برہمی سکتیں الذین لیس فی حق جو المؤمنین کی

وکناب صلوۃ قرآن ووصاف الہدی بشری دول معلل میں ہیں (ترکیب) آیات کتاب اور بدیہی و ن کی برہمی سکتیں الذین لیس فی حق جو المؤمنین کی

وکناب صلوۃ قرآن ووصاف الہدی بشری دول معلل میں ہیں (ترکیب) آیات کتاب اور بدیہی و ن کی برہمی سکتیں الذین لیس فی حق جو المؤمنین کی



وَلَعَنَّا نَبِيَّادَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عَلَاقًا لَّأَنَّهُمَا أَخَذَا مِنَ الْمَرْغُومِينَ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا هَٰذَا

اور البندہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو لعن دیا تھا اور ان دونوں نے کہا جس نے مغرور ہو کر غلامی سے انکار کیا ہے اور ان کے وارث ہوئے اور کہا

النَّاسُ عَلِمْنَا مَقِطْعَ الظِّلِّ مِنَ الْوَيْبِ وَأَنَّا مِنَّا كُلُّ شَيْءٍ هَٰذَا هُمَا لَفَضْلٌ لِّمَنِ وَحِشَةُ سُلَيْمَانَ جُؤْشَمٌ وَكُنَّا لِنَجِّنَ قَالَتِ

لوگو! ہم کو پہنچا کہ وہ لوگوں کی بولی بول کر گئی اور ہم کو ہر ایک نعمت دی گئی بیشک یہ اس کا مزید فضل ہے اور سلیمان کے لئے اس کا لڑکھچا گیا جن اور آدمیوں اور بندوں کا

الظِّلِّ لِمَنِ كُنَّا لِنَجِّنَ قَالَتِ هَٰذَا هُمَا لَفَضْلٌ لِّمَنِ وَحِشَةُ سُلَيْمَانَ جُؤْشَمٌ وَكُنَّا لِنَجِّنَ قَالَتِ

پھر وہ صفحہ پکڑے ہوئے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیتھوں کے چکل پر گئے تو ایک چیتھ نے کہا کہ اسے چیتھوں پہنچے ہوں میں اس سے جاؤ کہ جو سلیمان اور اس کا لشکر نہیں ڈالے اور ان کو جبریہ میں

فَنَبْسُكُمْ صَاحِبًا مِّنْ قَوْمٍ قَالَتِ لِمَنِ كُنَّا لِنَجِّنَ قَالَتِ هَٰذَا هُمَا لَفَضْلٌ لِّمَنِ وَحِشَةُ سُلَيْمَانَ جُؤْشَمٌ وَكُنَّا لِنَجِّنَ قَالَتِ

پھر سلیمان بھی بات مسکراتے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر یہ توفیق ہے کہ میں نے ان نعمتوں کا شکر کروں جو مجھے دے رہا ہے اور اس کا فضل ہے اور اس کا فضل ہے اور اس کا فضل ہے

حضرت موسیٰ لگے پاس گئے معجزات دکھائے وہ دل میں تو قائل ہو گئے مگر اپنی سرکشی اور غرور سے انکار کر کے کہتا تھا کیا انجام ہوائی ہے تم کو یہاں سیدھا رکھا فی ظنا

خفا کا حال مکتوبہ و قبل مندرہ لان تلمیذہ لہنک تیرضکا علی لہ (ترکیب) مصدر و لعل لعل فی معنی ضعیف حشر کا مفعول المسموع فاعلہ جودہ

یہ دوسرا فقرہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا جو اس تفصیل (تفسیر) سے ہوا و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکم و علم سے حضرت کو بتلایا جو فرمایا ہے ہم

داؤد اور سلیمان کو علم دیا کہ ان کا علم اور دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسے ہمارے یہاں وہ احمد لفظ الہی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے تھے یہ مجمل تھا پھر اس علم کی

آگے تفصیل فرماتا ہے بقولہ وورث سلیمان داؤد و اس رشتہ میں ضرر کے فضائل احوال میں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہنا جو یہ چیتھیں ورتہ میں نہیں آتیں

مہر غیب سے عطا ہو کر ہیں پھر سلیمان کے وارث ہوئے یعنی جو حکام آئے ان کے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اس فرزند پر عطا ہوئی یعنی سلیمان کے کلمات سننے

نہیں کہ انھیں کو عطا ہوئے ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہل کمال کی نسبت ان کے کلمات کا اپنے بزرگوں سے ورتہ پانا جاوہر میں آتا ہے اور یہی قول جمہور پسند بعض

یہ دوسرا فقرہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا جو اس تفصیل (تفسیر) سے ہوا و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکم و علم سے حضرت کو بتلایا جو فرمایا ہے ہم

یہ دوسرا فقرہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا جو اس تفصیل (تفسیر) سے ہوا و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکم و علم سے حضرت کو بتلایا جو فرمایا ہے ہم







قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَمَلَهَا نَظَرًا أَهَتَدَىٰ أَم تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۚ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَمَرْتُكَ قَالَتْ نَكَلًا

سیمان نے علم دیا کہ اس کے تحت کہتے ہیں کہ وہ اس کے امتحان کے لیے نکلیں کہ وہ وہاں کی جو باتیں ہیں سے ہوتی ہیں جو وہاں نہیں پاتے پھر یہ وہی تو کہا گیا کہ آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہو گا کہ یہاں یہ ہو گا کہ اس کے علم پر یہ کہتا تھا کہ آپ مجھ پر یہ بھی ہیں اور ہم تو ان کے ہیں اور خدا کے سوا جو وہ غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اسی نے اس کو بار رکھا تھا کیونکہ وہ کافروں کی تھی مگر اسے کہا گیا کہ میں نے  
هُوَ وَأَوْفَيْنَا الْعَالَمِينَ قِيلَ مَا كُنَّا مَسْئُلِينَ ۖ وَصَلَّاهَا مَا كُنَّا تَعْبُدُونَ ۖ قِيلَ لَهَا أَتَاخَلَّىٰ النَّارَ ۖ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ  
وہی ہے اور ہم کو تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ مجھ پر یہ بھی ہیں اور ہم تو ان کے ہیں اور خدا کے سوا جو وہ غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اسی نے اس کو بار رکھا تھا کیونکہ وہ کافروں کی تھی مگر اسے کہا گیا کہ میں نے  
فَكَارَاكَ حَسِبْتَنِي جَنَّةً وَكَلْهَفْتَ عَنِّي حَقًّا ۖ مَاذَا قَالَ ۖ إِنَّهُ صَوِّمٌ مِّمَّنْ دُونِ قَوَارِعِ ۖ قَالَتْ رَبِّ انِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ۖ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
پھر یہ اس سے اسے سننے پوری کہ کچھ تو اس کو پہاڑ کی بھی اور اپنی دونوں ہڈیوں سے کچھ تو اس کو پہاڑ کی بھی کہ یہ تو ایک عرصے سے شیعوں سے چاہا وہ وہاں کی اور میرے پہلے ہی میں نے اس کو اور یہاں کے ساتھ اس کی گردن

ترکیب

نظرًا بجز مطلق الجواب وبالرفع على الاستئناف وصدفها الفاعل الماضی الرابع الى الدلتا الى والى سليمان اى وصدفها عا كانت الخ عبادتها الشمس عن التقديم الى الاسلام  
انها بالرفع على الاستئناف وبالفتح على الدلتا من اتيان اعلیٰ هذا (تفسير) مصدرة الصرح النقص وقيل عصى الدار

کہ دنیاوی چیزوں کی پہچان میں جب یہ حال ہو تو خدا کی ذات وصفات کے پہچانے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی؟ چنانچہ وہاں آئی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ایسا ہی  
تخت ہو اس کو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا تخت ہو۔ اس کو اس کے مشابہ بتلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہو۔ مگر غلطی وہی بعد بقیس کو معلوم کر لیا گیا کہ یہ  
وہی تخت جو اس پر اس نے بطور معذرت کے کہا وہاں اوتینا العلم الخ کہ حضور چلو کیا آ رہے ہیں تم کو اس حالت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے طاقتور  
ہیں۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں وگناہ مسلمان اور ہم یہاں حاضر ہوئے سے پہلے ہی کہنے فرما رہے ہیں کہ میں نے بعض مضمین کہتے ہیں کہ یہ  
حضرت سلیمان کا کلام ہے کہ ہو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکی گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور بقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے  
روک رکھا تھا اور یہ اس لیے کہ وہ بھی کا فرق ہم میں کی تھی وصدفها الخ کے معنی ہیں۔ یا یہ سلیمان نے اس کو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قبل لہا اذلى الصرح الخ صرح قصہ کو بھی کہتے ہیں یعنی عمل اور اس کے معنی کو بھی کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا عمل بنایا تھا کہ جس کا صحیح باقی کا  
حاصل تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اس کو آپ سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اس کے اوپر سے کتے جاتے تھے جب بقیس کو دریا میں بلایا تو اس  
عمل کے صدمہ میں سخت چھوڑا کہ اس پر شیشے اور بقیس کو ان کا حکم دیا کہ اگر اس سے کسی حصہ پر تھا شیشہ دلو میں باقی لہنا اور مچھلیاں کا پھر نہ دیکھ سکی کہ حوض پر اس لیے پڑا لیوس  
کہ پڑا تھا یا وہ کچھ کی تھی کہ گھسنے سے کہ ہر پا پانی سے پڑا تھا ان کا تھا کہ سلیمان نے فرمایا نہ صرح ممدون تو ایر یہ حوض پانی کا شیشہ شوش پڑا ہوا کی طرح اڑا تھا لے کی کوئی ضرورت  
نہیں۔ وہ عورت تھی اور اس پر بادشاہ ملک کے عین دربار میں آئی بیعتی اور گنوار پن نہایت دوطرفیہ اس کو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان  
علیہ السلام کے روبرو صاف کہہ دیا رب فی ظلمت نفسی الخ کہ اور اس وقت تک میں بڑی خطا کرتی تھی اب سلیمان کی مانند اللہ رب العالمین پر ایمان لائی سلیمان کے ساتھ سے  
یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اس طرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچانے میں پہلے سے قاصر تھی ۛ

نقصہ تمام جواب قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ لسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی پھر چون میں چلی گئی رہ نہ کہ اس وقت تک اس کی شادی ہو چکی تھی نہیں  
اور پھر شادی یمن میں کئے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تو ایر سے ہو گا ہم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہو کہ بقیس پر سلیمان غاصبانہ  
حاشق تھے اور بقیس کسی پر ہی یا حنیہ کے پڑے سے پیدا ہوئی تھی اس لیے مشہور تھا کہ اس کی ہڈیوں پر بال ہیں اس بات کے دریافت کر لیا کہ سلیمان نے

وہی ہے اور ہم کو تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ مجھ پر یہ بھی ہیں اور ہم تو ان کے ہیں اور خدا کے سوا جو وہ غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اسی نے اس کو بار رکھا تھا کیونکہ وہ کافروں کی تھی مگر اسے کہا گیا کہ میں نے

فَكَارَاكَ حَسِبْتَنِي جَنَّةً وَكَلْهَفْتَ عَنِّي حَقًّا ۖ مَاذَا قَالَ ۖ إِنَّهُ صَوِّمٌ مِّمَّنْ دُونِ قَوَارِعِ ۖ قَالَتْ رَبِّ انِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ۖ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

پھر یہ اس سے اسے سننے پوری کہ کچھ تو اس کو پہاڑ کی بھی اور اپنی دونوں ہڈیوں سے کچھ تو اس کو پہاڑ کی بھی کہ یہ تو ایک عرصے سے شیعوں سے چاہا وہ وہاں کی اور میرے پہلے ہی میں نے اس کو اور یہاں کے ساتھ اس کی گردن

ترکیب

نظرًا بجز مطلق الجواب وبالرفع على الاستئناف وصدفها الفاعل الماضی الرابع الى الدلتا الى والى سليمان اى وصدفها عا كانت الخ عبادتها الشمس عن التقديم الى الاسلام

انها بالرفع على الاستئناف وبالفتح على الدلتا من اتيان اعلیٰ هذا (تفسير) مصدرة الصرح النقص وقيل عصى الدار

کہ دنیاوی چیزوں کی پہچان میں جب یہ حال ہو تو خدا کی ذات وصفات کے پہچانے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی؟ چنانچہ وہاں آئی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ایسا ہی

تخت ہو اس کو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا تخت ہو۔ اس کو اس کے مشابہ بتلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہو۔ مگر غلطی وہی بعد بقیس کو معلوم کر لیا گیا کہ یہ

وہی تخت جو اس پر اس نے بطور معذرت کے کہا وہاں اوتینا العلم الخ کہ حضور چلو کیا آ رہے ہیں تم کو اس حالت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے طاقتور

ہیں۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں وگناہ مسلمان اور ہم یہاں حاضر ہوئے سے پہلے ہی کہنے فرما رہے ہیں کہ میں نے بعض مضمین کہتے ہیں کہ یہ

حضرت سلیمان کا کلام ہے کہ ہو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکی گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور بقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے

روک رکھا تھا اور یہ اس لیے کہ وہ بھی کا فرق ہم میں کی تھی وصدفها الخ کے معنی ہیں۔ یا یہ سلیمان نے اس کو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قبل لہا اذلى الصرح الخ صرح قصہ کو بھی کہتے ہیں یعنی عمل اور اس کے معنی کو بھی کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا عمل بنایا تھا کہ جس کا صحیح باقی کا

حاصل تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اس کو آپ سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اس کے اوپر سے کتے جاتے تھے جب بقیس کو دریا میں بلایا تو اس

عمل کے صدمہ میں سخت چھوڑا کہ اس پر شیشے اور بقیس کو ان کا حکم دیا کہ اگر اس سے کسی حصہ پر تھا شیشہ دلو میں باقی لہنا اور مچھلیاں کا پھر نہ دیکھ سکی کہ حوض پر اس لیے پڑا لیوس

کہ پڑا تھا یا وہ کچھ کی تھی کہ گھسنے سے کہ ہر پا پانی سے پڑا تھا ان کا تھا کہ سلیمان نے فرمایا نہ صرح ممدون تو ایر یہ حوض پانی کا شیشہ شوش پڑا ہوا کی طرح اڑا تھا لے کی کوئی ضرورت

نہیں۔ وہ عورت تھی اور اس پر بادشاہ ملک کے عین دربار میں آئی بیعتی اور گنوار پن نہایت دوطرفیہ اس کو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان

علیہ السلام کے روبرو صاف کہہ دیا رب فی ظلمت نفسی الخ کہ اور اس وقت تک میں بڑی خطا کرتی تھی اب سلیمان کی مانند اللہ رب العالمین پر ایمان لائی سلیمان کے ساتھ سے

یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اس طرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچانے میں پہلے سے قاصر تھی ۛ

نقصہ تمام جواب قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ لسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی پھر چون میں چلی گئی رہ نہ کہ اس وقت تک اس کی شادی ہو چکی تھی نہیں

اور پھر شادی یمن میں کئے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تو ایر سے ہو گا ہم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہو کہ بقیس پر سلیمان غاصبانہ

حاشق تھے اور بقیس کسی پر ہی یا حنیہ کے پڑے سے پیدا ہوئی تھی اس لیے مشہور تھا کہ اس کی ہڈیوں پر بال ہیں اس بات کے دریافت کر لیا کہ سلیمان نے





قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰۤى ۗ اَللّٰهُ خَبِيْرٌۢ كَاثِبٌۭ رَّوْحٰنٌ ۚ اَمَنَ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْ يَّكُوْنَكَ لَكَ

اوس کو بتدبر تعریف اللہ کی ہے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر ہے پہلا صبر پڑ ہے یا وہ جنگجو و شریک بنائے ہیں

بھلا اس سے بنائے ہیں آسمان و زمین اور اس سے تمھارے ہیں

وَمِنَ السَّمَاءِ مَا يَخْتَلِفُ ذَاتُ غَظٍّ مَّا كَانَ لَكُمْ اَنْ تَنْتَبِهُوا عَنْهَا ۚ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان سے ہائی آواز کی ہے جو ہم سے ہی اس سے تفرق نہ باغ اگائے غفلت کیا اندھ و رنھا اگر تم اس کے وقت اگائے کیا ایک سالہ کوئی اور بھی ہو کہ بکیر و بکر لگ ہیں جو کوئی کہہ ہیں بھلا ان کو کہ میں نے

الْاَرْضِ فَمَنْ رَّا وَجَعَلَ خَلْفَهَا اَعْمٰی وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

زمین کو نشتر کے کی جگہ بنایا اور اس میں مٹی بنائیں اور اس کے سینے پہاڑ بنائے اور وہ دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی ہو جو بکیر و بکر لگ ہے بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

اَلَمْ نَجْعَلِ لَّكَ مِصْرًا اِذَا دَعَاكَ وَيُكْشِفُ السُّبُوْا وَيَجْعَلُ لَّكَ خَلْفًا اَکْرَمًا ۚ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

بیشتر کی دعا قبول کیا کرتا ہے اور مٹی کو تو کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بنا دیتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

وَالْجِبْرِ مَنْ يُّرْسِلُ لِرَّیْکَ بَشَرًا یُّبَشِّرُکَ بِمَا رَحْمَتُہٗ ۗ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

رشتہ جلا کر دیا اور کوئی خوش خبری کی ہر اس میں پہلا کرتا ہے اپنی رحمت سے آگے کیا کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان اور زمین سے روزی دیکھتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

وَاَلَيْسَ لَکُمْ اَیَّامٌ یُّبْعَثُ فِیْہَا اَنْۢبِیَآءٌ ۚ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

اور ان کو کیا خبر کہ وہ آپ آجائے گا دیکھتے بلکہ آخرت کے باب میں ان کی سمجھ عاجز لگی بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس اندر سے ہیں

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان اور زمین سے روزی دیکھتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان اور زمین سے روزی دیکھتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان اور زمین سے روزی دیکھتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان اور زمین سے روزی دیکھتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ

آسمان اور زمین سے روزی دیکھتا ہے کیا اطر کے سالہ کوئی اور بھی موجود اور اس کے سالہ کوئی اور بھی خدایو کہ ہم سے ہی بلکہ اگر وہ سے علم ہیں

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَللّٰهُ يَدْعُوْهُمْ فَيَقِيْلُ لَكُمْ مَنْ جَعَلَ





لَا هَذَا الظَّنُّ يَقْضِي عَلَى بَيِّنَاتٍ مِمَّا بَيَّنَّا لَكُنِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ وَلَوْلَا فَحْمٌ لَلْمُؤْمِنِينَ إِنْ لَمْ يَفْعَلُوا

ببینا ہم محکمہ وھو لعزیز العليم فتق كل على الله انك على الحق المبين انك لکشمع المعنى وکشمع الضم لکما اذا وکوا

مذہبین وکانت ھکذا العیون عن ضلالتهم وھو ان کشمع الامن یوم من یابینا فہم مسلمون ولذا وقع الفکر علیہم احضار

کرم کاتبہ من الارضین لکشمہم انک لکما کوا یابینا لک یوفون

الکفر لظہر المفعول ہادی علی الاضافۃ والذہنی التخصیص علی محال سم (دیکھ کر کسب) الفاعل عن ضلالتهم ہادی سے متعلق اور ممکن ہی اعلیٰ سے متعلق المعنی الی الھی صدر عن ضلالتهم کشمہم من الکلام وھو ان کلمہ ذوقی کلمہ من الناس بالشع (فقط کسب) لکشمہم بان الناس وکما کرم علی الانبیاء

مذہب وھو ہا میں کلام کہتے ہیں کلام شروع ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید جو پہلے سے پیشتر قرآن مجید کے ان کلمات کا ذکر کرتا ہے جو جیسے الہامی اور کلام الہی ہونے کے صاف ثبوت ہیں ان کے بعد ان کے بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ عہدہ مطالب ہیں ہمارے ان سے پہلے گئے ہیں اور جس کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ علوم رسیبہ نہیں جانتے تھے کھڑے تھے کھڑے تھے حضرت پروردگار قرآن مجید نازل ہونا جو

یقین علی ہی ہر دلیل ہی ہر دلیل کو بھی ان مواقع میں کہ کہاں وہ خود کو اسے اختلاف باہمی میں غوطہ کھا رہے ہیں اور ذوات کو ناگوں اور شکوک و شبہات و غفلتوں میں گرفتار ہیں، رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک و صریح بات ہو وہی نبی علی بنار ہا جو اس کے الہامی ہونے کی صاف دلیل ہے آپ دیکھنا چاہیے کہ جو قوم علوم کا سرچشمہ خیال کیجی تھی جب قرآن مجید کو سمجھتا ہے ہاتھ ہٹاتا ہے اور کیا خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن اس کا کلام ہو کہ جو تمام جاننے والے اسے زیادہ اور صحیح بات جانتے والے اور وہ بجز اس کے اور

کون ہو جس قرآن اسی کا کلام ہو آپ بطور ظہیر میں چند وہ مقامات بتلانا ہوں کہ کہاں قرآن مجید نے علمانی اسرائیل اور انکی کتب خود تو ان کو انکی اعلیٰ مقامات پر تلبہ کیا جو خدا تعالیٰ کی ذات صفات کے باب میں بہت سی غلطیاں ان میں تھیں جی قرآن مجید نے اصلاح کی اول یہ کہ تو ان موجود ہیں جو کہ خدائے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا اور سالوں روز آرام کیا حالانکہ یہ غلط بات ہو کہ تو خدا تعالیٰ نہیں جو آرام کرے اس پہلے قرآن میں فرماتا ہے وامناسن الخوب کہ ہم کو سالوں اور زمین کے بنانے میں نجان نہیں ہوا وھم یہ کہ تو ریت سفر پیا لیں اول باب کے ۲۴ ورس میں جو صبح خدائے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنا دیں حالانکہ

خدا کا کوئی مانند نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی کوئی صورت و شکل ہے۔ یہ باتیں جسمانی چیزوں کے سیئے ہوتی ہیں۔ اس سیئے قرآن نے اصلاح دی لیس کلمہ شعی کہ اس کے مشابہ اور اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے (سوم حضرت آدم کے قصہ میں عجب غلط خطا کیا ہے سفر پیا لیں کہ باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے ان کے چوب طرف ایک باغ لکھا اور آدم کو وہاں رکھا اور اس باغ کے چوب میں ایک درخت لکھا باوجود حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اس درخت کے کھانے سے منع کر دیا وہاں خیال کہ ہمارے برابر ہو جائے اور پھر آدم نے نہ سکو کھا لیا تو اسی درخت و صہ میں کہ باغ سے نکال دیا گیا کہ اسی سفر کے

۳ باب کے ۲۴ جملہ میں جو اور خداوند خدا لہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ باغ پر حاشے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھائے اور ہمیشہ جینا رہے اس لیے خداوند نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کس خوبی کے ساتھ صحیح

۲۰

۲۱

۲۲



بیان کیا کہ جو کہ بیان سے باہر ہے پھر اسی سفر کے باب ۵-۶ میں جو تب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پہلے آیا اور نہایت دلگیر و برا معاشاۃ اللہ خدا تعالیٰ کو کیا واقفیت اندیش اور جاہل سمجھا پھر کتاب شروع کے باب اور باب ۲۶ و دیگر مقامات میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں نزل اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اس کے منہ سے آگ اور نفعیوں سے دھواں نکلا اور وہ ایک کرہ پی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے سر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ میں خدا کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اور دکھایا اور پھر اور اس کا لباس برف سا سفید اور اس کے سر کے بال صاف اور کھڑے آون کی مانند تھے یہ اور نیز کتاب شروع کے باب ۳۱ و ۳۲ اور باب ۳۴ و ۳۵ اور کتاب یرمیاہ کے باب ۳۲ و ۳۳ میں تفسیر ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا انکی تہری چوتھی پشت کو دیتا ہے اس کا بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں قصہ کر دیا ولا تزدوا ذررا فخری کہ کوئی شخص کسی گناہ نہیں اٹھاتا لہذا کاست و علیہا کاست اس کی نیکی بری اسکی بیٹے سے (۲) ملائکہ کی بابت اور حضرات الانبیاء علیہم السلام کی بابت زنا کاری بت پرستی شراب خواری و فحاشی قتل وغیرہ کی سبکدوش تہتیں انکی توحید و انجیل میں ہیں چنانچہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جعفر راہبہا کئے تھے چہر و فراق تھے۔ ان سب باتوں سے قرآن مجید میں انہیں بڑا کو پاک اور عزیز بنلا یا و انہم عندنا من لم یطعنوا الا خیار (۳) تاریخی واقعات میں سبکدوشوں غلطیاں ہیں اور طرزیان میں بدعتوں انہیں ہیں کہ جنگ و حسب موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلایا۔

ان سب باتوں کو  
کہا گیا ہے کہ  
"وہی ہے جو  
میں نے"

ع  
اور اس کا  
منا  
اور اس کا  
منا

(۴) خود وہی دیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کی فرستے تھے اس سبب کہ جب بار دیگر توحید بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر ہو گیا اور باہم بڑی قیل وقال جو فی ہزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا وہ باہم عیسائیوں کے فرقوں میں سخت اختلافات تھے یعنوب حواری کہتے تھے کہ نبی علیہ السلام کے لئے ایک ایمان تہ نہیں جیسا کہ ان کے خط میں مذکور ہے بظلمات اس کے پوس شریعت کی باندی کو لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بنلا نا تھا جیسا کہ اس کے نامحات میں متعدد جگہ مذکور ہے اور اسی قسم کے صدمات اختلافات ہیں کہ جنکی قرآن مجید نے صلیبی کی اگر ہر ایک معضل بیان کروں تو ایک فرقہ کی حاجت پڑے انشاء اللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک بڑی تفسیر لکھ کر ان کے خط میں لکھوں گا انرا سمجھا کہ قرآن ہی روحہ المؤمنین قرآن یہاں نہادوں کے لئے بابت جو مبدع و معاذم و اختلاف و احکام قتل و تضامع نماز و روزہ وغیرہ آپس کو فی بات اسنے باقی نہیں چھوڑی اور دوسرا لطف یہ ہے کہ یہ رحمت ہی جو توحید کا محام میں جو سختیاں پہلے تھیں سب دور کر دی گئیں سہولت کے لباس سے شریعت کو لمبوں کر دیا گیا پھر ایسی کتاب نیا میں کسی نبی کے بھی ہاتھ پر طار نہ نہیں پہنچی جو چاہے کہ کسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اس کے الہامی اور اس کے خاتم النبیین ہونے میں کون شک ہے؟ پھر اس پہلی بات کی طرف رجوع کرنا ہو کہ ان کے کتابت بہتیم محکمہ و جواز علیہم کہنے باجمی اختلاف میں تیرا رہا پہلے حکم سے فیصلہ کرنا چونکہ انکی خواہش اور اسنے سے کیونکہ وہ نہایت کسی سے نہیں نیا اور خبر اور ہر ایک بات اسکو شیک معلوم ہونے ہی فوکل علی اللہ اللہ پر بھروسہ رکھو جو فرقہ صمد الہی سے ناخوش ہو گا تو اسکا کیا کہہ سکتا ہے؟ ایک علی الحق امین آقے صاف حق پر ہیں اور حق کا حامی اللہ ان لال کے بعد جبکہ ہر ہم لہر کی نسبت فرماتا ہوا انک لا شیخ المونی ان کہ یہ تو جو جو ہونے جس باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مردوں اور بہرہ و سک سنا چکے ہیں اسنے جو نعم ازلی انھوں کو ہات نہ کر کے پتہ آپ تو انھیں کونساں اور ہایت کرنے گئے ہو کہ جنس ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہی الان یمن یا یا تاکہ ہے ہر ایک اس بات سے یہ ثابت کرنا کہ فرقہ ووں کی بات منہ سے ہیں یا نہیں ہاں اسکو اس مسئلہ کے کچھ بھی علاقہ نہیں کیونکہ مونی سے مراد وہاں کفار ہیں و ان ذو وقع علیہم لعن اللہ یہ قرآن مجید کے لئے ایک اور دلیل جو میں قریب قیامت ایک دہائی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام نہ نہیاد کرے اور نیز اب ہر اس پھر قیامت کا حال شروع کرنا ہے اور قیامت سے پیشتر کسی بڑی علامت بیان فرماتا ہو کہ ان ذو وقع علیہم لعن اللہ جب بات پوری ہو جاوے گی یعنی لکھ گناہوں کی اخیر الزام کا حکم ہو گیا وقت آ گیا تو اس سے پہلے

اور اس کا  
منا



میں حضرت علیؑ کا قول نقل کیا جو کہ وہ ایسا جانور نہ ہو گا کہ جس کے دم پر بلکہ ڈاڑھی ہوگی مراد اس کی یہ کہ وہ ایک انسان ہو گا۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جانور ہو گا کہ جو کہ صفحا کے زلزلہ آنے کے بعد اس کی کسی کھوپڑی سے نکلیگا اور لوگوں سے کلام کرے گا اور اس کا عام چہرہ ہو گا۔ وائے الارض کی حقیقت بوجہ اختلاف اقوال علماء اسلام معلوم نہیں مگر قریب قیامت میں کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نمودار ہوگی کہ جو قدرت الہی کا نمونہ ہوگی۔ آت خواہ وہ کوئی انسان ہو جو ملک میں دورہ کرنے کے قدرت کے آثار دکھائے یا کوئی عجیب و غریب جانور جو لوگوں سے باتیں کرے اور مشرکین اور منکرین کو الزام دے والی علم خداوند آسمان بلند علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرمائیے وہیم عشر من کل ائمنہ فوجا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو چھٹا کر کے تھے ہر ایک جماعت کو جمع کر کے جوچ کر کے جوچیں گے کہ تم نے بے رحمی سے جو کچھ ہماری آیتوں کو کیوں چھٹا کر دیا ہے یا ان کو وہاں کچھ جواب دیا ہے یا ان کو ہم منکرین کے سینے الزام دیا جانتا ہے کہ دنیا میں ہم نے اپنی قدرت و کمال کے بہت سے نشان دکھائے تھے منجملہ اُن کے رات اور دن تھے جو کسی سے بھی مخفی نہ تھے ان میں ہماری قدرت اور بختیاری کے بہت سے نمونہ تھے۔ اول یہ کہ زمانہ یعنی رات دن بھی کسی کے قبضہ قدرت میں تھے جن میں جس طرح چاہتا ہے صرف کرتا ہے۔ زمانہ کا اور چیزوں پر اثر ہے بڑھا جاتی زمانے کے آثار ہیں مگر زمانہ اسی کے بس میں ہے۔ برضات اس کے سمجھو دوں کے کہ وہ زمانے کے بس میں ہیں وہم کہ دلی رات قیامت اور فنا کا نمونہ ہے رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ دوست و دشمن سب دوسرے عالم خود ہی میں ہوتے ہیں صبح جوتے بیدار اور شور و غل برپا ہوتا ہے جو سوئم یہ کہ رات میں ظلمت دن میں نور ہے جس میں اشارہ ہے کہ یہ دنیا ظلمت کے ہوتے شہوات کی اندھیرا محیط ہے نیک و بد کچھ نہیں معلوم ہوتا صبح قیامت میں سب روشن ہو جائیگا اور اگر کچھ بھی نہ سمجھتا تو افنی بات یہ تو جانتے تھے کہ رات میں رات اور دن میں کام ہوتا ہے یہ کسی طرف سے نشان ہیں وہیم فرخ فی الصور الخ ہاں سے پھر حشر اور اس کی ابتدا تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتا ہے کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل میں جم جاتی ہے۔ تصور ہو سکتے کہ آتہ تربی یا بگل کی مانند ہے۔ قیامت کی ابتدا یہیں سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اسکو منہ سے لگا کر بھاؤ لگا سکی آواز اس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مر جائیں گے پھر نباتات فنا ہو گئے پھر جمادات اور اس کی ہڈیاں آواز سے آسمان و زمین کے سب لوگ گھبرا اٹھیں گے مگر جبکہ اللہ چاہے گی نہ گھبرا لیں گے۔ وہ دن لوگ ہوس گئے بعض کہتے ہیں ملائکہ حوران جنت بعض کہتے ہیں اہل اللہ انبیاء و اولیاء و شہداء۔ حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ بھی انھیں میں ہوس گئے وکل اقوہ و انھیں اور سب اللہ کے پاس عاجز ہو کر پہلے آئیں گے یہ جب ہو گا کہ مرکز نہ کرے کے سینے دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ اسلئے علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہیم فرخ فی الصور سے دوسری بار تصور مراد ہے اور پہلے صور کا ذکر اظہار کر کے کہ بے یہ جلد ہے و تری اجمبال کہ یہ پہاڑ جو ٹکڑے ہوئے دکھائی دیتے رہے ہیں بادلوں کی طرح اترتے پھریں گے ابھر جویم ہو کہ یہ کیونکر ہو گا تو فرماتا ہے صنع اللہ الخ کہ یہ کام اسی اللہ کا ہو گا کہ جسے ہر شے کو مستحکم کیا ہے پس جو مستحکم کرنا چاہتا ہے وہ اسکو اکھیرتا بھی جانتا ہے اسکو منتارے سب کام معلوم ہیں۔ یہ تنہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اس سینے فرماتا ہے کہ اس روز اس قانون پھیل ہو گا جسے جار باحتیاج کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا دایمان و عمل نیک، وہ اس کا اس سے بہتر بدلہ پاویگا اور اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں رہیگا اور جو بڑائی لیکر آویگا کفر و مشرک تو ہنرمیں ڈال دیا جائیگا فرشتے کہیں گے یہ محتاج سے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہیں۔

انما امرت ان اعبد ربہ ذہ الباء الخ منبر و معا و نبوت میں کلام کر کے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پڑھتا ہے کہ تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہوا اول یہ کہ لوگوں کو کہہ دو کہ مجھ کو صرف اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی کہہ کر کہی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہوں توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نہ صرف کہہ کر بلکہ تمام شہروں کا اوکل مملکتوں کا لیکن ذہ الباء کہنے سے قریش کو انفعال لا لانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسے تمھارے رب شہر کو

منبر کیا حرمت دی جسکی بدولت تم عرب کی مارو عھاڑ سے امن میں پیداوار اسی پر کیا منحصر ہے ولکل شئی اُسکی اور بہت خوبیاں ہیں اور ہر شے اُسکے قبضہ میں ہے پس وہی پریش کے قابل ہے دوم اُمرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نیک باتوں کی بجائے ناجہری باتوں سے بچنا بھی میرا فرض ہے سوم وان اللہ القرآن کے شکوہ قرآن سنناؤ تبلیغ احکام کروں پھر جو بدایت پر آویگا اہلنا ہکا کر گناہ مانیکا اپنا بڑ کر گیا اس ترتیب میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اُسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو اُسی کی بات اُتر بھی کرتی ہے پھر اس

خانمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد للہ۔ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں وہ تم کو اپنی نشانیاں

ابھی دکھاتا ہے جسکی تھو جلد ہی ہے سوان کو پہچان لو گئے چنانچہ بدر اور قحط کا دفن کچھ لیا

وہ ایک بغافل عمارتوں اور اللہ تعالیٰ کے کام سے غافل نہیں ہر ایک

عمل کا بابہ ویکار و لاہ انجیرو لاہ آخر و ظاہر و باطن و الصلوٰۃ و السلام

علاء الدين محمد بن علي الاخير

والله الاطهار واصحابه الاخيار

قفا

۱۰۰۰

۲۲۷

# عقائد الاسلام

مصنف شریف علی بازار بلی ماران شہر

مصنف مولانا سید ابوالفتح محمد

مخفی نہیں کہ خدا نے انسان کی نجات اور سعادت کو وہی بازو پیدا کئے ہیں جن کے اہل کنترل مقصود کا سہارا ہو۔ اول قوت نظریہ  
نی عقائد اور علمی حصہ دوم قوت عملی اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلاتی ہے حضرات انبیاء علیہم السلام اور شاہ وادیان نہیں دونوں کو  
اسلام و تہذیب کے لئے آئے ہیں جن کی دونوں قوتیں ناقص نہ گئیں وہ یہ سیکھ جائیں کہ بعد قبرا و حشر میں معذرت و ننگی  
راول قوت دوسری سے اشرف اعلیٰ ہے مرنیکے بعد انسان کے ساتھ رہتی ہے اگر یہ درست ہوگئی تو عذاب ابدی محفوظ  
رہے گا۔ قوت ثانیہ کا جو علم تکفل ہے اس کو فقہ کہتے ہیں جس میں اردو میں بھی علماء بہت مفید و عمن تصانیف لکھ لیکن قوت نظریہ  
کی اصلاح کا علم کلام تکفل ہے جس کو علم العقائد بھی کہتے ہیں اس میں اس شخص بی اور اس بیت اور ان لائل عقایدہ نقل کیا ہے صاف اور سلیس دین  
اب تک کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی کہ جس سے زمانہ حال کے موافق خاص عام اپنے عقائد کو موجودہ کدورتوں سے  
جو نہایت لطف و فلسفہ جدید کے سبب پیدا ہو گئے ہیں اور اس آدھی نے زمانہ کو تاریک کر رکھا ہے صاف کوہ سیکین لکھ محمد  
کہ کتاب عقائد الاسلام جو ۲۰ x ۲۴ کی تقطیع پر عمدہ اور صاف کاغذ اور چھپائی کے قالب میں اب پھر بار چہارم بہت ہی قیم  
واضافے کے بعد منظر میں آئی۔ اس کی مقبولیت کی یہ ایک فی دلیل ہے کہ ہزاروں جلدیں بار بار طبع ہوئیں زمانے کی دست  
قدر دانی نے ان کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور آنکھوں پر رکھ لیا حزر ایمان سمجھ کر سیکھ لگا یا یہ کتاب میں اطفال الہل اسلام کلام  
درس میں داخل ہوگئی۔ اس کو بچوں اور ستورات کے لئے تعلیم میں رکھنا زمانہ کی ضرورتوں نے فرض کر کے یا ہندوستان کا کوئی گوشہ  
باقی نہ رہا جہاں کے علماء و اعیان اس کو قدر دانی کا انھوں نے نہ کیا ہو۔ اس کتاب کی نظر فہام عام قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں کئی ضوابط و ضوابط  
جس میں محصول لکھ ہمارے ذمہ اور تاجروں کے لئے ایک خاص رعایت بھی ہے جو جدا گانہ طے ہو سکتی ہے ۔

ہر

محمد عبدالقیوم کوٹھی نواب لہارو۔ واقع بازار بلی ماران شہر



# تفہیم حقایق

[illegible]

Checked  
1987

محمد ابوالحسن منیجر تفسیر حقانی دہلی - محلہ بی ماران

NOT TO BE ISSUED